دیباچہ
منتخب آبرو
سنہ ۱۳۰۵ ہجری
مطابق ۱۸۸۸ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد بیحد خلاق عالم و نعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیچمدان کج مج زبان
زلہ ربائے مائدۂ ارباب معانی خوشہ چین خرمن اصحاب خوش بیانی خاکسار ازلی سید اصغر علی برادر
خلف زبدۃ الفضلا قدوۃ الحکما حکیم سید محمد انور علی حسینی مصطفے آبادی غفر اللہ تعالی
لہ بخدمت صاحبان علم و دانش و فاضلان سراپا بینش کہ خطائے زیر دستان سے
دیدہ و دانستہ اغماض کرکے یہ اعراض پیش آتے ہیں و براہ خطا پوشی و عطا پاشی عیب
کو ہنر سمجھتے ہیں عرض پرداز ہے کہ بعہد عدالت مہد غریب پرور × عدل گستر × سکندر زمان
حاتم دوران × خداوند نعمت × دارا حشمت × ہلال رکاب × خورشید قباب × ماہ صورت × ملائک
سیرت × انجم حشم × جوزا خدم × مریخ صولت × مشتری خصلت × سلالۂ سلسلۂ فرمان روائی
زیبا رائکۂ دولت و بختیاری × موجب امن و امان کافۂ انام × باعث درستی مہام خاص و عام
فاتحۂ کتاب کرم × مورد الطاف قدم × مشید ارکان شرع و اسلام ماحی طرق بدع و ظلام متقن
قوانین سنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام × حرز بازوئے حسن انتظام × قابل عطا × قاتل
جفا × حضور فیض معمور لامع النور معدلت نشور ظل الطاف رب غفور × رونق بخش

نزدیک و دور جناب مستطاب معلی القاب × آمین الدولہ وزیر الملک
نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ والی
ریاست خداداد محمد آباد عرف ٹونک حرسہا اللہ عن ادوار الدہر و فساد × الازمنہ
والشرور × کہ جسکے کلام فصاحت انضمام کا شہرہ دور دور کوس لمن الملک بجا رہا ہے اور رائحہ مضمون
بلاغت مشحون سے مشام دل و جان اہل سخن معطر ہوتا ہے دریاے سخاوت اوسکا وہ موج زن ہے
کہ ہر ایک طالب گوہر مقصد سے پر دامن ہے × شجاعت مین یہہ کمال و تفرس ہے کہ وقت
مقابلہ رستم بشکل ہیزران بیکس ہے × عدالت کا وہ طرفہ ڈہنگ ہے کہ آہو کا نگہبان پلنگ ہے
شیر بکری ایک گہاٹ پانی پیتے ہین × باز و کبوتر ایک دوسرے کو دیکہکر جیتے ہین × رزم مین بیان
حیدر کرار × بزم مین مثل سکندر نامدار × مروت مین مشہور بازار اصحاب × فنون سپاہگری
قہر روزگار × عتاب اوسکا وہ سیلاب ہے × جسمین سفینہ دشمن غرقاب ہے × یا الہ العالمین
جب تک گنگا جمنا مین پانی ہے یہہ رئیس دریادل آبرو بخش فلک رخش باین اقبال لا یزال سلامت ہے

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

قصیدہ دعائیہ

فروغ صبح جبتک مطلع خورشید خاور ہو
سواد شام جبتک صورت زلف معنبر ہو

قران مشتری و ماہ جب تک سعد اکبر ہو
درخشان نجم دولت تا برنگ مہر انور ہو

کف نواب ابراہیم خان گنجینہ زر ہو
ضیاے ماہ حشمت آفتاب ذرہ پرور ہو

ریاض دہر تا جلوہ گہ صناع اکبر ہو
دماغ اہل عالم بوے گل سے تا معطر ہو

نہال آرزو جب تک جہانمین بار آور ہو
قد خوبان دلجو تا کہ محسود صنوبر ہو

ترا باغ جوانی ابر جوشش عیش سے تر ہو
اسکو ہمیشہ بہار سبزۂ رخسار افزوں ہو

دہن میں تا زباں ہے اور زباں میں تا ہے [illegible]
فلک پے تا ہیں اختر اور اختر ہیں یہ لمعانی

کرے مخلوق تا وقتیکہ خالق کی ثنا خوانی
رہے کونین میں جبتک کہ باقی شان یزدانی

تری جلوے سے [illegible] ہر ذرۂ عالم منور ہو
حشم کو [illegible] ہو اوج پر طالع کا اختر ہو

چمن میں تا کہ گل ہی اور گل ہی رنگ سے اظہر
گلوں پر والہ و شیدا ہے جبتک بلبل مضطر

اور اوسپر اشک سے شبنم چھپاورتا کرے گوہر
جہاں میں حسن اور الفت کا چرچا تا کہ ہے گھر گھر

ہما [illegible] دولت کا تری [illegible] وتر ہو
ہلال [illegible] صورت [illegible] منجر ہو

رہے جبتک جبین آسماں تاروں سے پرافشاں
سرمیں فلک کی تا ہفت اختر ہیں فروزاں

رہے وابستہ ہی مہر کا تا ذرۂ بیجان
عروس گل پہ تا باد بہاری زر کرے قربان

تری بزم غنا شمع طرب سے نورگستر ہو
ترنم قلقل شیشہ ہو اور پروانہ ساغر ہو

رہے گیسوئے سنبل گلستاں میں تا کہ جوبن پر
لگائے تازیانہ برق تا بادل کی توسن پر

پڑی جب تا کہ چشم نرگس بیمار گلشن پر
کماں کھینچے ہوئے قوس قزح ہے تا کہ دشمن پر

ترے بہی خواہ دولت فوج عشرت پر مظفر ہو
ترا بدخواہ ابتر ہو ترا ہمسر نگوں سر ہو

ہے آمرزش یزداں کا جبتک موج زن دریا
سر مخلوق پر تا رحمت خالق کا ہو سایا

رہی تا لحنِ داؤدی کا شہرہ سامعہ پیرا
خلیل اللہ کی مہمان نوازی کا رہی تا چرچا

ترا خوانِ ضیافت خوانِ گردون سے بھی بڑھکر ہو
ترا جشنِ مبارک جشنِ جمشیدی سے بہتر ہو

رُخِ خوبان پہ تل جبتک بہ رنگِ سنگِ اسود ہے
دلِ عشاق تا پابندِ گیسوئی معقد ہے

بپا تا عالمِ ہستے مین ذوالقرنین کے سد ہے
عرب مین مشتہر تا برّشِ تیغِ مُہنّد ہے

تری تیغِ دو دم دشمن کی حقین قہرِ داور ہو
جو ہو سینہ سپر اوسکا معاً وعدہ برابر ہو

دو دستی مہر و مہ کی تا فلک مشعل کرے روشن
دکھائی اوٹھہ کی مستانہ گھٹا زہرہ و کو تا جوبن

رہین منتِ بادِ بہاری تا رہی گلشن
گُہر ریزی ابرِ تر سے تا ہون جابجا خرمن

تری تیغ نظر ... سے کا جوہر ہو
تری شمشیرِ ہمت سے سدا املاکِ سخا سر ہو

منتخب آبرو کہ تاریخ ترتیب دیوان ہے، و خیابان خیال ہے.

تاریخ طبع بر آمد ہونے سے طبع ہوا امید ناظرین با تمکین سے یہ ہے کہ اگر کہین غلطی بسہو الانسان مرکب من الخطاءِ والنسیان - معاینہ کرین بنظر عیب پوشی تصحیح فرمائیں
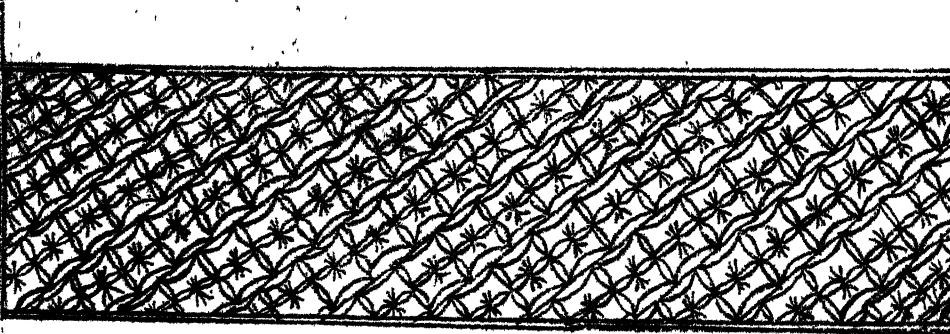
تعز من تشاء وتذل من تشاء

الحمد للہ والمنت کہ درین ایام سعادت انضمام دیوان بے مثال المسمی

خیابان خیال

سنہ ۱۳۰۵ ہجری

معروف بہ

سنہ ۱۸۸۸ عیسوی

منتخب آبرو

تصنیف شاعر نازک خیال محمد سید اصغر علی صاحب آبرو خلف حکیم سید انور علی صاحب رامپوری نور اللہ مرقدہ

در مطبع محمدی ٹونک باہتمام غالب علیخان طبع شد

شمار غزلیات - ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعداد اشعار ۹

ہوا ہے شرق مہر حمد مطلع میرے دیوان کا
بنا ہر نقطہ پر نور زن راہ عرفان کا

کرون مین کس زبان سے وصف اس محبوب یزدان کا
لقب قوسین او ادنیٰ ہوا دی جس کے ایوان کا

رہون مداح جب تک ہے تعلق جسم سے جان کا
ابوبکر و عمر عثمان علی شیر یزدان کا

کیا مضمون رقم مینے تمہارے روئے تابان کا
ہوا ہے مطلع خورشید مطلع میرے دیوان کا

پھرا کرتا ہے آنکھون مین تصور کوئے جانان کا
نگاہون پر نہین چڑھتا ہے نقشہ باغ رضوان کا

گیا کو مین ہی خو ہان ہوا جو کوئے جانان کا
نہ دنیا کا نہ دین کا رہا یان کا نہ وہان کا

تصور حاضر و غائب ہے مجکو روئے جانان کا
فقط مین ناظرہ خوان ہی نہین حافظ ہون قرآن کا

دل پر داغ کیف چھوڑے ہے تصور چشم جانان کا
بیٹھا آہو سیہ نور ہے غم کے بیابان کا

۲

عجب اے آبرو عالم ہے اپنی چشم گریان کا
کہ ہوتا ہے یقین ہر اشک کی قطرہ پہ طوفان کا
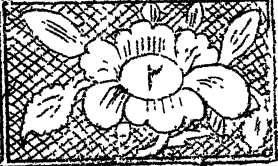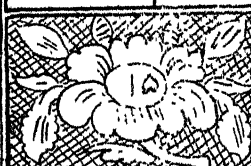
۱۵

رقم ہو جاوے وصف ہمین اگر حنائے جانان کا
تو چمکے صورت خورشید مطلع میرے دیوان کا

تصور بسکہ دل مین ہے تمھارے دور دامان کا
بہت آسان ہے اب چاک کر لینا گریبان کا

گدا وہ ہون کہ تکیہ ہے مرا الفقر فخری پر
نہ خواہان تاج شاہی کا نہ مین تخت سلیمان کا

یہ وقت امتحان سے چشم گوہر بار دیکھین تو
گھٹا دیتی ہے کیونکر زور تو اس ابر نیسان کا

خدا لاوے نہ ہاتھون مین بتون کے اپنی بندون کو
کہین ملتا نہیں ہے پھر ٹھکانا دین و ایمان کا

جما کر پان کا لاکھا دکھاؤ اپنے ہونٹون کو
لہو پانی کرو یون ایک تم لعل بدخشان کا

تمھاری زلف پیچان نے مجھے بھی مار رکھا ہے
تماشا دیکھئے کیا ہو مرے حال پریشان کا

وہ بیشک حور ہے جنت مکان ہی اوسکے رہنے کا
جہان مین نام ہے مشہور رضوان اوسکے دربان کا

نہ یہ عشوہ نہ یہ غمزہ نہ انداز و ادا اوس مین
فقط اک روشنی سے نام ہے مہر درخشان کا

تصور مین جو اوس مژگان کی مین رہتا ہون سرگردان
تو خوش آتا ہے چبھنا پاؤن مین خار مغیلان کا

پری رویون کی آمد رفت رہتی ہے سدا اسمین
ہمارا خانۂ دل ہے در دولت سلیمان کا

ہمیشہ نوک کی اغیار سے لی عشق مژگان مین
گروہ عاشقان مین یون ہوا مشہور مین بانکا

نہال آرزو بھی کچھ بھلا ہم بھی تو پھل پائین
ملے او سرو قد بوسہ کوئی سیب زنخدان کا

نہ لے گا کوڑیون کے مول کوئی عود و عنبر کو
جو شانہ ہاتھ آیا اون کی زلف عنبر افشان کا
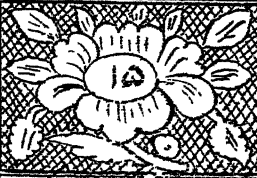
پری رویون کو تم تقریر سے تسخیر کرتے ہو
پڑا ہے تم پہ سایہ آبرو شاید سلیمان کا
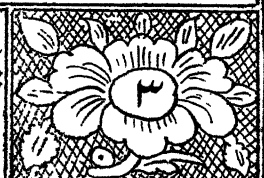
سر دیوان لکھا ہے وصف جو ابرو و مژگان کا
میرے ہر ایک مصرع مین ہے عالم تیغ و پیکان کا

جلاتے ہو مجھے ناحق ہی ٹھنڈی گرمیان کر کے
صنم پوچھو نہ مجھسے حال میرے [illegible] ہجران کا

جو مین چشم سیاہ یار کی لکھون صفت اے دل
تو بیشک دائرون پر ہو یقین چشم غزالان کا

دیا بوسہ دہانِ تنگ کا آج اوس پریوش نے
ملا قسمت سے بارے ہمکو چشمہ آبِ حیوان کا

نہ پڑتا عکس اسپر ترے پائے نگارین کا
تو پنجہ خون مین ڈوبا ہوا ہوتا نہ مرجان کا

اوڑائین جیب و دامن تیری بدولت ہمنے اے وحشت
نہ رکہا تار دامن کا نہ ٹکڑا تک گریبان کا

چہڑکتا ہے نمک ان پر اگر وہ غیرتِ گلشن
دکہاتے ہین تماشا زخمِ دل گلہائے خندان کا

پلٹ کر پہر نہ آیا قاصد اپنا روزِ محشر تک
گلی بہی یار کی ناکا ہے کیا شہرِ خموشان کا

ہمین اوس دشتِ وحشت ناک مین وحشت نے پہینکا ہے
نشانِ راہ گم ہے خضر تک سے جس بیابان کا

نسیمِ صبح جنت کو اوڑا لیجاے اک دم مین
سبک تابوت ایسا ہے شہیدِ تیغِ ہجران کا

جو رو تا ہون خیالِ عارضِ گل رنگِ جانان مین
تو رنگِ گل دکہاتا ہے مجہے تکمہ گریبان کا

اوڑا کر سر سبکدوشی عطا کرتی ہے اکدم مین
الہی دم رہے قائم جہان مین تیغِ جانان کا

رفوگر بخیہ کرنا جسمِ دل مین غیر ممکن ہے
رفو تو نے کیا ہوگا کہین چاکِ گریبان کا

دلِ عشاق باندہین گے یہ عقدہ کہل گیا ہمکو
وہ جوڑا باندہتے ہین اسلیئے گیسوئے پیچان کا
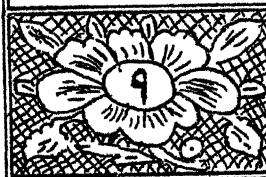
نہ دنیا مین کوئی باقی رہیگا آبرو ہرگز
رہیگا کچھہ اگر باقی تو ذکرِ خیر انسان کا
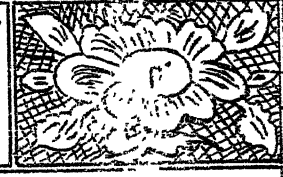
سراسر [illegible] ہے مضمون رقم زلفِ پریشان کا
جو دیوانہ بنا چاہے سبق لے میرے دیوان کا

تصور دل مین بندہا ہے کسی زلفِ پریشان کا
تماشا ہے کہ غنچے مین ہے عالم سنبلستان کا

خبر ملتی ہے اس سے آمدِ فصلِ بہاری کی
جنون مین تار برقی ہے ہر اک رشتہ گریبان کا

جو ہین وصافِ چشمِ سرمگین یار کے اے دل
ضرور اک دن وہ لینگے راستہ شہرِ خموشان کا

تمہارے ہجر مین پیکان ہے مجہکو تا پیراہن
گلے پر چل رہا ہے دیکھہ لو خنجر گریبان کا

قیامت سر پہ برپا ہے ہمارے نالۂ دل سے
گمان ہے شعلہ ہائے آہ پر برقِ درخشان کا

نہ کیون صرف رہ خار جنون ہون پانوکے چھالے
ہے وقف دست وحشت تار تار اپنے گریبان کا

تو ہی دست جنون کی وحشت دل دستگیری کر
نہیں یہہ جانتا ہے رستہ کوئے گریبان کا

٥ — ١٢

غزل اک اور بھی یہ آبرو اسطرح مین پڑھیے
یہ وہ صحبت ہے جسمین ذہن کھلتا ہے سخندان کا

لکھا ہے حرف جو اسمین رخ رنگین جانان کا
جواب باغ رضوان ہی ہے ہر صفحہ دیوان کا

لگا وہ تیر یا بوسہ دہان زخم سے لیوں
کہے سوفار کا گا ہے سرے کا گاہ پیکان کا

شہیدون کو تمہارے آب خنجر آب کوثر ہے
چمن رشک ارم ہے جوہر تیغ صفاہان کا

تری خلخال مین شاید صدائے قم باذنی ہے
ہر اک خفتہ ہوا بیدار جو شہر خموشان کا

اولجھتا پاؤن مین سنبل ہے اپنی بیڑیان ہوکر
بعینہ اوس گل کے نقشہ ہے گلستان مین زندان کا

تجلی رخ انور نہین کچھ مہر سے کم ہے
مقابل روئے جانان کی ہو کیا منہہ ماہ تابان کا

بھلا پھر کسطرح سے دین و دل کو نہ مین کو سون
کیا پردہ انہون نے فاش ہے یہ راز پنہان کا

مکان یار مین جاتا تو ہون چھپ چھپکے راتونکو
مگر کھٹکا لگا رہتا ہے دل کو روز دربان کا

گرت دردسر باشد مرا بر گرد سر گردان
کہ صدقے سے مرض ہوتا ہے اکثر دفع انسان کا

بلائے کار گر باشد سنان خار بر خارا
دل سنگین بت مین کیا اثر ہوا آہ سوزان کا

٦ — ١٣
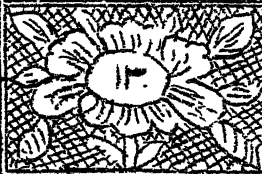
اسد کا مین ہون پیرو آبرو صحرائے وحشت مین
سرے نالون سے دل ہلجائیگا شیر نیستان کا
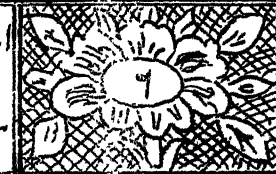
کیا کیا نہ تیرے عشق مین اسے دلربا ہوا
کن کن مصیبتون مین نہ مین مبتلا ہوا

جو دل اسیر حلقۂ زلف دوتا ہوا
گرداب بحر غم کے سے وہ آشنا ہوا

نکلا جو خط وہ پھول سا رخ بدنما ہوا
رنگ بہار باغ خزان سے ہوا ہوا

عاشق ہوے ہم اوسپہ تو وہ بیوفا ہوا
گر آبرو سے کوچ بدار البقا ہوا
جلوہ سے یار کے نہیں کوئی بچا ہوا
وحدت کی آنکھ گر ہے تو دیدار کے لیئے
از خود لیوقت فکر میرا دم اولجھہ گیا
کوئی نہ کوئی جان پہ کہیلے گا منچلا
ہوے میان یار سے واقف جو ہو گیا
ساقی کی چشم مست نے مجکو کیا شہید
سیری طرف سے دیکھیئے نفرت کہ خود بخود

روزہ رکھا غریب نے تو دن بڑا ہوا
سمجھون گا مین بخیر میرا خاتما ہوا
کعبہ ہوا کنشت ہوا سیکدا ہوا
کثرت کا درمیان سے ہے پردہ اوٹھا ہوا
مضمون کمر کا حلقۂ زلف دوتا ہوا
رہتا ہے تیغ یار کا ڈورا کھلا ہوا
وہ ہم جلیس مجلس اہل فنا ہوا
قسمت سے میکدہ بہی مجہے کربلا ہوا
تصویر کا بہی اون کی سے ہے نقشہ کہنچا ہوا

٧

اے آبرو نہ ملک عدم سے پہر کوئی
کیا جانیے کہ اپنے احبا کو کیا ہوا

١٢

آئی قضا اگر آپ نہ آئے تو کیا ہوا
ہوتا برا ہے سچ تو یہ ہے دل لگا ہوا
آخر سبب بہی ہے کوئی غصہ کا رنج کا
لوگون سے کہتے ہین وہ مجھے عشق مین دیکھکر
ہوگا بہی کہ جان سے جائینگے جائیے
بہولے سے بہی نہ لین گے کبہی نام غیر کا
کی بتکدہ مین عمر بسر مشکنون کی ساتھہ
وہ نرم دل ہون بہولتا ہون اپنا درد سر

رہنا نہین ہے کام کسیکا رکا ہوا
جو شعر حسب حال لکھا مرثیا ہوا
کیون منہ بنا سے بیٹھے ہو بولو تو کیا ہوا
فقرا یہ ان کا خوب ہے ہم پر منجھا ہوا
غصہ ہوا نہ آپ کا قہر خدا ہوا
منجا و خیر جانے دو جو کچھہ ہوا ہوا
لو زاہد اپنی جان کو اب پارسا ہوا
صندل کو دیکھتا ہون اگر مین گھسا ہوا

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است
دولت دران سراست کہ از میہمان پرست
از خویشتن گم ست کرا رہبری کند

مدت کے بعد یار جو تو آشنا ہوا
دل داغہائے عشق سے دولت سرا ہوا
کیا ہے جو خضر کہنے کو یون رہنما ہوا

٦

اوٹھ او ٹہہ گئے ہلتے ہو جو زانو لگو آبرو
شاید کہ آپ کا ہے کہین دل لگا ہوا

١٤

عشقِ موے کمرِ یار مین یہہ زار ہوا
مسکن خاص میرا کوچہ دلدار ہوا
وعدہ وصل کیا یار نے پھر از سر نو
کر چکا جان کو خالِ نمکین پر صدقے
جہانکنے مین جو پڑا اوس رخ پرنور کا عکس
تپ فرقت سے پھر اک آگ لگی سینے مین
ہنس پڑا دیکھکے وہ غنچہ دہن شکل میری
تیرہ بختی تو ازل سے مری تقدیر مین تہی
نسبت ذرہ بخورشید اسے کہتے ہین
درہم داغ جگر ساتھ ہین یان محشر تک
انکھہ پڑتے ہی ہوئے قلب و جگر ڈو ٹکڑے
تین تیرہ ہوئی ہوش و خرد و صبر میرے
تم جو پڑہ پڑہ کے سناتے ہو ہر اک کو احوال

رونگٹا تن پہ ہر اک کو وہ گرانبار ہوا
داخل خلد برین آج گنہگار ہوا
بخت خفتہ میرا پھر خواب سے بیدار ہوا
حق خدمت سے ادا آج نمکخوار ہوا
مشرق مہر ہر اک روزن دیوار ہوا
گرم پھر اس دل بیتاب کا بازار ہوا
تن خاکی نہوا قہقہہ دیوار ہوا
چہوکے اوس زلف کو مین او خطاوار ہوا
ہر گدا شہر مین شاہی کے سزاوار ہوا
گل فقط باغ مین دو روز کو زردار ہوا
عشق ابرو کا مرے واسطے تلوار ہوا
عشق خال و خط و گیسو نہ سزاوار ہوا
میرا نامہ نہوا پرچہ اخبار ہوا

آبرو روئی جو ہم یاد در دندان مین

٩ — دانۂ اشک ہر اک گوہر شہوار ہوا — ١٢

کم نگہہ سے ہو گئی اوس کی کمر اچھا ہوا
وان نہ پہنچا صدمۂ بار نظر اچھا ہوا

یاد مرگ و زیست کا نکو هنر اچھا ہوا
چشم سے بیمار ادہر لب سے ادہر اچھا ہوا

لیلی کا کل یہ مجنون ہو گیا جب سے یہ دل
پھر نہ صحرا مین ہوا اچھا نہ گھر اچھا ہوا

رو برو رکھتا ہے جو آئینہ رو آئینہ
دیدۂ حیران کا میرے ہان اثر اچھا ہوا

رشک عیسی آپکو جانین گے سب اہل جہان
اک مریض عشق بھی صاحب اگر اچھا ہوا

خار وحشت بن مین دشمن سنگ طفلان شہر مین
پا کبھی اچھے ہوے اپنے نہ سر اچھا ہوا

کچھہ نہ کچھہ آفت رہی تیرے مریض عشق پر
ہوک اوٹھی دل مین اگر درد جگر اچھا ہوا

مین برے ہمنوا اوٹھاتی ہین جو صدمے سیکڑون
سر پہ فرہاد ایک تیشہ مار کر اچھا ہوا

دیکھکر ہوتے خجل بادام و نرگس چشم یار
پر ہوے پیدا یہ دونون بے بصر اچھا ہوا

خون روان ہے جرم گردون سے نہین ہے یہ شفق
وار شمشیر نگہ کا اسے قمر اچھا ہوا

روز نیک از دست دادن نیست کار عاقلان
شام سے چھوڑا نہ اونکو تا سحر اچھا ہوا

١٠ — ٧

جو برا انسان کو سمجھے آبرو وہ ہے برا
اپنی اپنی وضع پہ ہر اک بشر اچھا ہوا

لیلیا یون لیا بوسہ ہمنے اونکے خال کا
جیسے دانہ پر کوئی گرتا ہے مارا کال کا

گوہر مضمون بہت ہین وصف دندان مین ترے
ذکر کیا راجہ کے گھر مین موتیون کے کال کا

بعد مردن بھی یہ تماشہ جنون ہماری [illegible]
ہے ہجوم اب تک ہماری گور پر اطفال کا

خستگان [illegible] پیدل چھیکین تیری چال سے
شور محشر سے زیادہ شور ہے خلخال کا

[illegible] مثل مشہور ہے
پہول گرتا ہے فزون تلوار کا کم ڈہال کا

نامۂ تقدیر بھی ہو میش گر انصاف ہے | دیکھتے یون کیا ہونا ہے نامۂ میرے اعمال کا

۱۱ جم گیا دل مین خیال اونکی کمر کا آبرو
کہتے ہین معیوب ہے شیشہ مین آنا بال کا ۷
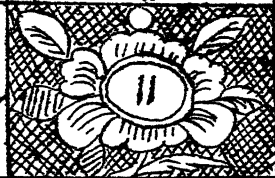
واللہ نہ خنجر کا نہ ہے تیغ کا چرکا | دل زخمی ہے او ترک تیری ترچھی نظر کا
صحرا مین بہلتا ہے نہ گھر مین دل وحشی | رکھا مجھے وحشت نے ادھر کا نہ ادھر کا
غیرت دہ خورشید ہے یہہ دل کا سویدا | جب سے کہ خیال اسمین ہے اوس رشک قمر کا
اے درد جگر تجھہ ہی سے تسکین ہے دل کو | مرجاؤنگا پہلو سے اگر تو سیرے سرکا
پر نور ہین ہر چند پر اوس رخ کی مقابل | جمتا ہی نہین رنگ کبھی شمس و قمر کا
جاگو تو ذرا نیند سی اے قافلے والو | شب کم ہے چمکتا ہے ستارہ وہ سحر کا

۱۲ جاؤ گے سوی بتکدہ یا جانب کعبہ
ای آبرو کہیے تو ارادہ ہے کدہر کا ۱۰
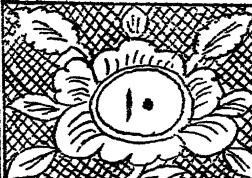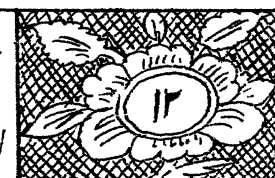
قاتل عالم ہے دم خم ابروے خمدار کا | کاٹتی ہے بارہ ہوتا نام ہے تلوار کا
آب خنجر آب کوثر ہے شہیدون کو ترے | صورت فردوس ہے اون کو چمن تلوار کا
سنگ اسود مردمک ہے چاہ زمزم ہے ذقن | نام کعبہ ہے صنم کی ابروے خمدار کا
غمزۂ و انداز سے مشہور ہے قاتل ہوا | جیسے لڑتی ہین سپاہی نام ہی سردار کا
واسطے عشاق کے زہر شکر آمیز ہے | گالیان دیدیکے ہنسنا اوس بت عیار کا
ایک کاٹھی مین نہین کہا ہے دو شمشیر کھی | ہے تصور دل مین کیونکر ابروان یار کا
امتحان کردیم و حال ہر کسی معلوم گشت | ہمنے عالم مین نہ پایا یار کوئی یار کا
غرق دریا شو و فرعون موسیٰ پیشواست | بخت خفتہ ہو نہ پیر و طالع بیدار کا

۱۳

ابرو کی دار بست تاک مین تربت بنے
تاکہ سب سمجھین یہ مدفن ہے کسی میخوار کا

لپکا ہے دل کو الفت چشمان یار کا
اس یوز کو ہے شوق ہرن کے شکار کا

گوشہ جو ہاتھہ آیا ہے دامان یار کا
ملتا نہین مزاج ہمارے غبار کا

ہے عشق اوسکو طایر جان کے شکار کا
رکھتا ہے دام یار نگاہون کے تار کا

تیرے بگاڑ مین بہی ہزارون بناؤ ہین
ہر گل ہے رشک باغ ترے باسی ہار کا

اک مہروش کی عشق مین جلکر ہوا جو خاک
ہر ذرہ آفتاب ہے میرے غبار کا

گہ دلمین یاد ہجر گہے شوق وصل یار
عالم ہے اس چمن مین خزان و بہار کا

پہلو سے اوٹھہ کہڑا ہو ہمارے غبار دل
پاس ادب ضرور ہے ابر بہار کا

جنگل مین سر اوٹھاے جو ہی قیس کا غبار
کیا منتظر ہے لیلی محمل سوار کا

چھایا نہین ہے باغ پہ اردمین ابر تر
آیا ہے پیش خیمہ یہہ فصل بہار کا

زیب گلو ہے گاہ گہے گوش یار مین
ہے اوج پر ستارہ در آبدار کا

آئی ہی یہان شباب کے شیب آشکار
جب گل کہلے تو ختم ہے موسم بہار کا

اے زاہدان خشک یہہ دامان تر میرا
خاکہ ہے شکل رحمت پروردگار کا

اونکے سمند حسن کی اللہ رے گرمیان
چشم فلک مین سرمہ ہی جسکے غبار کا

تاثیر میری آتش وحشت کی دیکہنا
چونا ہے بعد مرگ بہی پتہر مزار کا

اے نامہ بر کدورت دل صاف ہے عیان
عالم ہے خط یار مین خط غبار کا

وہ بادل آئے جہوم کے ای میکشو چلو
ہے جوش بحر رحمت پروردگار کا

اوس بت کو جذبۂ دل سی بلائین گی آبرو

توڑین گے کفر آج شب انتظار کا

یہہ ہی ثمر ہے الفت مژگان یار کا — پہلو مین دل نہین مرے پہل ہے کٹار کا

کیونکر سنین وہ نالہ دل داغدار کا — ڈر ہے کہ مدعی نہو خون بہار کا

مرآت دلمین دہیان ہے گیسوئے یار کا — شان خدا کہ آئینہ مسکن ہے مار کا

آئی بہار ہو گیا گلشن ہرا بھرا — طوطی چمن مین بول رہا ہے ہزار کا

کیونکر نہ چشم مہر ہو یان دیئے کلیم — ذرہ ہے برق طور ہمارے غبار کا

لیتا ہے آنکھون مین دیکھو وہ خال چشم — دیئے بڑا ہے زنگی ابلق سوار کا

پڑ پڑ کے پاؤن صاف کیا ہے ہمنے یار کو — توڑا طلسم لوح جبین سے غبار کا

شوخی تو دیکھو سینہ عاشق پہ رکھکے ہاتھہ — پھر پوچھتے ہین حال دل بیقرار کا

گھہ لیتا ہون جماہیان انگڑائیان کبھی — ہے شوق وصل یار مین عالم خمار کا

جو چشم فتنہ زا پہ تمہاری ہے شیفتہ — شاکی نہین وہ گردش لیل و نہار کا

کس شعلہ رو کے عارض تابان کا ہون شہید — پروانہ مہر ہے میری شمع مزار کا

زیور مین ہے گلو نکے یہہ ایسی لدی ہوئی — اوٹھتا نہین ہے پاؤن عروس بہار کا

ہوتا نہین ہے خط کی تعشق مین جسم زار — نقشہ اوتر رہا ہے یہ خط غبار کا

نیرنگیون کا اک بت نوخط کی ہون شہید — مرجہا کے لہلہائے گا سبزہ مزار کا

مشہور شش جہت مین غزلہای آبرو
دیوان وسکا رکھتا ہے حکم اشتہار کا

کافر ترے آنکھون مین وہ سرمہ ہے بلا کا — ہو جائے جسے دیکھکے دم بند قضا کا

ہے برق تجلی تری تصویر کا خاکا — اور خاک قدم مین ہی اثر خاک شفا کا

ظاہر مین یہ پابند ہے جو حکم خدا ہے
از بس ہے مگر مسئلہ واعظ کو ریا کا

ہے اشک مین تاثیر نہ نالے مین اثر ہے
کچھہ نیل ہی بگڑا ہے میری آب و ہوا کا

آغاز و انجام ہے الفت مین برابر
جملہ نہین محتاج ہے یہ شرط و جزا کا

شمشیر ادا کا نہ بچا ایک بھی زخمی
خالی نگیا وار کبھی تیغ قضا کا

اب خاک گزر کوچۂ سفاک مین ہوگا
روکا ہے وہان تو ملک الموت نے ناکا

نالے کو مین روکے ہون مگر اشک روان ہین
یہہ کاروان محتاج نہین بانگ درا کا

تسلیم ہر ایک بات ہے اوس بت کو ہماری
خالی نہین جاتا ہے کبھی وار دعا کا

سن کوچۂ سفاک کا قاصد یہ بتاتا ہے
چھڑکاؤ وہان رہتا ہے خون شہدا کا

اوس بادشہ حسن کے در کا مین گدا ہون
قبل سے جہان رتبہ ہے کم بال ہما کا

۱۶ — ۵

کیون آبرو یہ اوڑ گیا پہلو سی ہمارے
جب دل کے نشانے کو کسینے نہین تاکا

نگینہ کیون نہو عالم سے ابروپوش نیلم کا
مسی مالیدہ لب نے تیرے کہویا ہوش نیلم کا

یقین ہو شاخ صندل سے نکل آیا گل سوسن
جو ساغر ہاتھہ مین لے وہ بت مےنوش نیلم کا
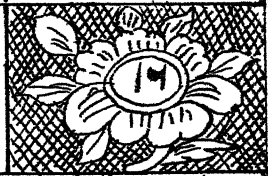
یہ ایما ہے کسیکے فندق پائے نگارین کا
کرے اب تذکرہ صاحب میری پاپوش نیلم کا

پہن کر کان مین مندہ یہہ فرمایا نزاکت سے
اوٹھا سکتا نہین ہے بار میرا گوش نیلم کا

۱۷ — ۷

مسی مالیدہ لب ای آبرو اونکے اگر دیکھے
تو اوڑ جائے ندامت سی بلاشک ہوش نیلم کا

دم گھٹا دیکھا جو اوس زلف کے سودائی کا
پھر نہ دم مارا مسیحا نے مسیحائی کا

عاشق اوس کان ملاحت پہ ہوا ہون جب سے
شور ہے خانہ بخانہ میری رسوائی کا

عشق گیسوں میں رہے جو یو نہیں اوجھن اسکو
شہرہ ہو جائیگا ہر سو تیری سودائی کا

دبیاں اسکا بھی رہے ای جنم جامہ زیب
پھٹے سے پرزے ہے گریبان تیری رسوائی کا

اونکی انکھوں سے لیے دعوی ہم چشمی ہے
کیا ہے دیدہ ہے بڑا آہوے صحرائی کا

آفتیں ڈالی ہے کیا کیا یہ دل عاشق پر
کالا موہنہ اور ہو یارب شب تنہائی کا

آبرو آئے گا عزت میں مقرر دیتا
عشق بدنام کریگا تمہیں ہرجائی کا

روپ تیرا ساتہ چرخ کہن ہے کسکا
یہ دمکتا ہوا کندن سا بدن ہے کسکا

مثل چلتی ہوئی سیفی کے جہانمیں اوترا
تیغ ابرو کی سوا اور چلن ہے کسکا

ہو گیے ای حضرت دل مائل چشم ساقی
نشۂ ہوش و خرد کہئے ہرن ہے کسکا

روبرو جسکے ہے خورشید چراغ سحری
اسے پری دیہ بھبو کا سا بدن ہے کسکا

دیکہہ تو غنچۂ و سوسن کو چمن میں گلچین
یہ زبان کسکی ہے نادان یہ دہن ہے کسکا

یار شاطر کی عوض لکھتے ہو یار خاطر
پوچھہ دل پہ یہ کہو مشفق من ہے کسکا

اوسکے اقرار کو سچا دل نادان نہ سمجھ
ہوش میں آ وہ بت عہد شکن ہے کسکا

کسکے جیون سے ہے گلزار میں نرگس بیمار
وحشی چشم بیابان میں ہرن ہے کسکا

فرق پستی و بلندی کا فقط ہے ورنہ
یہ زمین کسکی ہے یہ چرخ کہن ہے کسکا

روبرو قامت جانان کی قیامت کیسی
چشم فتان کی سوا ساحری فن ہی کسکا

کیون نہ شیرین سخنی کا ہو جہانمیں شہرہ
اپنی دیوان میں رقم وصف دہن ہے کسکا

دل ہزاروں کے جسے دیکہکے ہیں تڑپان گول
آبرو کہیئے تو یہہ چاہ ذقن ہے کسکا

بلبل مرے اوسپر گل نے گجرا جیسی پہنا پھولونکا
طرہ اوسکے سر پہ ہی کہ میری پھول نے دیکھا پھولونکا

مد نظر ہے سبکو جو ای گلفام تماشا پھولون کا
گل کہا کر یہ سینہ ہے اپنا بنگیا تختہ پھولونکا

ڈالی جب وہ رشک گلستان کانمین بالا پھولون کا
کیون نہ عنادل سمجہین جی مین رتبہ دوبالا پھولونکا

جامہ اوس گلرو کی طرح یہ کب ہے زیبا پھولون کا
دیکھہ چلی ہم باغ مین جاکر تختہ تختہ پھولون کا

کھاکے جو گل عشق کا ہر دم جان حزین برباد گئی
باد صبا کی گور پہ میری ڈھیر لگایا پھولون کا

گلچین مین اوس رشک چمن کی کیون نہ گلی کا ہار ہون
عشق مین جسکے اپنا گلون سے جسم ہے گجرا پھولونکا

میرا دل پر داغ نہین ای رشک چمن ہے تیرا مقام
سینے مین مینی تیری لئے یہ باغ لگایا پھولون کا

ہاتہہ مین لیکر ای گل خوبی دیکھہ بچشم غور ذرا
کیا ہی گلون سے ہاتہہ مرا یکدست ہے دستا پھولونکا

خاک بہار زیست ہے اپنی گل کیطرح ہم خندان ہون
ہنستی ہی ہنستی ہوگیا دشمن پتا پتا پھولونکا

آمد آمد کون ہے گل کے وقت سحر ہی گلشن مین
باد صبا نے جسکے لیئے یہ فرش بچھایا پھولونکا

جب سے نظر آیا ہے اونکو تیرا دہان تنگ صنم
تب سے ابتک باغ مین حیرت سے ہے دہن وا پھولونکا

رکھی اپنی ہوا خواہی مین میری دل پر داغ کو بہی
آپکو ہو مرغوب جو صاحب لیجیئے پنکہا پھولونکا

۲۰ کیسی آبرو پھول کہلے تھی کیسا ہجوم بلبل تھا
حیف خزان نے آکی اوجاڑا تختہ کا تختہ پھولونکا ۹

عاشق کو سر زلف معنبر نہ ملے گا
افعی سیہ کا کبہی منتر نہ ملی گا

جینے کا مزا جبکو ستمگر نہ ملے گا
جب تک کہ گلے سے ترا خنجر نہ ملی گا

مل جاتی ہے جو چیز زمانے مین ہے مجکو
پر تیرا مزاج ای بت کافر نہ ملے گا

ہو دسمین صفائی ہے کہان پائی وہ اوسنے
آئینہ ترے رخسے مقرر نہ ملے گا

ہم آپسا سردار نہ پائین گے ولیکن
ہمسا بہی کوئی آپکو نوکر نہ ملے گا

بز میرے اگر لاکھہ طلائی کوئی اوسکو
ہر گز نہ ملا ہے وہ ستمگر نہ ملے گا

آتا ہے یہ اپنا دل گمراہ اوسے پر
جس کو کہ سمجھتا ہے مقرر نہ ملے گا

منہہ دیکھہ کے رد دیتی ہین ہم مانگ کے بوسہ
جب کہتی ہو تم صاف یہ ہنسکر نہ ملے گا

۲۱

سب عمر کٹی بادیہ پیمائی مین صحیف
اب آبرو جز گور ہمین گھر نہ ملے گا

۹

پھر بہار آئی عنادل کو چمن یاد آیا
پھر ہوا جوش جنون پھر مجھے بن یاد آیا

ترے رفتار نے دیوانہ کیا پھر مجھکو
پھر ترے چال سے مجنون کا چلن یاد آیا

دست وحشت نے گریبان کی کی پھر پرزے
پھر کسی شوخ کا بیساختہ پن یاد آیا

آگئی ہستی مین ہوئے ملک عدم کے خواہان
جب سفر مین ہوئے تکلیف وطن یاد آیا

صید بسمل کی طرح پر مین جو تڑپا از خود
مرغ دل کیا تجھے وہ تیر فگن یاد آیا

رخ شفّاف پہ دیکھی جو ترے خط کی نمود
مجھکو اے رشک قمر چاند گہن یاد آیا

پھر ترے غم نے کیا تازہ پرانے غم کو
زخم نو سے مجھے پھر زخم کہن یاد آیا

زور وحشت سے سلاسل کے کیے سو ٹکڑے
قید خانے مین جو وہ عہد شکن یاد آیا

۲۲

شکل عنقا ہوئی پھر آبرو و ہوش اپنی گم
پھر کسیکا ہمین مضمون دہن یاد آیا

۱۵

شیشۂ دل جو پر جور اے بندہ پرور ہو گیا
دل تمہارا میری جانب سے جو پتھر ہو گیا

ہجر مین مرنا مجھے جینے سے بہتر ہو گیا
میرے گردن پہ ترا احسان خنجر ہو گیا

ہے بہار حسن بھی سرمایۂ ناز و غرور
چار ہی دنین وہ گل جامے سے باہر ہو گیا

عکس رخ کا اون کے بوسہ لیلیا آئینہ مین
اپنا مطلب دیکھنا اودھر سے اودھر ہو گیا

مرگیا مین دیکھکر چھری یہ جب بکھری وہ زلف
طائر جان کے لیئے ہر بال شہپر ہو گیا

غیر کو بوسہ مجھے دشنام دیکر یہ کھا
کسلیئے ناخوش ہو تم حصہ برابر ہو گیا

اوس نے جہانکا تو فروغ چہرہ پر نور سے
روزن در یہ ہوا روشن کہ اختر ہو گیا

دیکھکر زلف سیہ تری یہ رنگ اوسکا اوڑا
سنگ موسی اسے پریرو سنگ مرمر ہو گیا

ہمسے آزادون کو جسدم شوق مینوشی ہوا
دل صراحی اشک صہبا دیدہ ساغر ہو گیا

اوڑ گئی رنگت مقابل ہو کی ہونٹون سے ترے
صورت الماس اب یاقوت احمر ہو گیا

نام سنکر اوسکی گریزان ہوتے ہین مار سیہ
ذکر زلف یار بھی کالے کا منتر ہو گیا

ایک بوسی کی عوض تمنے سنائین سو مجھے
کیون خفا ہو اب تو بدلہ بندہ پرور ہو گیا

درمیان ہوتا نہ یہ تو دیکھتا جی بھر کے مین
مجھہ مین اوسمین آئینہ سد سکندر ہو گیا

روبرو تیرے لب و دندان کے اے خورشید رو
لعل پھیکا پڑ گیا بے آب گوہر ہو گیا

۲۴

کچھہ اوسے ظل ہما کے آبرو پروا نہین
جسکے سر پر سایۂ زلف معنبر ہو گیا

۹

عشق ابرو مین مجھے خنجر گریبان ہو گیا
یاد مژگان سے یہ دل سینے مین پیکان ہو گیا

دل مین اب ساکن خیال روی جانان ہو گیا
ایک غنچے مین نہان گویا گلستان ہو گیا

دید وحدت سی سیر گلشن عالم جو کے
غنچہ سراک میری آنکھون مین گلستان ہو گیا

میری دریائے سرشک چشم طوفان خیز مین
بلبلے کی شکل یہہ گردون گردان ہو گیا

اوسنے جو شہرہ میری دیوانگی کا سن لیا
دامن صحرا مین ڈرکر قیس پنہان ہو گیا

فاتحہ پڑھنے پر پر آتے ہین ہمت سے
تختہ تربت مجھے تخت سلیمان ہو گیا

دلپہ کھائے اسقدر الفت مین اوس گلرو کی داغ
رفتہ رفتہ غنچہ یہ رشک گلستان ہو گیا

معرکے مین عشق کے ایسا جری تھا میرا دل | شوق سے آ کا جھکا زنجیر عدم کا ن ہو گیا

۲۴

سر بسر دیوان مین لکھے وصف کاکل آبرو
اسلئے مجموعہ خاطر پریشان ہوگیا

۱۱

میری دلکا کوئی نالہ اگر آتش فشان ہوتا | جہان جلتا تہ و بالا زمین و آسمان ہوتا

باین نامہربانی ہم فدا کرتی ہین جان اپنی | خدا جانے کہ کیا ہوتا اگر تو مہربان ہوتا

ہے بت کیسے جو ہی بات تجہہ مین اے بت کافر | نہین اوسکا بیان ہوتا نہین اوسکا بیان ہوتا

نہوتا سربلند اوس سے بھی وہ برگشتہ قسمت ہوتا | بیان ہوا گر سر پہ ہما کا آشیان ہوتا

بہت سختی سے تنگ آیا ہون ہوتا بس اگر میرا | تو مین کونین سے مکتا نہ یان ہوتا نہ وان ہوتا

سفر راہ عدم کا کیسکو ناگوار ہے | نہوتا یہ تو غم سے زرد کیون رنگ خزان ہوتا

مگر یا آئینہ ہر وقت منہ دیکھے اگر باتین | تو رہتا اوسکا ہر دم روبرو پیر کہان ہوتا

تیرا دیدار ٹھہرا حشر پر یہ بھی غنیمت ہے | غضب ہوتا اگر آنکھون سے تو وان بھی نہان ہوتا

بہلا کیا غائب تھا جو مین عرض حال دل کرکے | سبک ہوتا نظر مین غیر کے اونپر گران ہوتا

ہماری روبرو یون آئینہ آکر مقابل ہو | اوسی ہم دیکھتے جو منہ نہ تیرا درمیان ہوتا

۲۵

پتہ ملتا وہان تنگ کا اونکی تجھے کیونکر
نہ جب تک آبرو کونین مین تو بی نشان ہوتا

۱۹

خال سے اونکا معرا رخ زیبا دیکھا | یہ وہ قرآن ہے کہ جسمین نہین نقطہ دیکھا

ہمنے اولٹا خط تقدیر کا لکھا دیکھا | نامہ واپس کیا اوسنی نہ لفافہ دیکھا

اسکے گردش سے جہان کو تہ و بالا دیکھا | طرفہ گردونکا یہ عالم مین ہنڈولا دیکھا

اسنے ایمانگہ یار کا ہے کیا دیکھا | کہ زمانہ کو ہمیشہ تہ و بالا دیکھا

ہمنے چشمِ بتِ خود کام کو گویا دیکھا
اک اشارے مین ہوا حل یہ معما دیکھا

ارنی بہول گئی ہو گئی ایسے بیہوش
ہی کیا طور پہ ای حضرتِ موسی دیکھا

ہمنے اوس گوہرِ دندان سے ہوا تو لیکن
آیا موتی کی بھی دانتون ہے پسینا دیکھا

موجین اوٹھتی رہین اشکونکی بدولت اس سے
خشک ہمنے نہ کبھی چشم کا چشما دیکھا

دسترس بادِ صبا کا بھی ہونے دینگے
ہمنے اک بال جو اوس زلف کا بیکا دیکھا

قیسِ مجنون نے اناالیلی کہا شوق سے خود
دیئے دل مین جو پردہ نہ دوئی کا دیکھا

ای خدنگِ نگہ و ناوکِ مژگانِ صنم
تمنے دیکھا نہ مرا دل نہ کلیجا دیکھا

چاہ کہتے ہین جسے کھیل نہین حضرتِ دل
کیا نہ دیکھو گے ابھی اور نہین کیا کیا دیکھا

یعنی وعدہ پہ نہ وہ ماہِ دو ہفتہ آیا
چودہوین رات کبھی ہمنے تو غرّا دیکھا

موتیونکا ہوا اشک صاف ترا آب اے دل
خندہ زن تھی جو اونکو لبِ دریا دیکھا

بُت جنازے کو لیئے جاتی ہین کیا یا تون ہاتھ
ہمنشین خاتمہ بالخیر ہمارا دیکھا

نیل آنکھونکا ڈہلا چھوٹ گئین نبضین تک
اپنے بیمار کو تمنے نہ مسیحا دیکھا

بول اوٹھا جوشِ محبت مین اناالحق منصور
تیری تصویر مین جب اپنا سا نقشا دیکھا

صدمۂ ہجر کا کچھ حال نہ پوچھو صاحب
ہمکو کیا اس سے غرض خیر جو دیکھا دیکھا

۲۶

سارا دن آپکی کاٹا ہی جو رو رو کے یونہین
آبرو کبھی تو منہ آج ہی کس کا دیکھا

۹

عاشق ترا پیوندِ زمین ہو ہی چکا تھا
زندہ رہا وعدہ پہ نہین ہو ہی چکا تھا

ہی دیر و حرم مین وہ یقین ہو ہی چکا تھا
برباد مرا ملت و دین ہو ہی چکا تھا

ملجاتا اگر بوسۂ خالِ بتِ بی دین نہ
تو ہند مرے زیرِ نگین ہو ہی چکا تھا

یوسف کا کہتا حسن ترے شہرہ سے ورنہ
مشہور وہ عالم مین حسین ہو ہی چکا تھا

دو چار قدم اور جو تم ناز سے چلتے
تو حشر بپا زیر زمین ہو ہی چکا تھا

وحشت نے نکالا مجھے اب گھر سے وگرنہ
مین خانہ نشین مثل نگین ہو ہی چکا تھا

مفتون نہین کچھ آج کا مین روز ازل سے
عاشق ترا ای ماہ جبین ہو ہی چکا تھا

گر ضبط نکرتا مین کبھی نالۂ دل کو
تو زیر و زبر چرخ برین ہو ہی چکا تھا
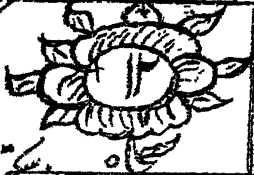
ای آبرو کیا حاجت تعمیر حرم ہے
اس دل کی مکان مین وہ مکین ہو ہی چکا تھا
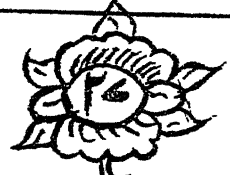
وفا کو چھوڑ دین یہ اپنی جی سے ہو نہین سکتا
جفا چھوڑی یہ اوس سرو سہی سے ہو نہین سکتا

یہ ذلت لیتی ہین عشاق ہی کچھ تو سبب اسمین
جو ہو یون جانکر رسوا کسی سے ہو نہین سکتا

اگر لطف خدائی پاک ای واعظ نہین شامل
تو پھر کچھ بندہ پرور بندگی سے ہو نہین سکتا

نہ جانے دون کہین اونکو نہ آنے دون رقیبونکو
مگر مجبور ہون کچھ بیبسی سے ہو نہین سکتا

اوٹھا کر آنکھ وہ دیکھین بھلا کیونکر ہے سر حجاب
نہایت بار ہے یہ نازکی سے ہو نہین سکتا

ہوا قیس الفت لیلی مین مجنون ورنہ کوئی بھی
زمانی مین سڑی اپنے خوشی سے ہو نہین سکتا

برنگ بدر روشن ماہ نو ہوتا ہے کب صاحب
جو کار منتہی ہے مبتدی سے ہو نہین سکتا

یہ دلکو توڑ ڈالے وہ کرے اندام کو زخمی
جو ہے کار مژہ ہرگز چھری سے ہو نہین سکتا

بامین ریش و عمامہ کرتے ہین باتین بناوٹ کی
سوا شیخی کے کچھ بھی شیخ جی سے ہو نہین سکتا

رہا زندہ ہون جب مین الفت دندان قاتل مین
زیان پھر مجکو ہیری کی کنی سے ہو نہین سکتا

بھلا کیا فائدہ ابدل ہے بی تاثیر آہون سے
کہ کار تیر بی پیکان تیری سے ہو نہین سکتا

جو ہے دلمین صفائی آئینہ مین آبرو کب ہے
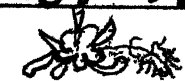
داغ دل گو نہ ہوا چرخ پہ گردون اپنا
برج خورشید بنا گنبد مدفن اپنا

الفت ابروی قاتل ہمیں گئے بسان خنجر
چاہئی کوچہ شمشیر میں مدفن اپنا

صف مژگان سے تری ہوگی سپری ترکی تمام
دار خالی نہ کبھی دیکھے یہ پلٹن اپنا

ہوگئے ہوش و خرد ایک نگہ میں رخصت
نہ رہا برق سے محفوظ یہ خرمن اپنا

رنگ رخ بنتا ہے گا ہے گہی سینے کا اوبہار
حسن ہر طرح دکھا جاتا ہے جوبن اپنا

عشق مژگان کی سبب چاک قبا کرتا ہوں
تن عریان نہ ہو کیوں صورت سوزن اپنا

کیا ہے دلکش ہے تری تیغ نگہ کا ڈورا
کہ ملا جاتا ہے تار رگ گردن اپنا

دیکھکر دہوپ کڑی وادی وحشت میں ہوا
سایہ افگن سر ہر خار یہ دامن اپنا

ناز سے کہتے ہیں وہ دیکھکی سینی کا اوبہار
چشم بد دور امنگون پہ ہے جوبن اپنا

ہو چکا گرمی خورشید قیامت سے خشک
لوث عصیان کے سبب تر ہے جو دامن اپنا

تھی نہ چوٹی کی خبر خاک نہ کنگھی کا خیال
مہربان بہول گئے آپ لڑکپن اپنا

ہو زمین شعر کی کیسی ہے اگر ناہموار
کہیں رکتا نہیں یہ طبع کا توسن اپنا

۲۹

آبرو دل میں سدا رہتا ہے زلفون کا خیال
دم خفا کرتے ہے راتون کو یہ الجھن اپنا

۹
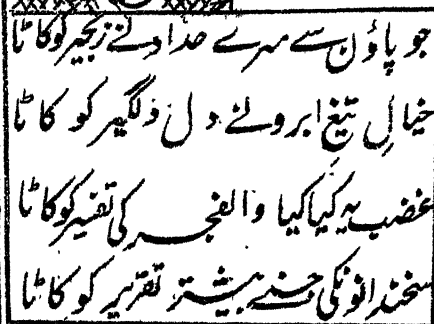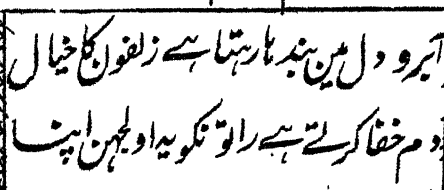
میں دیوانہ یہ سمجھا کا کل شبگیر کو کاٹا
جو پاؤں سے مرے حداد نے زنجیر کو کاٹا

جگر پر تیر ماری یاد مژگان ستمگر نے
خیال تیغ ابرو نے دل دلگیر کو کاٹا

خط شبگون کو ترا مصحف رخسار سے تمنے
غضب یہ کیا کیا والفجر کی تفسیر کو کاٹا

زبان منہ میں ہے اوس سفاک کے چلتی ہوئی قینچی
سخن دانوں کی جسنے بیشتر تقریر کو کاٹا

ملی جب سے ہوس خاکِ پائی سیم تن ہمکو
بیاضِ دل سے ہمنے نسخۂ اکسیر کو کاٹا

سمجھکر غیر کا نامہ لیا اوس شوخ نے خط کو
لکھا دیکھا جو میرا نام سب تحریر کو کاٹا

مٹا سکتا ہے کوئی سرنوشت اپنی بھلا کیونکر
کہین تدبیر نے بھی ہے خطِ تقدیر کو کاٹا

عیان جوہر ہوئے تیغ زبان کی ہر سخندان پہ
جو معنی معرکہ مین غیر کی تقریر کو کاٹا

۳۰

بگڑ جائین نہ وہ ای آبرو خاموش ہو جاؤ
بھلا کسنے ہے اونکی آج تک تقریر کو کاٹا

۱۳

طرفہ مضمون رُخ و گیسوی جانان نکلا
جلوۂ صبحِ وطن شامِ غریبان نکلا

جب مین دیوانہ پئے گشتِ بیابان نکلا
شہر سے ساتھ لئے مجمعِ طفلان نکلا

وصل کے روز بھی آرام نہ پایا ہمنے
دل سے کھٹکا نہ ترا او شبِ ہجران نکلا

گر اولٹ دین وہ نقاب اپنی رخِ روشن سے
سبکو ہو جائی یقین مہرِ درخشان نکلا

قتلِ عشاق کو کافی ہے چھری مژگان کی
لیکے وہ تُرک عبث خنجرِ بُران نکلا

چاندنی رات کا عالم ہے مری تربت مین
داغِ دل نور مین رشکِ مہِ تابان نکلا

اشک ریزان صفتِ شمع تھی لاکھون دلسوز
آپکی بزم سے کیا اک مین ہے نالان نکلا

اوسنے دھوئی تھی جہان دستِ حنائی اپنی
بدلی سبزی کے وہان پنجۂ مرجان نکلا

باعثِ ضعفِ تنِ زار نہین کھلتا تھا
دل مین آخر کمرِ یار کا ارمان نکلا

اب نہین زیست کی امید ہی آنا ہی تو آ
دم کوئی دم مین مرا عیسیِ دوران نکلا

یادِ گیسو مین کیا دھیان لبِ جانان کا
شام ہو کر مین سوئے شہرِ بدخشان نکلا

ہوگئی وجہِ پریشانیِ خاطر معلوم
دل گرفتارِ خمِ گیسوی پیچان نکلا

آبرو ہم سے نہ سبکدوش ہوئی سر دیکر

۳۱	تیغ قاتل ہے کا گردن پہ کچھ احسان بجلا	۱۱

ہے گرفتار اک جہان ہم کیا — دام الفت ہے زلف برہم کیا

وہ ہے آئیگا اونکی فقر نہین — جو نہین جانتا کہ ہی وہم کیا

کہا ئی جاتا ہے دلکو گہن کیطرح — جانکا میرے روگ ہے غم کیا

بلبے شوخی کہ نزع مین پوچہا — سچ بتاؤ نکلتا ہے دم کیا

مئی وحدت کا جسنے جام پیا — اوسکے نزدیک ساغر جم کیا

تیری بیمار چشم کا اوبت — ہو معالج مسیح مریم کیا

جب ہے اقرار بوسی دہنی کا — اسمین پہر شرط بیش او رکم کیا

زلف نے تیری جنکو مار ا ہے — اونپہ تاثیر کر سکے سم کیا

غم عاشق کا حال سنکی کہا — ہم سمجہتے نہین کہ ہے غم کیا

ہے جو آمادہ اشکباری پر — قصد طوفان ہے چشم پرنم کیا

۳۲	شافع المذنبین ہے اپنا نبی حشر کا آبرو ہمین غم کیا	۱۱

یار آتا نظر نہین آتا — غم یہ جاتا نظر نہین آتا

آب دیدہ سے آتش دل کو — اب بجہاتا نظر نہین آتا

مجکو جینا فراق مین تیرے — نہین آتا نظر نہین آتا

بخت خفتہ کو میرا نالۂ دل — اب جگاتا نظر نہین آتا

ہون وہ لاغر کہ اوسکی دربانکو — گھر مین جاتا نظر نہین آتا

دہن یار باعث تنگی — نہین آتا نظر نہین آتا

ابتو اس ناتوان کا نالہ بھی
سر اوٹھاتا نظر نہین آتا

اپنی انکھون مین جز تصور یار
اب سماتا نظر نہین آتا

سقف گردون کو میری آہ بغیر
کوئی ڈھاتا نظر نہین آتا

زندگی کے یہ غم کوئی جز مرگ
اب گھٹاتا نظر نہین آتا

۳۳

آبرو کو بجز ترے اے یار
کوئی بہاتا نظر نہین آتا

۱۷

ٹھوکر سی دکھاتی ہو چلن فتنہ گری کا
اس چال سے دل پیستے ہو کبک دری کا

غمزہ ترا موجد ہے صنم فتنہ گری کا
اور نازکی انداز اوڑایا ہے پری کا

کھل جاتے ہین سینے مین گل داغ جو اس سے
نالہ ہے کہ جھوکا ہے نسیم سحری کا

انکھین تری کھولی کا سرا نالۂ دلکش
اک تیر سے بل نکلی گا سب کج نظری کا

کھلجائی گی باریکئ فکر شعرا صاف
باندھین گی جو مضمون تری نازک کمری کا

پروردۂ آغوش جنون دل رہے یارب
سر پہ مری سایہ رہے شوریدہ سری کا

مین گوہر دل بی لئی بوسی کی نہ دون گا
لپکا ہے اگر اونکو تو ہو مفت بری کا

ملتی ہے رہ عشق بھی سرحد عدم سے
عنقا ہو کیون نقش قدم رہگذری کا

منظور ہے اونکو دل عاشق کا جلانا
بیوجہہ نہین شوق لباس اگری کا

قمری ہوئی طوق گلوگیر سے آزاد
پایا ہے تو کیا سرو نے پھل بی ثمری کا

مقبول در یار پہ ہوتی نہین ہرگز
ہے اپنی دعائین بھی اثر بی اثری کا

تاثیر ہے پیری مین فزون نالۂ دل کی
ہوتا ہے اثر جلد دعائی سحری کا

اوس شوخ کے باتون پہ نہ بھول اے دل ناداں
ناقل ہے تو قائل ہو کھوٹی کے کھری کا

وس شوخ کے بات پہ نہ بہول ای دل ناداں
ہیو جھے چٹکتا نہین گلزار مین غنچہ
ای دل نہ اولجھ زلف پریزاد سے ہرگز
ای دیدۂ دیدار طلب کیون ہو شاباش

عاقل ہے تو قائل ہو کہوٹے کے کھری کا
دم بہرتا ہے شاید کہ نسیم سحری کا
دیوانے یہ سودا ہے بڑی دردسری کا
قائل ہر اک اختر ہے تری منتظری کا

۳۴

ہرجائی سے ای آبرو دلکو نہ لگاؤ
دیتا ہے بہت رنج تعشق سفری کا

۱۴

لبریز مئی عشق ہے پیمانہ ہمارا
دل کرتے ہین حسن رخ احمد پہ تصدق
یارب دل صد چاک اوسی مین رہی اولجھا
ہو عشق نبی دور ہو اصنام کی الفت
چشمان نبی کی ہے جگہ شیشۂ دل مین
سو جان سے قربان ہے زلفون پہ نبی کی
ہے پیش نظر ابروی خمدار محمد
رخسار پر انوار پہ آئی ہے طبیعت
تر دیکھکے کہتے ہین مژہ مردم دیدہ
جہر رخ احمد نے جگہ قلب مین کی ہے
اوس چشم سیہ مست کو دیکہیگا نہ جبتک
تشریف نہ لائین گی کبہی خانۂ دل مین
مرغ دل حاسد بھی پہڑک جاتا ہی سنکر

ہر ایک سخن کیون نہو مستانہ ہمارا
اس جنس کے قابل نہین بیعانہ ہمارا
گیسوی محمد مین ہو یہ شانہ ہمارا
مسجد ہو الٰہی نہین بتخانہ ہمارا
حورون کے عمل مین ہے پریخانہ ہمارا
پریون پہ ہے شیدا دل دیوانہ ہمارا
ہے سمت حرم سجدۂ شکرانہ ہمارا
ہے صاحب اسلام سے یارانہ ہمارا
چہڑکا ہوا رہتا ہے یہ خسخانہ ہمارا
اب برج قمر بن گیا کاشانہ ہمارا
ہشیار نہوگا دل دیوانہ ہمارا
آباد کبہی ہوگا یہ ویرانہ ہمارا
کم اوسکو چہری سے نہین افسانہ ہمارا

۳۵ — ۱۴

مستی عشق ٹپکتی ہے مرا مصرعہ
ہے طرز سخن آبرو رندانہ ہمارا

ہے مرے دل مین خیال رخ زیبا تیرا
اوتر آیا ہے اس آئینہ مین نقشا تیرا

یہ گران مال ملا ہے مجھے سستی مولون
یعنی سر دیکے لیا مفت ہے سودا تیرا

ہے نبوت تری ای شاہ محیط عالم
لہرین لیتا ہے کرامات کا دریا تیرا

دہن پاک کے ہونگے نہ کبھے وصف تمام
حل کبھی فکر سے ہوگا نہ معمّا تیرا

مست ہوجائین نکیون دیکھکے اللہ والے
کم نہین نشۂ صہبا سے نظارا تیرا

مُردے بھی اوٹھتے ہین اکدم مین ترا سُنکے کلام
لب جان بخش ہے گویا کہ مسیحا تیرا

عرش پر قامت موزون کا کرین ذکر ملک
بول بالا رہے تا عالم بالا تیرا

دیکھکر حضرت موسے کو نکیون غش آئی
حسن ہے نام خدا رشک تجلا تیرا

نگہ لطف و کرم کیجیہ تو ادہر بھی ہوجائے
مجکو کافی ہے فقط ایک اشارا تیرا

۳۶ — ۱۵

خواب مین شب کو ہوا آپ کا دیدار نصیب
آبرو جاگ اٹھا آج نصیبا تیرا

کس منہ سے کرون وصف بیان شان عرب کا
دارا سی ہوا رتبہ ہے دربان عرب کا

کم رو پہ نہین خلد سے بستان عرب کا
طوبیٰ ہے ہر اک نخل بیابان عرب کا

روشن ہے قمر سے بھی مری طالع کا اختر
ذرہ ہون مین خورشید درخشان عرب کا

رکھتا نہین وہ شاہی دارین سے مطلب
بندہ دل و جان سے ہے جو سلطان عرب کا

پڑھتا لب شیرین نبی کامون مین کلمہ
گویا کہ ہوا طوطی شکرستان عرب کا

وہ فرش زمین عرش برین سے بھی ہے اعلے
ذرہ ہے فزون مہر سے میدان عرب کا

ہی سایان یثرب کا فلک کہتی ہین جسکو
خورشید بھی اک قبہ ہے ایوان عرب کا
کیونکہ نہون یہ شمس و قمر تابع فرمان
ہی اوج پہ اختر مہ تابان عرب کا
جب تیغ شجاعت کی کھلی آپکی جوہر
فق رنگ ہوا ڈر سے شجاعان عرب کا
اوس کان ملاحت کی صفت کرتی ہی ہر دم
چھلکتے یہ دہان بھی ہے نمک خوان عرب کا
تابع متکبر ہون سرے کیون نہ عجم کے
مین تابع فرمان ہون سلیمان عرب کا
اصحاب پیمبر ہین رہ شرع کی ہادی
قائل نہون کیون ہو ذرہ سلمان عرب کا
وہ بات نہین طائر سدرہ کو بہی حاصل
جو مرتبہ ہے مرغ خوش الحان عرب کا
اب دیو لعین سے نہین کچھہ دغدغہ مجکو
ہی ورد زبان نام سلیمان عرب کا
آئی ہوئی آفت مرے ٹل جاتی ہی سر سے
کیا واسطہ ہے شاہ شہیدان عرب کا
وہ شان خدائی دو جہان اور مین ناچیز
کیا وصف ہو مجھسے شہ ذی شان عرب کا

۳۷ — ۱۴

پہر آبرو قرآن کی تلاوت کا ہوا شوق
پہر آیا تصور رخ جانان عرب کا

مسلک دین نبی پر جسے چلتے دیکھا
پاؤن اوس کا نہ کبہی ہمنی پہسلتے دیکھا
ہمنے بستان مدینہ مین پر رب کعبہ
نخل امید ہر اک شخص کا پہلتے دیکھا
راستہ اپنا دلی پاؤن لیا فتنون نے
ذکر رفتار محمد کو جو چلتے دیکھا
گردش چرخ نے گو سیکڑون چالین بدلین
در دولت سے نہ عشاق کو ٹلتے دیکھا
کلمہ گو ہو گئی تربت مین نکیرین مرے
نام احمد کو زبان سی جو نکلتے دیکھا
چشم میگون محمد کی تصور مین مدام
چشم سے چشمۂ رحمت کو اوبلتی دیکھا
روضۂ پاک مین یہ کچھہ ہی صفائی بخدا
کہ وہان پائی نظر ہمنے پہسلتے دیکھا

بزم میلادِ محمدؐ مین فرشتونکو بھے
داغِ عشقِ رخِ احمدؐ مین ہے کیا یکرنگی
اوسکا شاہانِ عجم ان گئی سب لوہا
حالِ بیتابیٔ دل ابتو کھلا حضرت پر
وادیٔ یثرب و بطحا و ادب کے جا بھے
کیا سینہ بخت سے ہو پیروئے دین ہمین

پاس آداب سے زانو نہ بدلتے دیکھا
کبھی اس گل کو نہ بو باس بدلتے دیکھا
میان سے تیغ عرب کو جو نکلتے دیکھا
دلکو ہاتھون سے مرے پہلو مین اوچھلتے دیکھا
کر یہان برہنہ پا خضر کو چلتے دیکھا
زاغ کو ہنس کی رفتار نہ چلتے دیکھا

۲۸

آبرو دونو جہان مین بخدای دو جہان
ہمنے بے عشق نبی کام نہ چلتے دیکھا

۹

یا نبی جسنے کہ دیدار تمہارا دیکھا
ذاتِ خالق ہے جو بی مثل تو تم بی ہمتا
شیفتہ ہو گئی جبریلِ امین سو جان سے
کاش وہ دن ہمین روزی ہو کہ یثرب سے یہان
سیرِ فردوس کی دل مین نہی اوسکی ہوس
ماہ و خورشید کو اوس بادشہِ عالم کی
سینۂ پاک کو آئینہ سی دین کیا تشبیہ
پائی بیمار نے صحت مرضِ عصیان سے

اوسنے اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا
ہمنے اوس سا نہ سنا کوئی نہ تم سا دیکھا
قامتِ پاک کو جب ہمسرِ طوبیٰ دیکھا
لوٹ کر آئین تو سب پوچھین کہ کیا کیا دیکھا
جیتے جی جسنے کہ گلزارِ مدینا دیکھا
آستانے پہ سدا ناصیہ فرسا دیکھا
موج زن اسمین سدا نور کا دریا دیکھا
اک نظر تمکو جو ای فخرِ مسیحا دیکھا

۲۹

آبرو بتکدہ و کعبہ پہ کیا ہے موقوف
ہمنے ہر شی مین اوسی نور کا جلوا دیکھا

۸

جو دم ہر ایک ہین دل سی شافعِ محشر کی مدحت کا—
نہین ہے کچھ خطرہ اونکو فردا روزِ قیامت کا

لکھون جب وصف رفتار براق سید عالم
نکھر جائی نکیون پھر رنگ شوخی طبیعت کا

محبت آپکی یون زنگ کفر و شرک کھوتی ہے
اوڑا دیتی ہے صیقل جسطرح خاکا کدورت کا

حبیب حق مین جو چاہین گی خالق سی وہی ہوگا
اونہین مشکل نہین کچھہ بخشوانا اپنے امت کا

تصدق مین سر اقدس کی یہ رفعت ہوئی حاصل
کہ گوشہ لامکان سے لگیا تاج شفاعت کا

زمانے مین رہی گا حشر تک یا مصطفے چرچا
تمہاری خُلق کا الطاف کا مہر و مروت کا

بہت مدت سے ہون مین جلوۂ دیدار کا طالب
دکھادی یا خدا مجکو جمال پاک حضرت کا

۴۰

مسلمانون سے کوئی جا نہین ای آبرو خالی
عرب سے تا عجم پھیلا ہوا ہے دین حضرت کا

۱۵

ردیف بای موحدہ

تاب الم نہ طاقت ضبط فغان ہے اب
یہ ضعف کا ہے زور کہ نوبت بجان ہے اب

بیوجہہ ہی سبب نہین آئے کسی کی یاد
شاید وہ مجہپہ پہلے سے کچھہ مہربان ہے اب

سب روز حشر آئین گی یکسان وہان نظر
کوئی قوی ہے کوئی یہان ناتوان ہے اب

دولت سرائے یار مین ہی گھُس جائین گے
غماز ہے کوئی نہ کوئی پاسبان ہے اب

ہاتھون سے اپنے مشق مین دلکو تھام لو
وقت بیان صدمۂ درد نہان ہے اب

دونو جہان سے ایک نظارہ مین کھو گیا
ای دل وہ تاب و طاقت و تسکین کہان ہے اب

وہ کجروی کہان ہے کدہر ہے وہ سرکشی
چکر مین درد آہ سے کیون آسمان ہے اب

بھاگے نہ لیکے سوئی عدم خوف ہی مجھے
چمکا ہوا سا توسن عمر روان ہے اب

پہلے ہی سی ہی رشک رقیبون کا جاگزین
ای یاد یار دل مین ٹھکانہ کہان ہے اب

یان غمسے قد جھکا وہان ابرو کا بل گیا
ٹیڑھا ہوا جو تیر تو سیدہی کمان ہے اب

...ین تھی مین جاگتی سوتی تھی میرے ساتھ
کیونکر وہ لطف عہدِ صحبت کہان ہے اب

جسپہ کہ تجھ کو ناز تھا ای جانِ جان تمہین
وہ حسن وہ شباب وہ جوبن کہان ہے اب

...یان جو شہادتین ہے خیالِ مگر
ای مرگ المدد کہ دمِ امتحان ہے اب

گشتگانِ راہِ محبت کی خاک ہے
دریا و دشت مین جو یہ ریگِ روان ہے اب

۴۱ ۵
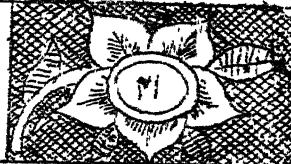
عزت کا آبرو کی نگہبان ہے خدا
خنجر بکف ہے یار دمِ امتحان ہے اب
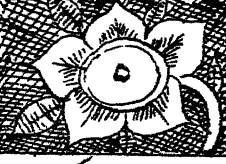
گرچہ شبِ برات ہے عیش و طرب کی شب
لیکن شبِ فراق ہے ظالم غضب کی شب

اندہیر کے سوا نہین دیکھا جہان مین کچھ
گویا کہ ہم اس سرا مین رہی آکی شب کی شب

ہمدم تو پوچھ کچھ شبِ ہجر انکا مجھسے حال
آفت کی شب ہے قہر کی شب ہے غضب کی شب

ہے سر پہ مانگ اوس بتِ کافر کی رخ پہ زلف
وہ شام کی ہے صبح تو یہ ہے حلب کی شب

۴۲ ۷

ہو جلد وصل یار کا ای آبرو نصیب
گزری مری بھی جیسے گزرتی ہی سب کی شب
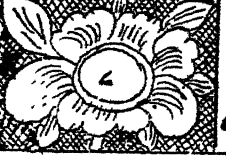
...تی ہی یادِ چشمِ فسونگر تمام شب
رکہتا ہون اپنے سامنے ساغر تمام شب

مرغوب ہے جو الفتِ مژگانِ فتنہ گر
پہلو مین اپنی رکھتا ہون خنجر تمام شب

سو لی دیوانہ تیری جدائی مین ایک پل
کاٹی تڑپ تڑپ کے ہے دلبر تمام شب

...دل خیالِ گیسو و رخسارِ یار مین
آئینہ سان مین رہتا ہون ششدر تمام شب

افشان جبین پہ جب اوس رشکِ ماہ کی
جھپکا کئی ہین دیدۂ اختر تمام شب

آئی گا مشک خاک ہمارے نہالین
سونگھے ہے اونکی زلفِ معنبر تمام شب
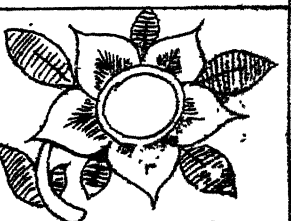
ہون دنگ شکلِ آئینہ کیونکر نہ آبرو
وصلت مین بھی رہی وہ تکدر تمام شب
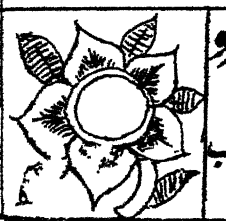
مشتاق ہون جمالِ منور دکھائین آپ
یہ لن ترانی اور کسیکو سنائین آپ

عالم خرامِ ناز کا ایسی دکھائین آپ
شور کرسی خفتگانِ عدم کو جگائین آپ

مستی نگاہ کی ہونٹوں پہ سبزہ چھائین آپ
گل کو ہنسائین تختۂ سوسن کھلائین آپ

دل بیکلی مچا کیا ہے ہمارا بتائین آپ
یون ٹیڑھی ہو کی ہمکو نہ سیدہی سنائین آپ

پی پی کی پائی زندگی دعائین وہان زخم
گر پیاس آپ تیغ سی انکی بجھائین آپ

صرفہ نگاہِ ناز سی گو ہے حضور کو
پر دل پہ ایک تیر تو میری لگائین آپ

مطلب کے میری سنکی وہ کہتی ہین ناز سی
بس بس زیادہ مجھسی نہ باتین بنائین آپ

نکلوگی غیب کو بھیس بدل کر تو ہوگا کیا
ظاہر کرینگی ہمکو تمہاری ادائین آپ

ہنستی ہو میری گریہ و زاری پہ اسقدر
معلوم ہو جو ناز کسیکی اوٹھائین آپ

ہوتا ہون یادِ مصحفِ عارض مین جان بحق
یسین اب تو بھر ہمیں سنائین آپ

تیرِ نگاہِ ناز سی مین مر ہی جاؤنگا
ہی فیصلہ اسی پہ نہ خنجر دکھائین آپ

بادل گھرا ہی چار طرف پڑتی ہی پھوار
ای برق وش ہمین کوئی ساون سنائین آپ

مین اب تو یادِ ابروئی پرخم مین مر گیا
گھی کی چراغ طاقِ حرم مین جلائین آپ

ای جذبِ دل اثر ہی نہین تجھہ مین خاک بھی
ورنہ وہ بن بلائی مری پاس آئین آپ

الفت ہوگی غیر سی ہان ہان ہوا کرین
مین ہین نہ میری روبرو قرآن اوٹھائین آپ

مجھسے شبِ وصال وہ یہ کہکے سو رہے
میرا ہی حلوا کہائین جو مجھکو جگائین آپ

میٹھی لیا جو بوسۂ لب دل نے یون کہا
کیا خوب ہم تو پیڑ گنین آم کہائین آپ

لیسین دلو عنین اولٹتی ہین جاتی ہین جانثی
للہ عاشقونکو نہ دین بد دعائین آپ
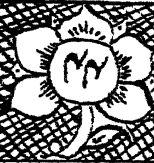
زلفوں سے اونکی ربط بڑہاتے ہو آبرو
کیوں اپنی سر پہ لاتی ہو تم یہ بلائیں آپ
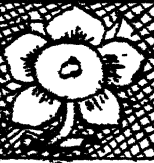
۴۴ ۵

ہوگیا ایسا مریضِ غم ترا ایکبار چپ
بیٹھی ہیں چپ ہمنشین پاس اوسکی اور غمخوار چپ

ہی دہن تنگ اسقدر اوسکا نہیں جائی سخن
کچھ غرورِ حسن کی باعث نہیں وہ یار چپ

کھینچ چکا نقشہ دہن کا مانی و بہزاد سے
تک رہی ہیں وحشیوں کی طرح روئی یار چپ
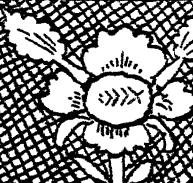
فضلِ خالق سی وہ بت ہر دم ہے مجھسے ہمکلام
بات بن پڑتی نہیں پھرتی ہیں سب اغیار چپ

گفتگو حد سی زیادہ کھوتی ہی انسان کی قدر
آبرو یہ یاد رکھ رہتی ہیں سب ہشیار چپ

ردیف تای فوقانی

۲۵ ۲۳

کاٹی جب غیر نی تمہارے بات
ہوگئی ہمکو زخم کارے بات
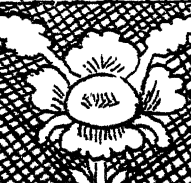
اب کہاں وہ رہی تمہاری بات
پیش آئی اجی ہمارے بات

کبھی اقرار ہے کبھی انکار
کوئی پوری نہیں تمہاری بات

دم میں دس بیس کو پہنسا لینا
ایک ادنے سے ہے تمہاری بات

حضرت دل اگر وہ روٹھ گئے
خاک ہو جائے گی تمہاری بات

کسکے عزت کہاں کی مہر و وفا
زر کی ای سیم تن ہے ساری بات

بولی وہ سنکی حالِ دل میرا
سب غلط ہے اجی تمہاری بات

سنکی وہ ہنستی ہنستی لوٹ گئے
تھی مگر گدگدی ہماری بات

روز اوڑاتی ہو مجھکو فقروں میں
ای پری یہ رہی کیا تمہاری بات

بیٹھی ہیں وہ جگر پہ ہاتھ دھری
پر اثر کیا ہے تھی ہماری بات

ایک بھی بات بن نہین پڑتے
ایسی بگڑی ہے کچھ ہماری بات

دل کی گردن سے تیغ قاتل نے
کیا ہے سر سے مری اوتاری بات

دہن ولب یہ جان جاتے ہے
اسلیئے سنتی ہین تمہاری بات

شبکو آنا اگر نہ تھا منظور
کیون زبان دیکی تمنی ھماری بات

ہو نہو کچھ تو یاں نے مرتا ہے
پی گئے سنکے وہ ہماری بات

ہو گئی صبح دل کی دلمین رہے
کہنے پائے نہ اونسے ساری بات

بوسہ مانگا تو بولے پھیر کے منہ
چڑھی ہمکو ہے تمہاری بات

قبر پر گر نہ آؤگے پس مرگ
خاک ہو جائیگی ہماری بات

خط سے گرمی رخ ہوئی کافور
ٹھنڈی اب پڑ گئے تمہاری بات

وہ شب وصل ہوگئے ناراض
بن کی بگڑی ہے کیا ہماری بات

رام اوس بت کو کر لیا دم مین
رکھی اللہ نے ہماری بات

کسلئے منہ بتھا لئے بیٹھے ہو
کسنے مانی نہین تمہاری بات

۳۷

وصف دندان یار خوب لکھے
آبرو رکھئی تمہاری بات

ے
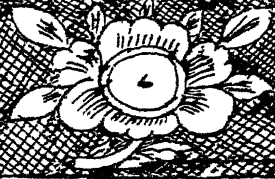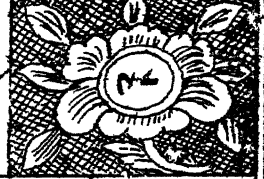
خوب ہے معنے یہ آن مانے بات
ہو گئی رہتی ہے ہونے والی بات

بوسہ مانگا تو ترشرو ہوکر
کیا کتھائے مین اونسے ٹالی بات

بات جاتی جو ہجر مین جیتے
موت نے آکی کیا سنبھالی بات

بات کب ہم کسیکی سنتے تھے
عشق مین اب ہوئی ہے گالی بات

ہر سخن ہے تمہارا ذو معنے
بات مین تمنی اک نکالی بات

غمزہ ہے بات بات مین اوسکے ۔۔۔ [illegible] ہے عجب نرالی بات

ہر سخن اوسکا پر معانی ہے ۔۔۔ آبرو کی نہین ہے خالی بات

۱۱ ۔۔۔ ۴۹

جاگا جو ساتھ غیر کی دلبر تمام رات ۔۔۔ سوئی تھی میری بخت سکندر تمام رات
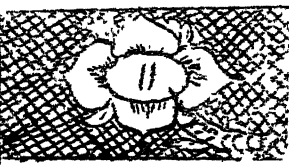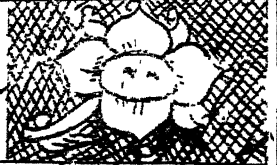
گر وا رہے وہ زلف معنبر تمام رات ۔۔۔ شبّو کیطرح سے ہو معطر تمام رات

یارب گذارین ہجر کی کیونکر تمام رات ۔۔۔ ہو جائین ہم تمام نہو گر تمام رات

روتا ہون جو یاد مین اوس چشم مست کے ۔۔۔ آنکھین مجھے دکھاتی ہین اختر تمام رات

دیکھا کیا مین خوابمین ابروئی یار کو ۔۔۔ اپنا گلو رہا تہ خنجر تمام رات

ہے چشم سرگین تری یا رخ کی نورسی ۔۔۔ آنکھون مین آگئے ہے ستمگر تمام رات

سویا وہ ساتھ غیر کے تو جاگتی رہی ۔۔۔ ہم اور بخت غیر مقرر تمام رات

رہتا ہے شغل شور و فغان یاد زلف مین ۔۔۔ سر پر اوٹھائی رہتا ہون گھر تمام رات

شبکو وہ مہروش جو یہان جلوہ گر رہا ۔۔۔ دن میری گھر تہا اور تہی باہر تمام رات

ہجر صنم مین شبکو جھپکتی نہین ہے آنکھ ۔۔۔ پڑتی یہ نہین ہین نیند پہ بستر تمام رات
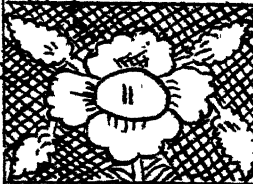
ہر دم خیال عارض و گیسوئے یار ہے ۔۔۔ ہے شغل آبرو یہی دن بھر تمام رات

۱۱ ۔۔۔ ۴۹

آئی نہ آپ راہ دکھائی تمام رات ۔۔۔ یان منتظر کو نیند نہ آئی تمام رات

دل نے اوٹھائی رنج جدائی تمام رات ۔۔۔ پر حیف یہ ہے کہ موت نہ آئی تمام رات

افشان تری جبین کی جو یاد آئی زہرہ وش ۔۔۔ تارون سے ہمنے آنکھ لڑائی تمام رات

یاد آگیا کہ ہنسکا اوترنا جو بام سے ۔۔۔ کی فوج غم نے دل پہ چڑہائی تمام رات

کیونکر نصیب ہو سکو ہو کہ جو رہے
گو مبتلا بلا میں ہوے عاشقونکے دل
انکھین دکھائین مجھکو کبھے زلف پر شکن
اک پل بھی نیند آئے نہ انکھون مین نام کو
ہم دن کو محو یاد رخ مہ جبین رہے
شب کو نہ آئی آپ جو ای غیرت مسیح
محو خیال رنگ طلائی تمام رات
بتنے ہوا نیچے زلف بنائے تمام رات
کرتی رہی وہ ہوش ربائی تمام رات
نالون نے دل کے دہوم مچائی تمام رات
کاکل کی یاد مین نہ نکل آئی تمام رات
پھری یہ مردنی رہی چھائی تمام رات

۵۰

کیفیت فراق کہون کیا مین آبرو
آرام دن کو نیند نہ آئی تمام رات

کہبگئی انکھون مین کس حور لقا کی صورت
حسنے دیکھے نہین یان شکل تھان ای اہد
مرکے ملجائین گی اوس جان جہان سے یدل
تیغ نازبت سفاک سے ہو جائین شہید
دیکھا بیمار محبت کو تو عیسے نے کہا
تیری بیمار لب و چشم کا کیا حال کہون
کہ پیری بھی نظر آتی ہے بلا کی صورت
خاک وہ حشر مین دیکھے گا خدا کی صورت
ہمین کیا غم جو یہ مٹجائیگی خاکی صورت
بھی آئی ہے نظر ہمکو بقا کی صورت
نہین جز شربت وصل اسکے دوا کی صورت
نہ تو ہے موت کی شکل اور نہ شفا کی صورت

۵۱

آبرو ماہ کا منہ ہی کہ ہو اوس سے ہمسر
مہر تک جسکے نہین ہے کف پا کی صورت

کہان ہے ماہ کو رُوئی جناب سے نسبت
تمہاری رخ کو جو ہی آفتاب سے نسبت
بہر و سادم کا نہین ہمکو بجز ہستی مین
نہین ہے ذرہ کو کچھ آفتاب سے نسبت
تو ہی نقاب کو بیشک سحاب سے نسبت
کہ عمر رکھتی ہے اپنی حباب سے نسبت

ر... مقابلہ کیونکر نہ پانی پانی ہو — کہاں ہے ابر کو چشم تر پر آب سے نسبت
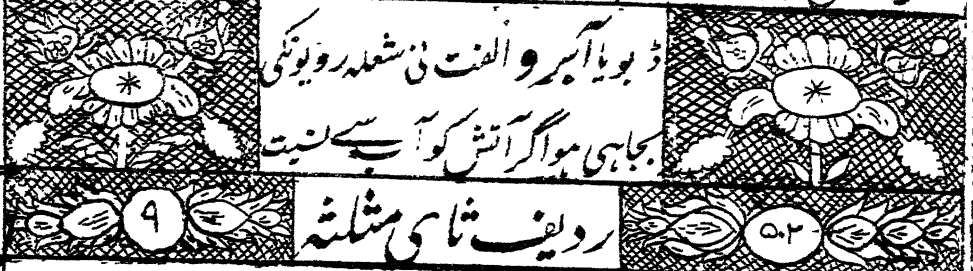
مقابل اونکی کف پاسی جبکہ بدر نہین — تو پھر ہلال کو ہی کیا رکاب سے نسبت

ہمائی دلمین نکیونکر ہی محبت یار — ہماری شیشہ کو ہے آفتاب سے نسبت

ڈبویا آبرو الفت نی شعلہ رویونکی — بجا ہی ہوا گر آتش کو آب سے نسبت

۵۰ ردیف ثای مثلثہ ۹

کیون ہو تم مجھسے خفا کیا باعث — کیا سبب کیا ہے خطا کیا باعث

آتش رخ سے تری جلتا ہے — طائر رنگ حنا کیا باعث

ناز کی چال چلا کون ای دل — ہو گیا حشر بپا کیا باعث

بل گئے دشمن جان عاشق — ناز و انداز و ادا کیا باعث

پھر لی ہے کسکی ہوا خواہ سے مین — ہی جو بر باد صبا کیا باعث

بل کی لیتی ہے دل عاشق سے — آپکی زلف دوتا کیا باعث

بت بی دین لے پس مرگ مری — سوگ میرا جو رکھا کیا باعث

دل مرا کاکل پیچان لے تری — کیون گرفتار کیا کیا باعث

آبرو دلپہ کسی ابرو نے — کام سیفی کا کیا کیا باعث

۵۲ ورسالہ ان میلاد ۱۶
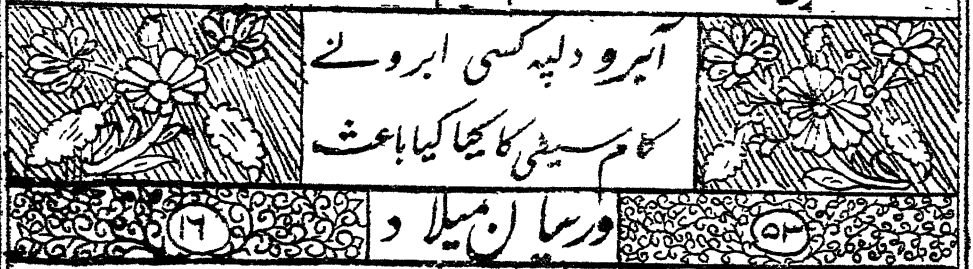
پڑتا دم تحریر جو حرفو ںمین ہے دم آج — گفتار مسیحا ہی کہ رفتار قلم آج

ہی جوش می حسن شہبت و اعم آج — کم جام سفالین سی ہی ہے کیا غرہ آج

خوش ہو کی سناتی ہین ملک مژدۂ میلاد
دیتی ہین مبارک بخوشی اہلِ حرم آج

پیہم در و دیوار سی آتی ہین صدائین
خوش ہو کہ ہی میلادِ شہنشاہِ امم آج

و بارۂ کسریٰ کی گری کنگری چودہ
وہ سر ہوا اصنام کا خم سوی قدم آج

پیدا وہ ہوا صاحبِ صمصام کہ جس سے
تھرّا گئی اہلِ عرب و اہلِ عجم آج

جبریل فلک سے وہ پئے تہنیت آئے
وہ ہو گیا کعبہ پہ نصب سبز علم آج

ابلیس پہاڑون مین چھپا خوف سے جا کر
زور اوسکا ہوا قدرتِ اللہ سے کم آج

ہے نور سے معمور ہر اک خانۂ تاریک
ہر ایک ہوا موردِ الطاف و کرم آج

جوبن پہ ہر اک گل ہی امنگون بھری سبزہ
ہر سمت سی مستانہ اوٹھا ابرِ کرم آج

آتی ہی ہر اک سمت سے آوازِ خوشی کی
گم صفحۂ دنیا سی ہوا نامِ الم آج

ابروی محمد کی مین اوصاف یون لکھتا
کرتا ہون قلم سی سرِ کفار قلم آج

اوس پھول سی رخسار کا آئین ہے تصور
ہی خانۂ دل غیرتِ گلزارِ ارم آج

مضمون کمر اپکا ترکیب سے باندھا
دیکھہ آئی ہین حکمت سے ہم اقلیمِ عدم آج

طی سر سے کریگا یہ رہ نعت بنی کو
ٹھہری کا کسی جا پہ نہ رہوارِ قلم آج

٥٤

وہ صل علی میری ہر اک شعر پہ کہتا
ای آبرو ہوتا اگر حسّانِ عجم آج

١٥

جو پوچھتی ہو مجھسے گنہگار کا مزاج
بدلا ہوا ہی آج تو سرکار کا مزاج

نازک ہوا ہے ابتو یہ مجھہ زار کا مزاج
اوٹھتا نہین ہے اوسِ بتِ عیّار کا مزاج

سودائیون سے اپنی ہی لیتی ہی بل کی یہ
بلبی تمہاری کاکلِ خمدار کا مزاج

درد و فغان و حسرت و آہ و غم و بکا
ہم سی ملا ہی اب انہین دو چار کا مزاج

خاطر مین لائی کب وہ مہ و مہر کو بھلا
تب جبکہ بنتی ہین یہ میری نظر کا مزاج

پرسش نہین ہے زلف کی سودائی کی کہین
کوئی بھی پوچھتا ہے سیہ کار کا مزاج

اک پل مین ہمنے دیدۂ تر سے گھٹا دیا
تھا کیا ہوا یہ ابر گہربار کا مزاج

لاتی نہین خیال مین یہ طول روز حشر
ہے کس بلا کا میرے شب تار کا مزاج

اپنی جستجو مین صورت عنقا ہے عقل گم
پایا نہ مینے آج تک اس یار کا مزاج

ایسا ہی چشم یار ہے مجھ زار کی طرف
بیمار پوچھتا ہے یہ بیمار کا مزاج

ہے سر بسر یہ قاتل عشاق دلفگار
کتنا ہے تیز ابروئے خونخوار کا مزاج

خالی نہین ہے رشتۂ تسبیح کوئی بھی
زاہد ہے ایک سبحہ و زنار کا مزاج

ہے جیسی روح ویسی فرشتے کی ہے نگہ
صاحب نکیون پسند ہو اغیار کا مزاج

اوس غنچہ لب کو دیکھ کے تو گل [illegible]
[illegible] بلبل گلزار کا مزاج

شعری یہ [illegible]
[illegible] کار کا مزاج

ردیف حائے حطی

تیر مژگان ہے اوڑا یا دل نشانی کی طرح
خوب کی ایجاد ہمنے آزمانے کی طرح

یاد خال مہوش مین جا بسی مین تنگ [illegible]
پہنسی ڈالی ہی آسیای چرخ دانی کی طرح

درد دل سنتی ہے سوتا ہے اگر ہمدم مزاج
قصۂ الفت ہے کوس لو فسانی کی طرح
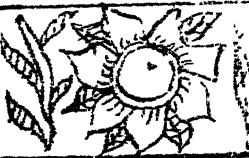
کیون نہ کہلجائین دل صد چاک کی اپنی نصیب
کوچۂ گیسو مین جا نکلی جو شانی کی طرح

واعظو کچھ ڈر نہین خورشید محشر کا ہمین
ظلمت عصیان ہے سر پر شامیانی کی طرح

روح گھبرا کر یہ کہتی ہے فراق یار مین
کالبد یارب ہے مجھکو قید خانی کی طرح

تسا دنیا مین کوئی ہی اور بھی ناوک فگن — دلکو پہلو مین اوڑا لی ہو نشانی کی طرح

دیکھتے ہو مجھکو جب بنجاتی ہو غصی سی آگ — اپنی اچھی نکالی ہی جلانی کی طرح

کام آجائین گی اکدن ای بتو گو ہین غریب — آنکھ کیون ہمسی بدلتے ہو زمانی کی طرح

دیکھکر دہیج اوسکی متجانی ہین دلمین سب حسین — سیکھی ہی اوس شوخ نی کیا ہی ستانی کی طرح

بلبلو پہولو نہ اتنا چند روزہ ہی بہار — باغ مین کیون ڈالتی ہو آشیانی کی طرح

(٥٦)
شکل بیمار ونکی جو تمنی بنائی ہی آبرو
ہی بھی اوس رشک عیسی کی بلا کی طرح
(٧)

وصل کی شب شام سے آتی ہے صبح — ہجر کی شب مین کہان جاتی ہے صبح

چاک کرتا ہون گریبان شکل گل — جب طبیعت میری گھبراتی ہے صبح

پیچ دیتی ہے یہ وصل و ہجر مین — روز ہمپر اک غضب ڈہاتی ہی صبح

دلکو روز و کر کیا کرتا ہون شام — شام سی رو رو کی ہو جاتی ہی صبح

وہ نہین سنتا تری ای عندلیب — گل کی آگے کان کیون کہاتی ہی صبح

جب یہان آتا ہی وہ خورشید رو — شام کی بہی صاف بنجاتی ہی صبح
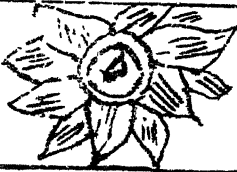
(٥٧)
آبرو یونہین بسر ہو لی ہی عمر
گاہ شام آتی ہی گہ آتی ہی صبح
(٥)

ردیف خای معجمہ

اوس گل کا جو دیکھا ہی کبھی پیرہن سرخ — ہی رشک سے پہنی ہوئی لالہ کفن سرخ

کب زخم نمایان ہین تری تیغ کی تن پر — اوترک یہ پہولا ہے خزان مین چمن سرخ

ہو ل رشک سے ہو خون عقیق یمنی کا — سن پائی اگر یار کا وصف دہن سرخ

ہوئی ہے شفق چرخ پہ ای جان جہان آج
تم بھی تو دکھا دو اُسے اپنا بدن سرخ
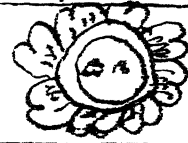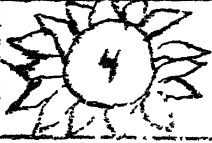
٥٨ — ٦

ای ابرو یہ جاری ہے پھر خون کے دریا
[illegible]

وہاں ہے نشہ مے سے جو چشم جانان سرخ
تو خون [illegible] سرخ

ہوا ہے خون کسی بیگنہ کا دامن گیر
نہین ہے [illegible] قاتل کی زرد دامان سرخ

یہ کسکے اشکوں سے بہتے ہین خون کے دریا
کہ ہے [illegible] جہان سرخ

نہ کیونکر اپنے گمان نیلم و عقیق کا ہو
مری [illegible] سرخ

شہید ہو کی دو عالم مین سرخرو ہوجاؤن
میرے لہو سی جو ہوا اوس کی تیغ بران سرخ

٥٩ — ٧

ہوگا وہ کبھی اوسپہ آبرو سرسبز
کہ زرد رو ہے و اور رنگ روی جانان سرخ

کون کہتا ہی کہ خورشید سی ہمتا ہی وہ رخ
پھر بھی سایا تو سی رخ کہانے اپنا وہ رخ

دلکے آئینہ مین اسطرح سمایا ہے وہ رخ
مردم چشم کی بنا آنکھوں مین پھرا ہی وہ رخ

مجھسے کیا پوچھتے ہمدم ہین کہ کیسا ہی وہ رخ
صاف تو یہ ہے مہ و مہر [illegible] چھپا ہی وہ رخ

مہ ہے وہ ہے یا برق ہے یا شعلہ ہے
شمع ہی گل ہے دل [illegible] بنا [illegible] ہی وہ رخ

رخ روشن سے جدا ہوتی نہین زلف سیہ
زلف رخ پر ہے خدا ازغیب شیدا ہی وہ رخ

کیا صفا ہی رخ محبوب بیان ہو جیسے
دید کو لیے خود آئینہ بنا یا ہے وہ رخ

٦٠ — ٩
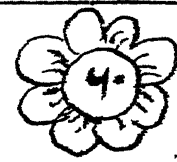
آبرو اوسکے صفت حد بیان سے ہے بیرون
اوسکا دل جانتا ہے جسنے کہ دیکھا ہو وہ رخ

ردیف دال مہملہ

مسجود قضا ابروئی خمدار محمد
مقصود قدر طرۂ طرار محمد

ہون روز ازل سے ہی مین طلبگار محمد
یارب ہو میسر مجھے دیدار محمد

کچھ مجھکو ہوس ظل ہما کی نہین ای دل
کافی ہے مجھے سایۂ دیوار محمد

انسان تو کیا جن و پری حور و ملک
ہین عرش سے تا فرش طلبگار محمد

کچھ حرص نہین خلد برین کی مجھے واللہ
یہ سر ہو مرا اور ہو دیوار محمد

کیا مجھپہ ہے موقوف ہر اک جن و ملک بھی
سو جان سے ہین فریفتۂ رفتار محمد

کب اوسکے شفا حضرت عیسی سے ہے ممکن
جسکا دل بیمار ہے بیمار محمد

سودائے نہین حضرت یوسف کا عزیزو
ہون نقد دل و جان سے خریدار محمد

٦١

ای ابرو کیون جب تون کسی اور کی ورثہ
کافی ہے مجھے واسطے سرکار محمد

٩

یہ اک ادنی سی ہے شان محمد
آئینہ ہی غرۂ قصر ایوان محمد

مہک ہی لباس جسم جس سے
ہے یہ خوشبوئی دامان محمد

ورد او سپہر فرشتے بھی ہین
ہجو ایدل ہے ثنا خوان محمد

بشر کیا اوسکا بشر جانتا ہے
سمجھنا ہے محمد کا شان محمد

آگئے نزع مین از راہ تشریف
مین ہون مرتے دم آن محمد

جنہین ہے آل و اصحاب سے عشق
بلا شک ہین وہ خاصان محمد

٦٢

تجلی ہے تیرا ابرو جس سے مہ و مہر
وہ ہی پرنور ایوان محمد

١٠

ردیف ذال معجمہ

شق ہوا پہ تو ریخ سے جو سراپا کاغذ
چاند عارض تھا ترا اور کتان تھا کاغذ

جب تری چشم غزالین کی لکھے وصف اومین
چوکڑے بھرنے لگا بنکے چکارا کاغذ

لکھون کچھ حال جو بیتابی دل کا اپنے
بنکے اوڑجاہی یقین ہے ابھی پارا کاغذ

یاد لکھنے مین جو وہ رو ہی کتابی آیا
ہوگیا اشکون سے بہکر کف دریا کاغذ

اتنے اوس غیرت بلقیس کو لکھتے نامے
ہوگیا صفحۂ آفاق سے عنقا کاغذ

حال وحشت کی جو مین دست ذرا زیکا لکھون
نظر آنی لگی خط کف صحرا کا غذ

نور آنکھو نکا بڑہا ضعف گھٹا بڑہکے وہ خط
قوت دل ہے کہ ہی آنکھ کا تارا کاغذ

کیون نہ دیوانہ ہون مین دیکھکے مثل مجنون
زلف لیلی کا ہے سطرون سے نمونا کاغذ

وا ترون سے تری دیدار کے خاطر اہی شوق
بنگیا ہے ہمہ تن چشم تمنا کاغذ

۶۵

نامۂ یار کو پڑہکر نہ خوشی ہو کیونکر
آبروہی مری تقدیر کا لکھا کاغذ

۱۵

ردیف رائی مہملہ

گذرا وحشت مین جو مین جانب صحرا ہوکر
آگئی سر پہ بگولی سرے سایا ہوکر

محو رخسار ہوا زلف پہ شیدا ہوکر
پھر اوجالا ہوا آنکھون مین اندھیرا ہوکر

بعد مدت کی مری دام مین عنقا آیا
پڑگئے ہاتھ کمر مین تری حلقا ہوکر

لینے بوسے یہ مہی اونکے کف رنگین کی
طائر رنگ حنا اوڑ گیا عنقا ہوکر

خواب غفلت سے یقین ہے کہ وہ بت چونک پڑیگا
دل کری نالے جو ناقوس کلیسا ہوکر

وا ہری حسرت دیدار کہ نکلی پس مرگ
خاک تربت سے مری نرگس شہلا ہوکر

غصہ ہر وقت کا اچھا نہین ہوتا صاحب
کیون جلاتی ہو مجھے آگ بگولا ہوکر

گھر ہو ۔ سان نظر آتا ہے صحرا کی طرح
رنگیا کسکے مجھے زلف کا سودا ہوکر

اپنے عاشق سے عبث کرتے ہو بیجا ن گریز
چور بیمار سے بنتے ہو مسیحا ہوکر

حق تو یہ ہے کہ ہے اخلاق بھی نقش تسخیر
غیر رہجا تا ہے اس بات سے اپنا ہوکر

اوس پر پیرو نے دیا لکھکے اگر خط اپنا
دست قاصد وہین چمکا ید بیضا ہوکر

دم اولجھ جائیگا عشاق کا مرجائین گے
زلف گردن مین جو پڑ جائے گی پھندا ہوکر

زور وحشت نگیا بعد فنا بھی اپنا
خاک تربت سے اڑے پر باد بگولا ہوکر

صورت قالب بیجان مین پڑا رہتا ہون
ہجر مین زیست بسر کرتا ہون مردا ہوکر

(۲۰)

آبرو پھیر لے صیاد نے جسوقت نگہ
قفس جسم سے جان اوڑ گئی چڑیا ہوکر

(۱۱)

جلوۂ حسن دکھاتی ہین وہ کیا کیا ہوکر
چشم مین نور نظر دل مین سویدا ہوکر

قتل عالم پہ کمر باندھ نہ ای ترک حسین
کیون جہا نمین تو برا ہوتا ہے اچھا ہوکر

ہے تماشا کہ نگہ تیری نہین ملتی ہے
گو کہ آنکھون مین سری رہتی ہی سرما ہوکر

مار ڈالین گے اگر آپکی آنکھین مجھکو
لب جانبخش جلادین گے مسیحا ہوکر

چین سے رہتی اگر ملک عدم مین رہتی
سچ تو یہ ہے کہ پڑی یخ مین پیدا ہوکر

بے سبب کسلئی مجھہ زار سے ابرو پہ ہے بل
قتل بیمار کو کرتے ہو مسیحا ہوکر

آپ جان مجھی سمجھی یہ ہون برگشتہ نصیب
دشمن جان ہے مرا یار مسیحا ہوکر

ق

عشق اور حسن دکھاتی ہین نیرنگ اپنے
ہو کی مجنون کبھی گہ صورت لیلا ہوکر

ہین کبھی صورت فرہاد کبھی شیرین ہین
بنکے وامق کبھی گہ صورت عذرا ہوکر

خط کی آنی سے دو چندان ہوئے رونق رخ کی
حسن قرآن کا بڑہا اور محشا ہوکر

(۶۵) ابرو طرح شگفتہ ہے بدل ثانی کو
طبع کا زور دکھا صورت دریا ہو کر (۱۵)

ہو گیا آئینہ رو آج مرے گھر ہو کر
رہ گیا بخت مرا سد سکندر ہو کر

روز غم باغ میں جاتا ہوں جو مضطر ہو کر
سبزہ آنکھوں میں کھٹک جاتا ہے نشتر ہو کر

ہوے جاؤ نگہبان چشم جہان سے اکدن
عشق موی کمر یار میں لاغر ہو کر

مژۂ ترک ستمگار نے مارا مجھکو
چبھ گئے دل میں مری صورت نشتر ہو کر

جذب الفت نے دکھائی ہے کشش اتنی تو
میری کوچے سے نکلتے ہیں وہ اکثر ہو کر

آگیا دل میں جو اوس بحر لطافت کا خیال
اشک اٹھے میری آنکھوں سے سمندر ہو کر

نوری افشان کی بھی ابروے قاتل پر
لطف دینے لگی شمشیر کا جوہر ہو کر

خاک میں ہمکو ملا کر ہوی حسرت اونکو
آخر کار ہوی صاف کدر ہو کر

یاد رنگ گل عارض میں جو روتا ہوں کبھی
آنکھ سے اشک نکلتے ہیں گل تر ہو کر

رنگ بدلے گا کسی روز جو خون ناحق
تیغ قاتل میں چمک جائیگا جوہر ہو کر

خاک ہو لی یہ بھی پیکا یہ مجھے لب کا رہا
منہ لگی یار کی مٹی مری ساغر ہو کر

پا بزنجیر کبھی ہوں کبھی صحرا میں دوان
یہ ملا شیفتہ زلف معنبر ہو کر

اسقدر وحشت پر خو کی اوٹھائی ہیں ستم
رہ گیا سینے میں پتھر دل مضطر ہو کر

خبر ہی تہا کوی آفت کا مگر پر کالہ
لی اوڑا نامہ دلدار کبوتر ہو کر

(۶۶) قافیہ اور بدل کر کہو اسمیں اشعار
آ کے بیٹھے ہو خاموش سخنور ہو کر (۱۵)

داغ دل اپنے چمک دے مری روشن ہو کر
رہ گیا مہر چراغ تہ دامن ہو کر

آتش رخ سے وہ پھنک جائیگا اے شعلہ عذار
تم جو گزروگی کبھی جانب گلشن ہو کر

چاک دامن جو گیا دشت مین سودائے
آگئی خار رفو کی لئے سوزن ہو کر

صورت برق چمک جائے اگر تیری نگہ
جل بجھی خاک ابھی ماہ کا خرمن ہوکر

مسی مالیدہ لب یار جو دیکھے اوسنے
رہگیا لعل بدخشان گل سوسن ہوکر

مین وہ مجنون ہون کیا جامہ دریکا جو خیال
پھٹگیا دامن صحرا میرا دامن ہوکر

شکل ناقوس لب گور سے نالان دل ہو
آئین مدفن پہ جو وہ شکل برہمن ہوکر

اثر سوزش دل بعد فنا بھی یہہ ہوا
رہگیا زرد میرا سبزہ مدفن ہوکر

اونکے مژگان کا تصور دل نافہم نکر
کہین چبھ جائے جگر مین نہ یہ سوزن ہوکر

کسنے بوسون سے کیا آپکا نیلا رخسار
رہگیا پھول سا رخ کیون گل سوسن ہوکر

خط جو چہری پہ نمودار ہوا اوس گل کی
رنگ رخسار اوڑا طائر گلشن ہوکر

سوزش دل نے میرا خانہ تن پھونک دیا
گھر جلایا ہے اسی شمع نے روشن ہوکر

سبزہ خط نے تری چھین لیا دل میرا
خضر نے لوٹ لیا ہے مجھے رہزن ہوکر

نور شمع رخ جانان کی تصور مین کلیم
ہم بھی گزری طرف وادئ ایمن ہوکر

۶۹

آبرو شکوہ اغیار سے اب حاصل
رنج دینے لگی جب دوست ہی دشمن ہوکر

۱۳
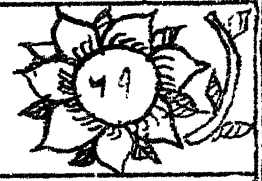
نہین رہتی ہماری آنکھ سے اکدم نہان ہوکر
دکھا دیتی ہین وہ جلوہ بہر صورت عیان ہوکر

وہ ابرو کاٹتی ہین دلکو تیغ اصفہان ہوکر
جگر پر کام کرجاتی ہین پلکین برچھیان ہوکر

جو نکلے آہ سینے سے مرے آتش فشان ہوکر
زمانی مین ہوئی مشہور وہ برق تپان ہوکر

نہین معلوم ہمکو کون ہین کس جا سے آئے ہین
رہین گی کس جگہہ کس سمت جائین گے کہان ہوکر

[illegible] / [illegible] ہے اتنی بے زبانی بیدبان ہو کر

گیا [illegible] ناتوان گمراہی کی زبان کی گنگا ہوں میں / ابھی بھی رہ گیا اک تر مری کا سا گمان ہو کر

تمنا میں ہزاروں کی رہین دل ابھی کیے دل لٹ گیا / گیا کوئی نہ اس دار فنا سے شادمان ہو کر

[illegible] بہت ہی تجکو اس سے جو وفا ئے گا / وہ کس کس سے وفاداری کرین جان جہان ہو کر

[illegible] مژگان صنم سے دل میں جو رکھتی / رہین گی سینۂ تاریک میں وہ تابدان ہو کر

[illegible] ابرو و مژگان ہیں تیری قاتل عاشق / کبھی ہو کر چھری گہ تیغ ہو کر گہ سنان ہو کر

خیال زلف خوبان ہیں کیونکر اشکباری ہو / رولاتا ہی وہ انکھونکو مری ہر دم دہوان ہو کر

کیا چو رنگ لاکھوں عاشقونکو ایک ہے دم میں / تری شمشیر قاتل رنگ لائی خون چکان ہو کر

٦٨

مٹا دی ہستی موہوم کو اے آبرو دل سے
نشان اوس ہی نشانکا پائیگا تو بی نشان ہو کر

١٣

ہماری جانکنی کا کب ہو تم آرام جان ہو کر / جہان کو قتل کرتی ہو مسیحائی زمان ہو کر

ہوا ہوں محو رخ میں عاشق زلف بتان ہو کر / حلب کے سیر کو آیا ہوں اب ہندوستان ہو کر

چمن کی سیر ہوا ہی غنچۂ لب گلشن میں چلا پھر کر / کھڑی ہو سرو کی مانند کیوں سرو روان ہو کر

سما یا ہے تصور کس حسین کا اپنی آنکھوں میں / کہ ہین سایہ فگن پلکیں ہماری سائبان ہو کر

میری صورت کی دیکھے سے کیوں انکو ہنسی آئی / سراپا رنگیا ہوں مثل کشت زعفران ہو کر
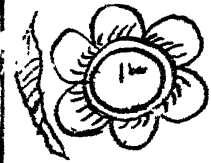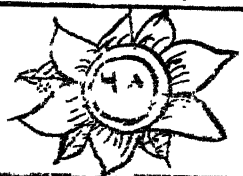
نسب کو اور حسب کو حشر میں کوئی نہ پوچھی گا / نہو مغرور شیخ و سید و مرزا و خان ہو کر

بسان اشک گر کر پھر کسی سے اوٹھ نہیں سکتی / توانائی یہ حال کی ہے ہمنی ناتوان ہو کر

نسیم صبح کی مانند تم آئی جو گلشن میں / تو ہر اک غنچۂ گل کھل گیا ہی عطر دان ہو کر

تصور [illegible] دل میں ہی ہو ہونٹوں کی مسی کا / وہ ہیں خاموش سوسن کی طرح اہل زبان ہو کر

نمودِ خط جو ہے اسی ہول سے رخسار پر ای گل
یہ سبزہ باغ کو جنگل بنا دیگا خزان ہوکر

لگاتا ہے جو سرمہ اپنی آنکھوں مین کیے قاتل
تو وہ تیغ نگہ کو تیز کرتا ہے فسان ہوکر

وہ ہے مانندِ گل مین مثلِ بلبل باغ عالم مین
وہی کیونکر نہ وصفِ روئی رنگین خوش بیان ہوکر

٦٩

قضا دی ابرو پر اور بہی اک ہاتھ ای قاتل
یہ کب تک ایڑیان رگڑا کریگا نیم جان ہوکر

١٠

جو نالی ولسی نکلین گے مرے آتش فشان ہوکر
تو چرخِ چنبر اوڑ جائیگا دم مین دہوان ہوکر

کسیکے ہجر مین رو رو کی مینی جان کہوئی ہی
رہیگا ابر تربت پر ہمیشہ سائبان ہوکر

نہین کچہ اور تجھکو سوجھتا جز قتلِ عام ای ترک
ہماری جانکو آیا ہے تو چنگیز خان ہوکر

بہر صورت ہین قاتل عاشقونکی ابرو و مژگان
کبہی تیغ و سنان ہوکر کبہی تیر و کمان ہوکر

جہان ہے مال و دولت چہوڑ کر اک روز جانا ہے
نہ بیٹہو منعمو دو دن کے خاطر شادمان ہوکر

کیا عشقِ کمر نے اوسکے ایسا ناتوان مجھکو
کہ پیسی ڈالتا ہے دہیان بہی بار گران ہوکر

غضب ہے ہاتہ سے اس تفرقہ انداز گردون کے
ہوئی کیا کیا پریشان جمع بزمِ دوستان ہوکر

مین اور اغیار دونوان روبرو موجود ہین اسدم
تجہے منظور او سفاک جسکا امتحان ہوکر

نہ بنجائی ہبلا یہ خانۂ دل کس طرح اپنا
کہ گرتے ہین مدام اسپر نگاہین بجلیان ہوکر

٧٠

لئے رہ بتس دل کو تو بغل مین آبرو اپنے
خریدیگا کبہی تو کوئی اسکو قدردان ہوکر

١٣

کس سبب سے ہین دماغ اور جگر مین چکر
ہی مری عقل کو خود اپنے خبر مین چکر

ہمکو آتی ہین سدا اپنی گہر مین چکر
واقعی طاق ہین الفت کے ہنر مین چکر

عشقِ گیسو نے پریشان دماغ اور کیا
آیا پاؤن سے نکل کر میرے سر مین چکر

ورد زندان سے ہماری جو مقدر ہو جائے
حال ملکِ عدم آباد کا پوچھو ہمون سے
ہو کی پابندِ مقدر نہین رکتا اک جا
نہ ملا پر نہ ملا گوہرِ مقصود کبھی
آتشِ عشق اگر سینہ مین اثر کر جائے
مجھسے کسطرح رہِ ملکِ عدم طے ہو گئے
اونکو اغیار نے سینے سے لگایا شاید
جذبۂ دلسے لیا اونکو بلا گھر بیٹھے
ہون وہ برگشتہ مقدر جو کبھی تھک کر مین

کہائی ہوتی ہے خجالت کے بہنور مین چکر
عقل کو جنکے ہے مضمونِ کمر مین چکر
سچ ہے یہ بات کہ ہے پائی بشر مین چکر
کسقدر کھائی ہین گرداب ہنر مین چکر
کہائی بن بن کی ڈبوان آگ سقر مین چکر
کہ تپ غم سے یونہین ہے مجھے گھر مین چکر
خود بخود دلکو مرے آج ہے بر مین چکر
کہاتے پہر کسلئے ہم راہگزر مین چکر
بیٹھ جاتا ہون تو آجاتا ہے سر مین چکر

١٧

آبرو ملتا ہے گھر بیٹھے جو تقدیر مین ہے
لوگ کہاتی ہین عبث الفت زر مین چکر

١٢

جانکو صدقے کرینگی ابروئی خمدار پر
ناتوانی ختم ہے اب مجھ نحیف و زار پر
غیر سے ہونے لگی ہے اندنون پھر تاک جہانک
جوش زن بار مہینے یہ ہے وہ ہے چار ماہ
اونکی تیغ جفا کا سیکڑون بہرتے ہین دم
کہاٹ ایسے آج تک دیکھے نہین تلوار مین
کُنہ باطن ہے نہین دونو کو کچھ بہی آگہی
کرتے کرتی دوڑ دہوپ اوس کوچے مین پہنچا جو مین

ہین سپاہی اپنا سر رکھ دینگی ہم تلوار پر
بود و باش اپنے فراغت سے ہی نوکِ خار پر
آنکھ اب ڈالینگے ہم بہی روزنِ دیوار پر
طعنہ زن ہے چشم اپنے ابرِ دریا بار پر
کچھ نہین موقوف ہے جانِ جہان وچار پر
کیون نہ ہو جاؤنہین قربان ابروئی خمدار پہ
سبحہ پر نازان ہے زاہد برہمن زنار پر
وائی قسمت ضد سے سایہ چڑھ گیا دیوار پر

چھپن کیا ہے جسکے ... گردان رہے — پھول ... قدم ...
رکھہ سنبھل کر پانون ای رہ روان خرام — دل پسا جاتا ہے عالم کا تری رفتار پر
خواب مین اگر آئی مجھسے وہ پردہ نشین — کیون نہون نازان مین اپنے طالع بیدار پر
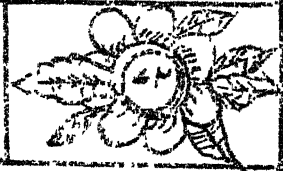
آبرو سامان حیات و مرگ کی ہین اسکے پاس
زندگی موقوف لب پر موت چشم یار پر
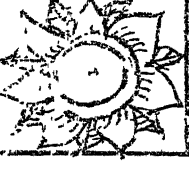
ردیف زای معجمہ

مے خوار کی ہین خوش نگہ ہشیار کی انداز — کچھہ اور ہی ہین چشم ستمگار کی انداز
کار قلم عیسی کیا ہو گئے تمہاری — رفتار مین پیدا ہوئی گفتار کی انداز
پریون مین ہے یہ ناز نہ حورون مین ادا ہے — ان سب سے جدا ہین مری سرکار کی انداز
پھر ایک قیامت کا ہوا سامنا دل کو — پھر دیکھتے ہین ہم کسی رفتار کی انداز
بن بن کی چلین لاکھہ یہ طاوس چمن مین — پا سکتی ہین کوئی تری رفتار کی انداز
جو معتقد فتنۂ محشر ہوا ای شوخ — وہ دیکھہ لی اگر تری رفتار کی انداز
دم مین کبھی لی حضرت دل اسکے نہ آنا — ابروئی ستمگر مین ہین تلوار کی انداز
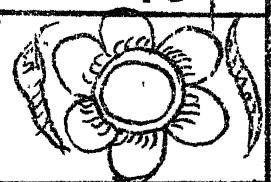
ای آبرو عشق اسکا ذرا سوچ لی کرنا
ہین قامت دلدار مین سب دار کی انداز
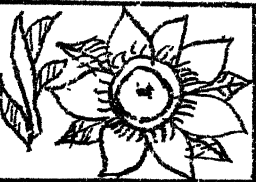
کشت و خون فرقۂ عشاق مین ہوگا اک روز — رنگ لائیگا ترا سرخ دوپٹا اک روز
عشق مین جسکی مجھی چین نہ آیا اک روز — اوسنی صد حیف مرا حال نہ پوچھا اک روز
زندگانی ہے مجھی تلخ شب فرقت مین — شربت وصل دہن کر مرا میٹھا اک روز
دیکھو عاشق سی نہین منہ کا چھپانا اچھا — پردہ کھلوائیگا یہ آپکا پردا اک روز

جان دیتی ہین جو سنا ہی یہ اونہین ملتا ہی ۔ عوض تخت یہان گور کا تخت اک روز

۷۴ — ۵

آبرو جو شب فرقت مین یہی روتا ہے
گہر ڈبو دیگا تری اشک کا دریا اک روز

آئی بہار ہوگئے سب کوہ و راغ سبز ۔ پر حیف ہے ہوئے نہ میری دل کی داغ سبز
خطِ زمردین کا جو پڑجائی اونکے عکس ۔ ہو جائے سنگِ سبزہ گلشن ایاغ سبز
کافور داغِ دل سے میرے مہر ہو گیا ۔ کیا منہ جو روبرو ہو اسکے چراغ سبز
سرسبز ہون وہ کیا جو ازل سے ہین تیرہ دل ۔ ریگنے سے خاک ہونگے پر و بالِ زاغ سبز

۷۵ — ۵

یہ سبزہ رنگ قہر کے پتلی ہین آبرو
عشاق کو دکہاتی ہین ہر روز باغ سبز

ردیف سین مہملہ

عمر بہر رہتی ہے انسانکو خزینے کی ہوس ۔ مر کی جب ہو دفن تب جائی دفینی کی ہوس
عشقِ چشم و لب نے سب ارمان پوری کر دئی ۔ اب نہ مرنیکی ہوس ہمکو نہ جینے کی ہوس
چرخِ دون نے سیکڑون گہر لوٹ کی ویران کیئی ۔ اسپہ بھی اب تک وہی ہے اس کمینی کی ہوس
خونِ دل پیتی ہین غم کہاتی ہین تیری ہجر مین ۔ اب نہین اسکے سوا کچہہ کہانی پینی کی ہوس

۷۶ — ۵

جو ہوا قانع رہا وہ آبرو آرام سے
وہ رہا گردش مین دایم جس کینی کی ہوس

ملا زمانے مین ہمکو نہ کوئی یار افسوس ۔ ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار افسوس
تمام رات ہے تا روز ہجر کا دہڑکا ۔ وصال مین بھی نہ دلکو ملا قرار افسوس
اس آرزو مین ہوئے گور کی کنارے ہم ۔ مگر نہ یار ہوا ہمسے ہمکنار افسوس
ہماری جان گئی جسکے دردِ فرقت مین ۔ وہ ایکبار نہ آیا سرِ مزار افسوس

۷۷ — ۷

جو اپنا دشمن جانی ہے آبرو دیکھو تم
اوسی پہ آتا ہے دلکو ہماری پیار افسوس

ردیف شین معجمہ

اس دلکو یہان اور وہان کا نہین کچھہ ہوش
الفت مین تری دونون جہان کا نہین کچھہ ہوش

کیا خاک کہون حال کہ سکتے کا ہے عالم
دیکھے جو تیری شکل بیان کا نہین کچھہ ہوش

یہ زیست مین سب آرزو ہی نام و نشان ہے
مرجائی پہ پھر نام و نشان کا نہین کچھہ ہوش

بھولا ہے عبث زیست مین دل گور کی منزل
بیہوش تجھی خاص مکان کا نہین کچھہ ہوش

بگڑی ہی ہی یہ دشنام ہر اک شخص کو دیکر
ای یار تجھی اپنی زبان کا نہین کچھہ ہوش

بل ابروئی خمدار پہ مژگان مین کجی ہے
ای ترک تجھے تیر و کمان کا نہین کچھہ ہوش

۷۸ — ۷

دیوانی ہین الفت مین کسی رشک پری کی
ای آبرو ہمکو دل و جانکا نہین کچھہ ہوش

کوئی ہے مال مین خوش اور کوئی کمال مین خوش
مگر ہمین تری نظارۂ جمال مین خوش

کب ایک رنگ زمانہ ہے عاشقونکی لئے
کوئی ہے ہجر مین نالان کوئی وصال مین خوش

گزر ہے جاتی ہے دونونکی زندگی ہر طرح
فقیر شاد ہی کمل مین شاہ شال مین خوش

ہمارا دل ہے تری یاد زلف مین مسرور
یہ وہ شکار ہی رہتا ہے جو کہ جال مین خوش

جو مجکو غم ہے تو غمگین مین سبکو جانتا ہون
جو شاد تو ہی تو سب ہین تری خیال مین خوش

۷۹ — ۹

شگفتہ کیون نہ دل آبرو ہو گریہ سے
ضرور ہوتا ہے طاؤس برشگال مین خوش

ردیف صاد مہملہ

مرگئی پر گیا دل سے محبت کا اخلاص
جانِ جانان دیکھی کیسا ہمنے نباہا اخلاص

گرم جوشی مین بھی کافور یہ ہو جاتا ہے
خاصہ رکھتا ہے پارے کا تمہارا اخلاص

یہ بناوٹ کی سراسر ہے تمہاری تقریر
اب نہ اگلی وہ عنایت ہے نہ ویسا اخلاص

اسکو کہتی ہین بتو الفتِ جانی بخدا
سختیان جھیلین مگر ہمنے نباہا اخلاص

کھل گیا صاف یہ معشوقِ ستم پیجہ سے
یعنی تمسی نکری کوئی دوبارا اخلاص

اپنا دیوانی یہ برسات ہوا کہون پتھر
ابھی بتو تمنے نکالا ہے یہ کیسا اخلاص

منحصر سیم و زر پر نہین ای حضرتِ دل
اس زمانہ مین فقط زر کا ہے سارا اخلاص

دل لگی کے لیئی اب ہم بھی کوئی ڈھونڈینگی
تمنے پیدا جو کیا غیر سے اپنا اخلاص

٨٠

آبرو عشق مین تھا دل کو اُسی کا خطرہ
للہ الحمد ملا یار سراپا اخلاص

١١

ردیف ضاد معجمہ

زلفِ مشکین سے ہوا اور بھی زیبا عارض
سنبلِ باغ ہے وہ اور گلِ رعنا عارض

مہر و مہ سے کہین بہتر ہے تمہارا عارض
کسی معشوق کا ایسا نہین پیارا عارض

کسنے پایا ہے تمہارا سا بہو کا عارض
خالِ مشکین نے کیا لالۂ حمرا عارض

کہین آئینہ سے افزون ہے صفائی ہمین
ہے تمہارا دلِ عارف سے مصفا عارض

تیغ ابرو ہین مژہ تیر ہین جادو آنکھین
زلف افعی ہے تری اور من اوسکا عارض

فرق دن رات کا ہے آپکی رخساروںسی
مہر و مہ کی بھی ہین [illegible] مصفا عارض

برق سے کوند گئی آنکھونکی آگی یکبار
یار لی کھولکی جسوقت چھپایا عارض

روشنی مہر درخشان مین مری آنکھونکی تلی
ہو گیا مدِّ نظر جب سے تمہارا عارض

مہر پیشانی ہے ابرو مہ نو اختر دانت | چاندنی رنگ ترا بدر ہے گویا عارض
کہکشان مانگ تو ہین ذرہ افشان انجم | شام ہے زلف سیہ صبح کا تڑکا عارض
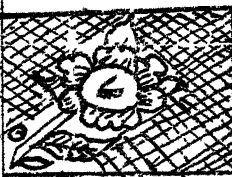
۸۰
آبرو ایسی نزاکت کہین دیکھی نہ سنی
قصد بوسہ جو کیا ہو گیا نیلا عارض
۷

ردیف طای مہملہ
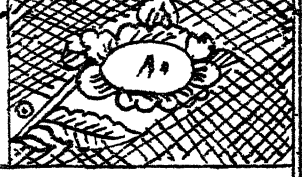
دل عاشق کو ہی یون کوچۂ دلدار سے ربط | جسطرح بلبل شیدا کو ہو گلزار سے ربط
لازم ایل نہین اوس گیسوی خمدار سے ربط | جو خرد مند ہین رکہتی نہین وہ مار سے ربط
کعبہ و دیر کو کرتا ہے یہین سے وہ سلام | سر کو جس شخص کے ہے سنگ در یار سے ربط
کی نہ پہر اوسنی کبہی ظل ہما کی خواہش | ہو گیا جسکو تری سایۂ دیوار سے ربط
جسم اور جان مین وہ پہلی ہے جدائی جانی | جسکو منظور ہوا اوس شوخ ستمگار سے ربط
آنکہہ اوس شوخ ستمگار سے جسدن سے پڑی | نہ رہا خواب کو اس دیدۂ بیدار سے ربط

۸۱
آبرو کو نہو کسطرح خیال ابرو سے
کہ سپاہی کو سزاوار ہے تلوار سے ربط
۱۱

ردیف ظای معجمہ
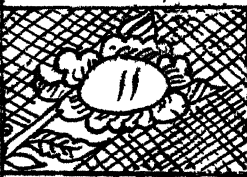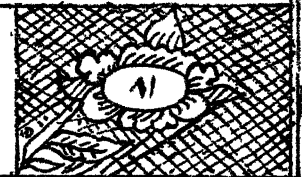
آپ سے آپ جو ہے آگ بگولا واعظ | داغ دل ہے کہ کلیجی کا پہپولا واعظ
صدق دل سی جو کہی ہے وہی اعلا واعظ | کلمہ پڑہتا ہے یون کہنی کو طوطا واعظ
سب تری گرمی بازار کریگا ٹہنڈی | پڑ گیا گر کسی مہوش سے پالا واعظ
تو برا کہتا ہے بت کچہ نہین کہتی والعد | تجہپہ صبر انکا کسی روز پڑیگا واعظ
چہاپا مارین نہ کہین بادہ کشان بدمست | کیون لئی پہرتا ہے قرطاس کا دستا واعظ

بدلی کاجل کی دی آنکھونمین آنوپ انجن تو
دیکھہ پہر محفل رندان کا تماشا واعظ

پہول بیتی ہوئی رندونکو جو دیکھا اوسنی
ہوگیا سوکہہ کی مس رنج سے کانٹا واعظ

کہیلتے پہاگ لنگوٹی مین ہین اپنی میخوار
رنگ انکا بہی ہی دنیا سے نرالا واعظ

بیٹہکر سر منبر نہ بیان کرو بات
جسمین ہوجائے اسیوقت تو جہوٹا واعظ

آپ انگور کی حرمت کا بیان ہے سب سے
تیری ہی پیٹ مین پانی نہین بچتا واعظ

۸۲

آبرو فعل ہین کچہہ اور بیان ہے کچہہ اور
قول کا پورا نہ ہے بات کا سچّا واعظ

۹

ردیف عین مہملہ

گرچہ معشوقان عالم مین گنی جاتی ہے شمع
پر مری محبوب کے صورتکو کب پاتی ہی شمع

دیکھکر پروانونکو کیا دلمین اترالی ہے شمع
گردیہ ہوجاتی ہین محفل مین جب آتی ہی شمع

دیکھ رخ پر نور جانان سے خجل یون ماہتاب
روشنی مہر سی جسطرح شرماتی ہے شمع

قدر اپنی عاشقونکی ہے اسے مد نظر
روشنی کی ساتھہ پروانونکو بلواتی ہی شمع

صاف اوڑالیتا ہے گلگیر انتہا کا چور ہے
تاج زرین پہنکر محفل مین جب آتی ہی شمع

آتش الفت مین دونو جلکی ہوجاتی ہین خاک
جاکا غم کہتا ہی پروانہ نہ پچہتاتی ہی شمع

راز پروانون پہ کچہہ یہ منکشف ہوتا نہین
عشق مین کس گلبدنکی گلپہ گل کہاتی ہی شمع

سوز الفت کا اثر ہی جو ستی کی طرح سے
سر سی پا تک ساتھہ پروانکی جلجاتی ہی شمع
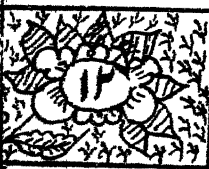
۸۳

آبرو معنی یہی ہین ضبط سوز عشق کے
جلتے ہے شب بھر تڑپتی ہے نہ چلاتی ہی شمع

۱۲

ردیف غین معجمہ

پھیر لیتا ہجر مین گردنیہ مین سو بار تیغ
کیا تمھین خنجر کی حاجت کیا تمھین درکار تیغ
اپنی ابرو کو نہ دیکھین آئینہ مین آپ بھی
ڈالتی ہین ابروونپر آپ بل کیون بار بار
سسکر اکرا وسبت قاتل نے میری جان لی
کاٹ جو شمشیر ابرو مین ہے وہ اوسمین کہان
لال ہوجاتے ہین وقتِ قہر قتالانِ دہر
ابروی قاتل مجھی رہ رہکی اب آتی ہین یاد
ہوچکا مین جنبشِ ابرو سے پہلے ہی شہید
زیرِ ابرو چشمِ مستِ یار گردش مین نہین
صدمہای دردِ فرقت سے بہ تنگ آیا جو دل

پھر قریب آئی نہین دیتی مری غمخوار تیغ
ہے مژہ خنجر تمھاری ابروی خمدار تیغ
اپنا بیگانہ نہین پہچانتی زنہار تیغ
سر یہ حاضر ہے لگا بھی دیجیی اکبار تیغ
ہوگئی قسمت سے اپنی لعل گوہر بار تیغ
عہد مین او ترک تیری ہوگئی بیکار تیغ
سرخرو کیونکر نہو جائی دمِ پیکار تیغ
پڑ رہی ہے ایک دلبر اپنی سو سو بار تیغ
کھینچتے ہین قتل کو میری عبث سرکار تیغ
ہاتھ مین عریان لئی پھرتی ہین دو میخوار تیغ
پھیر لی اپنی گلی پر آپ ہے اکبار تیغ

ایک دم مین کرتی ہی لاکھونکی سر تن سے جدا
کیون نہ ہتیارون مین ہوا ہی آبرو سردار تیغ

ردیف فا

لیتا ہی خود یہ آپ سی سر پر بلائے زلف
کم ورطۂ بلا سے نہین حلقہ ہائی زلف
آٹھون پہر ہی یاد رخ و زلفِ یار کی
کیا اسکے آگی اصل ہے مارِ سیاہ کی
اندھیر کیا عجب ہے زمانے سے دور ہو

سودائی ہے دل اپنا جو ہی مبتلائی زلف
ہے آشنائی مرگ جو ہے آشنائی زلف
کہتا ہون دنکو ہائی رخ اور شبکو ہائی زلف
مار اپڑی ہی ابھی وہ اگر بل یہ آئی زلف
وہ رشکِ مہر رخسی جو اپنی اوٹھائی زلف

ہر آدمی کو زہر ہے موذی سے احتیاط
بچتا کسی طرح سے نہین مبتلائی زلف

ابرِ سیہ پہ آبرو ڈالین اگر نظر
دلبر ہماری غم کی گھٹا اور چھائی زلف
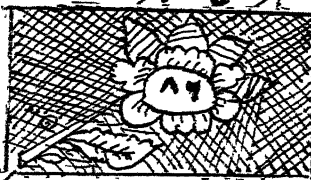
دیکھا ہی کسنی ابروی خمدار کی طرف
کیون ہے نظر حضور کی تلوار کی طرف

کیون دل نہ اپنا مائل ابروی یار ہو
گرتے ہین ترک ٹوٹ کی تلوار کی طرف

مانو خدا کو اچھے نہین ۔ لنترانیان
دیکھو تو اپنی طالبِ دیدار کی طرف

جب میری حالِ زار پہ ہے مہر کی نظر
کیون دیکھتے ہین آپ پھر اغیار کی طرف

اک وہ ہین دیکھتے نہین ہمکو اوٹھا کی آنکھ
اک ہم ہین تاک رہی ہین جو رخسار کی طرف

مشقِ ستم ضرور ہی ہو وار تیغ کا
کیا دیکھتے ہو میری تنِ زار کی طرف

کچھ آگیا سمجھ مین جو کعبہ سے شیخ وقت
راہی ہوا ہے خانۂ خمار کی طرف

سر اپنا اشتیاقِ شہادت مین جھک گیا
جب دیکھا اوسنی خنجر خونخوار کیطرف

دل ہو کی خون دردِ غمِ ہجرِ یار سے
آیا ہی بہ کی دیدۂ خونبار کی طرف

لوٹی بہار جو گلِ رخسارِ یار کے
پھر کیون اوٹھائی آنکھ وہ گلزار کیطرف

اسعد رہی شوقِ جذبِ محبت کہ خود بخود
دل کھینچ رہا ہے کوچۂ دلدار کیطرف

اب کچھ نہین خیالِ محبت تو آبرو
کیون بار بار دیکھتے ہو یار کی طرف

دیکھنا کوئی ذرا قاتل ستمگر کی طرف
جانب خنجر نظر ہے کہ مری سر کی طرف

ہل نہین سکتی نظر خورشیدِ خاور سی کبھی
کسطرح دیکھون رخِ پر نورِ دلبر کی طرف

آدمی کی آدمیت پر نظر مطلق نہین
اہل دنیا کی نگہ ہے بیشتر زر کی طرف

سیر گلشن کو کسی دن وہ ہی قامت جو آئی ‏— پہر نہ دیکھین قمریان سرو و صنوبر کی طرف

یہ نحیف و زار ہون ہرگز نظر آتا نہین ‏— کوئی دیکھے خاک میری جسم لاغر کی طرف

بچ سکے کوئی زبان خلق سے ممکن نہین ‏— بدظنی انکو ہے خالق اور پیمبر کے طرف

۸۸
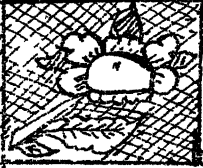
آبرو کا دم ہے انکہوں مین دکہا دی اپنی شکل
ٹکٹکی اوسکے بندہی ہے جان جان در کیطرف

ردیف قاف
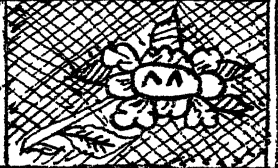
جب سے ہے مجھے اوس بت ناداں سے تعلق ‏— کچھ دین سے مطلب ہے نہ ایمان سے تعلق

بلبل کو مبارک ہو گلستان سے تعلق ‏— دیوانی کو بتری ہے بیابان سے تعلق

مالک سے غرض کچھ ہے نہ رضوان سے تعلق ‏— مجکو ہے فقط یار کی دربان سے تعلق

اس جینے سے منظور ہے مرنا ہمین لیکن ‏— ہو دلکو نہ اوس فتنۂ دوران سے تعلق

وہ بی سروسامان ہون کہ آفاق مین مجکو ‏— سر سے نہ تعلق ہے نہ سامان سے تعلق

ہے اس دل سودائی کو زلفون سی تری ربط ‏— گویا ہے پریشان کو پریشان سے تعلق

کیون انس میری ساتھ ہو اوس شاک پرکو ‏— انسان کو ہوا کرتا ہے انسان سے تعلق

پہر اس دل ناداں نے بلاؤن مین پہنسایا ‏— پہر ہمکو ہوا کاکل پیچان سے تعلق

۸۹ ‏— ۱۰

ای آبرو بہتر ہے کہین ڈوب کے مر جائے
ہو دلکو نہ اوس چاہ زنخدان سے تعلق

کیا قہر ہے کہ ہمکو ہوا اوس صنم سے عشق ‏— نفرت ہے جسکو مہر سے اور ہی ستم سی عشق

جب سے کہ ربط یار دل آزار سے ہوا ‏— عیش و طرب سے لاگ ہی رنج و الم سے عشق

عشق کمر مین زیست سے اپنی بہ تنگ ہین ‏— ہستے سے اب گریز ہے ہمکو عدم سے عشق

چھوڑیگی بعد مرگ بھی ہرگز نہ اسکا ساتھ / رکھتی ہے پنا عشق عشق سی ہم اور ہمین عشق

رکھی وہ آکی معرکۂ عشق مین قدم / نفرت خوشی سے ہو جسی درد و الم سی عشق

افعی کی زہر کے بھی نہ تاثیر ہو اوسے / جسکو ہے تیری کاکلِ پُرپیچ و خم سی عشق

دیتا ہے جو کہ سبزۂ خط پر تمھاری جان / پرہیز ہے دوا سے اوسی اور سم سی عشق

تلوونکا خون حیات کی ہوتی ہین سرخرو / ہے خار ہائی دشت کو اپنے قدم سی عشق

روزِ ازل کا یار ہے چھوٹے یہ کس طرح / ھستی مین ساتھ لائے ہین اپنی عدم سے عشق

٩٠

دیتی ہے جان خواہش دلبر تمام خلق / ای آبرو ھر ایک کو ہی اپنی دم سے عشق

٢٤

ردیف کاف

الفت کو تری اوبٹ دل مین چھپایا یان تک / کہنا کسی سے کیسا لائی نہ ہم زبان تک

وہ زہرہ وش جو آیا شبکو مری مکان تک / رقصان ہوئین خوشی سے انکھونکی پتلیان تک

اوس شعلہ رو نی مجھسی کین گرمیان یہان تک / بہ نکلا ہو کی روغن سب مغزِ استخوان تک

فرقت کی رات نالی کرتے ہین ہم یہان تک / نالوسی اپنی دم بھر لگتی نہین زبان تک

ہین غیر بھی بناتی بگڑی ہو تم جہان تک / بیجا یہ ناز اوٹھائی کوئے بھلا کھان تک

اسدم دکھاؤ جلوہ صاحب کھان کا پردہ / یہ ھمسی لن ترانی ای جانِ جان کھان تک

آیا خیالِ رخ مین زلفونکا دھیان اونکی / قرآن پڑھ کی بھولی ہم سورۂ دخان تک

وصلت کی رات یہ بھی پہلے سے چھپتے ہین / فرقت کی شب موذن دیتی نہین اذان تک

دستِ جنون کے آگی کیا جیب و آستین ہین / باقی نہین یہ رکھتا دامن کے دھجیان تک

آنا اگر ہے تجکو فرقت کی رات آجا / ایمرگ منتظر ہے بیٹھی سرین کھان تک

پہونچا گیا نہ اس سے دل ہے رقیب کا جب
جائینگے آہ سوزان کیا خاک آسمان تک

سوزِ جگر کو ہمنے مرنے پہ بھی چھپایا
شمع لحد سے اپنے اوٹھا نہین دھوان تک

بادِ خزان نے ایسی آئی ہے خاک اوڑا دے
باقی نہین چمن مین بلبل کا آشیان تک

ای غنچہ لب یہ تمکو کسنے سبق پڑہایا
آتا نہین کبھی جو حرفِ وفا زبان تک

موقوف سرو پر کیا قد کو جو تیری دیکھا
خجلت سے گڑ گئی ہین شمشادِ بوستان تک

مخلوق کی زبان بھی نقارہ غیب کا ہے
مشہور ہو نکیونکر بات آئی جو زبان تک

لاغر ہوئی یہ غم مین اوس بحرِ حسن کے ہم
کانٹا ہوئی ہین اپنی بازو کی مچھلیان تک

آنکھونمین فرطِ غم سے نرگس کیطرح دم ہے
فریاد میری پہونچی کیا گوشِ گلرخان تک

اوس سرو قد کی شاید انکو بھی جستجو ہے
کوکو جو کہہ رہی ہین باغو نمین قمریان تک

پھر کسطرح سے کوئی باندھے اوسی کہو تو
مضمون دہن کا اوسکے آتا نہین زبان تک

پوچھا نہ اک تمہین نے دردِ جگر کا قصہ
آئی میری خبر کو ورنہ عدو ئی جان تک

کرّوبیون کی لب پر جو لفظِ الاماں ہے
شاید کہ میرا نالہ پہنچا ہے لامکان تک

از دوست یک اشارہ وزما بسر دویدن
مانگی جو یار دل کو ہم دیدین اوسکو جان تک
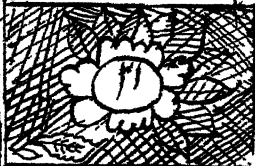
۹۱ خالق ہے ابتو رکھی دنیا مین آبرو سے
برگشتہ وہ ہوئی کیا دشمن ہے آسمان تک ۲۱

خفا رہیگا الٰہی وہ نوجوان کب تک
یہ چرخ پیر کری گا بُرائیان کب تک

اوٹھائین اوس بت کافر کی سختیان کب تک
نہ وا ہو درد سے یارب لبِ فغان کب تک

یہ ہر گھڑی کی ستم پھر امتحان کب تک
اوٹھائین بارِ الم تیری ناتوان کب تک

رہیگا ابرو یہ بل مجھسی جان جان کب تک
کھنچی رہی گی بتاؤ تو یہ کمان کب تک

چھپاؤگی رخ روشن کو جان جان کب تک | حجاب شرم سے رہیگا یہ مہربان کب تک

کرون نہ قصۂ درد جگر بیان کب تک | بنا رہونگا مین بتاؤ تو بی زبان کب تک

نگاہ جانب مژگان فتنہ گر تا کے | دل و جگر پہ چلین گی یہ برچھیان کب تک

کب آئیگا وہ بت حیلہ جو خدا جانے | پھری رہین گی یہ آنکھون کی پتلیان کب تک

لگاؤ تیر کہ پیکان سے ہو زبان پیدا | وہان زخم رہین میری بی زبان کب تک

رہیگی پنبہ بگوشی یہ تا بکے ظالم | سنیگا درد کی میری نہ داستان کب تک

دہن کا او تکے معمّا کبہی نہ وا ہو گا | کلام اسمین کری کوئی نکتہ دان کب تک

کبہی تو آئیگا خط سے خسوف مین یہ قمر | رہین گی چاند سے رخ کی تجلیان کب تک

ہر ایک بات مین سو ناز ہین ادائین ہین | فدا کری نہ بھلا کوئی اپنی جان کب تک

نگاہ ناز پہ مائل رہیگا دل تا چند | گرینگی خرمن جان پر یہ بجلیان کب تک

عبث ہے سرکشی ای منعمو غریبون سے | رہیگا تمسے موافق یہ آسمان کب تک

کبہی تو یار بنا لین گے اوسکو باتو نمین | رہیگا دشمن جان اپنا پاسبان کب تک

اسیر زلف کو تسکین نہو گی سنبل سے | کمند دیگی بہلا کار نردبان کب تک

کریگا تنگ ہمین ہجر یار تا بکجا | رہینگی یار یہ درد و الم فغان کب تک

کبہی تو آب دم تیغ انکو دی قاتل | طپان رہین گی یہ بازو کی مچھلیان کب تک

خیال یار کا کب تک رہیگا دل مین مری | رہیگی دیکھین پری شیشہ مین نہان کب تک

۶۲ | خزان ضرور ہی ای آبرو چمن کی لیئے | مزی بہار کی لوٹین گی باغبان کب تک | ۱۰

ردیف گاف فارسی

۹۳ — ۶

جان لُٹا ہو عداوت کا نہ کچھ پیار کا ڈہنگ
اک جہان سے ہے جدا اوس بُت عیّار کا ڈہنگ

یہ چمک اور رونق اوسمین کہانسی آئے
برق نے سیکہہ لیا ہی کمر یار کا ڈہنگ

مژہ و ابروی قاتل سے بچی دل کیونکر
اوسمین ہے تیر کا ڈہنگ اسمین ہے تلوار کا ڈہنگ

ہمسے ہے پیار جدا غیر سے اخلاص جدا
خوب ہم جانتے ہین اوس بُت عیار کا ڈہنگ

کبک و طاؤس یہہ ممکن ہے تری چال اوڑائین
بہول جائین گی وہ خود اپنی ہی رفتار کا ڈہنگ

ایک عالم کو ستاتا ہی یہ ناحق شب و روز
چرخ بھی سیکہہ گیا ہے ستم یار کا ڈہنگ

ضرب سے کاٹتی ہے ع یہ اشارے سے فقط
ہے جدا تیغ سے بھی ابروی خمدار کا ڈہنگ
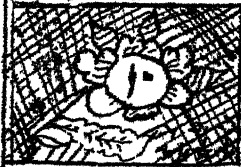
اَیدل اوس رشک پری مین ہے شرارت جیسی
رنگ شعلہ ہے نہ یہ برق شرربار کا ڈہنگ

منہ لگانا کس و ناکس کا نہین اچھا ہی
خندہ زن ہوگا جہان دیکہکے سرکار کا ڈہنگ
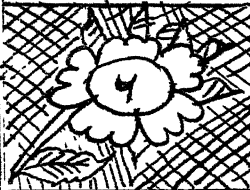
آبرو کہتے ہین ذی فہم نئی بات اسکو
نہین ملتا ہے کسی سے تری اشعار کا ڈہنگ

۹۴ — ۱۵
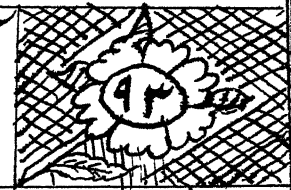
اَیدل دعای الفت زلفِ دوتا نہ مانگ
ہوگا اسیر حلقۂ دام بلا نہ مانگ

اندہیر میری انکہو مین ہو جائیگا جہان
آنچل سے دیکہہ ماہ لقا یون چہپا نہ مانگ

زاہد کو حور خلد کی کرنے دے التجا
ایدل سوائے وصل صنم تو دعا نہ مانگ

سر اپنے دل نے دیدہ و دانستہ لی بلا
عبث کہا تھا بوسۂ زلف دوتا نہ مانگ

اودیت قرار و صبر تو پہلے ہے لے چکا
رہنی دی دلکو سینہ مین پھر جدا نہ مانگ

جان بر ہوا ہے کوئی بہی آزار عشق سے
اَی آبرو کسی سے تو اسکے دوا نہ مانگ

ردیف لام

اے جان جان ستائی ہو تم کیون پرائی دل
بندہ کچھ تو بس سمجھے ہو مدعائی دل

و اسد ابکی بار اگران سے پہر گیا
کافر ہو پہر بتون سے کبہی جو لگائی دل

مژگان چشم یار سے کیونکر انہی بچاون
ان ظالمو نسی میرا خدا ہے بچائی دل

آتا نہین ہے رحم کسے پر جو اے صنم
شاید کہ سنگ ہے تری سینہ مین جائی دل

خون ہو کی وہ بہی اشک کے ہمراہ بہ گیا
سینہ سے آج جو نہین آئی صدائی دل

اپنے بہی دل پہ ہاتھ ذرا رکھ کی دیکہیے
پامال یون نہ کیجئے صاحب پرائی دل

[illegible]
جسکو خدا خراب کری وہ لگائی دل

[illegible]
بیفائدہ بلا مین کوئی کیون پہنسائی دل

بیٹھے بٹھائے جان پہ لاتا ہے آفتین
دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوائی دل

جو عاشقان رخسے کرے ٹہنڈی گرمیان
اوس شعلہ رو سے کون لگا کر جلائی دل

گر سو ہزار دل ہون تو ہم کرین نثار
ہم وہ نہین جو کرتی پہرین ہائی ہائی دل

ہمدرد ہے مسرا نہ کوئی غمگسار ہے
کسکو سناؤن جا کی مین ماجرائی دل

کر دون او نہین کی نذر یہ آتا ہی دل مین ہان
کب تک پہرون بتون سے بغل مین چہپائی دل

مین اوسکی بس مین اور وہ قابو مین یار کے
ناچار وہ ہے کرتا ہون جو ہی رضائی دل

٩٥
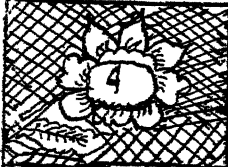
لو آبرو سے جلد کہ ستا یہ مال ہی
ٹہیرا ہی ابتو ایک ہی بوسہ بہائی دل

4

نہ ہے داغ فرقت دکہانی کے قابل
نہ سوز جگر ہے بتانے کی قابل

نکہون لو لگاؤن مین اوس شمعرو سے
دل و جان مین میری جلانے کی قابل

بچائی خدا اپنی بندون کو ان سے
نہین مین یہ بت دل لگانے کی قابل

پشیمان ہو دل میں اپنے وہ قاتل | کہ سر ہی میرا تھا اوڑانے کے قابل
محبت نے اک شوخ پردہ نشین کی | نہ رکھا ہمین منہ دکھانی کے قابل
زبس اسکو ہے عشقِ مژگانِ دلبر | یہ دل وار پر ہے چڑہانی کی قابل ہے
اوڑاتی نہین کیون خدنگِ نگہ سے | یہ دل جانِ جان ہے نشانی کی قابل ہے
جوانی کا عالم ہے زورون پہ آیا | وہ طفل اب ہوا دل لگانی کی قابل

۹۶
ہو سوزِ دل اکبر وہ جس سے پیدا
غزل کب وہ ہوتی ہے گانی کی قابل
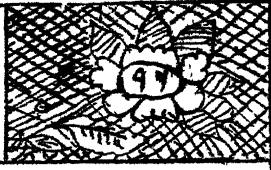
ردیف میم

باعثِ خلقت ہے حبیبِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم | شافعِ اُمت روزِ قیامت صلی اللہ علیہ وسلم
محورِ رسالت ماہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم | صبحِ سعادت ماحیِ ظلمت صلی اللہ علیہ وسلم
رہبرِ واثق مخبرِ صادق لائقِ خالق کنزِ دقائق | فخرِ خلائق صاحبِ ہمت صلی اللہ علیہ وسلم
سرورِ عالم زبدۂ آدم قدوۂ اعظم مرسلِ اکرم | لطفِ مجسم مظہرِ شفقت صلی اللہ علیہ وسلم
مجمعِ دانش منبعِ بینش مرجعِ بخشش مرکزِ تابش | دافعِ کاوش رافعِ عسرت صلی اللہ علیہ وسلم
قامتِ خوشتر رشکِ صنوبر روے منور رشکِ گلِ تر | ساقیِ کوثر بحرِ سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم
شاہِ زمن ہیں بحرِ عدن ہیں دین کے چمن میں غنچہ دہن ہیں | اُنکی فن میں لطف و عنایت صلی اللہ علیہ وسلم
شاہِ امم ہیں عالی ہمم ہیں فخرِ حرم ہیں بحرِ کرم ہیں | نورِ قدم ہیں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۹۷
ہجر میں ہی مین اکبر و یارب جھیل رہا ہی رنج و مصیبت
اب تو محمد کے ہو زیارت صلی اللہ علیہ وسلم

رحمِ نزول اسے آپ پہ ہیں جان نثار ہم | رحمت سے ہیں غلام شہ نامدار ہم

ای رونقِ زمین و زمان منہ دکہائی ۔ ہین شوق میں جسے آتا انتظار ہم
کرتی ہین وصف اوس گلِ رخسارِ پاک کے ۔ ہین گلشنِ حضور کے گویا ہزار ہم
عشق خطِ نبی مین جو وحشت ہوئی ذرا ۔ ہو آئی دم مین ہند سے تا سبزوار ہم
بادام سے ہین آنکہہ پہ صدقہ اوتار کے ۔ گیسو پہ وارین نافۂ مشکِ تتار ہم
ہو کر نبی کے پہول سے رخسار پر فدا ۔ لوٹین گی باغِ خلد کی بیشک بہار ہم
آتا ہے جبکہ یادِ تبسم حضور کا ۔ ہنستے ہین عین گریہ مین بی اختیار ہم
رتو نکو اوٹھہ کی ساقی کوثر کی یاد مین ۔ روتی ہین روز صورتِ ابرِ بہار ہم
سنتے ہین جسکی چرخِ بریں سے زمین بلند ۔ یارب وہ دیکہین آنکہون سے اپنی دیار ہم
باقی نہین نفاق سے اب نام اتفاق ۔ یان دیکہتے ہین فرقی بہتر ہزار ہم

۹۸

رکہتی ہین یادِ چشمِ نبی آبرو مدام
پیتی ہین اس مزی سے می خوشگوار ہم

۱۱

رکہتی ہین ذوق بادۂ عشقِ جناب ہم ۔ بی کیف ہو وہ پیتی نہین ہین شراب ہم
منہ کو کلیجہ آتا ہے دردِ فراق سے ۔ ای شاہ المدد کہ ہین پُر اضطراب ہم
بی گنتی داغِ عشق پیمبر ہین ولیہ یان ۔ خائف نہونگی مہر سے روزِ حساب ہم
اوس آستان پہ جا کی جبین کو گہسین گے اب ۔ طی سر کی بہل کرینگے یہ راہِ ثواب ہم
دلکو ہی مہرِ عارضِ پُر نور کا خیال ۔ پہلو مین اپنی رکہتی ہین اک آفتاب ہم
معراج مین فلک ہی کہتی تہی شوق سے ۔ یارب ہین نبی کی یونہین ہمرکاب ہم
ایامِ شیب عشق مین کاٹین گی آپ کے ۔ لہو و لعب مین کہو چکی عہدِ شباب ہم
ہوتا گیا ہے ہند سے ابتو دلِ حزین ۔ راہی ہون یا خدا سوی یثرب شتاب ہم

امت میں ہیں نبی کی گنہگو ہیں بے شمار
رکھتی نہیں ہیں خطرۂ روز حساب ہم

مچلا ہوا ہے دولت دنیا پہ نے طرح
بہلائیں کیا تجھے دل خانہ خراب ہم

۱۹

بیتاب کی حواس ہیں کیوں نہ آبرو
لائیں کہاں سے ہجر میں اپنی تاب ہم

۲۳

اپنے پہلو میں نہیں رکھتی دل ناشاد ہم
مدتوں سے عشق میں ہیں خانماں برباد ہم

لذت آب دم شمشیر کر کے یاد ہم
گھونٹ پیتی ہیں لہو کی دمبدم جلاد ہم

دل جلے وہ ہیں کریں جو نالہ و فریاد ہم
موم کردیں ایک دم میں آہ سے فولاد ہم

ضبط کہتے ہیں اسی کو کرتی نہیں فریاد ہم
جھیلتے ہیں مدتوں سے آپکی بیداد ہم

تم لڑاتی ہو نگاہیں غیر سے ای جان جان
رشک سے کھائیں نکیونکر ناوک بیداد ہم

دل پھڑک جاتا ہے اپنا مرغ بسمل کی طرح
جب کبھی کرتی ہیں یاد خنجر جلاد ہم

یون بسر ہوتے ہے یاد گیسو و رخسار میں
دنکو نالی کرتی ہیں اور راتکو فریاد ہم

اوڑکی اختر بنگئے ذری ہماری خاک کی
عشق میں اوس مہ جبین کی ہو گئے برباد ہم

بھول جائی گی شب فرقت بھی گر آیا یہان
کیا کرینگی ای اجل احسان ترا یاد ہم

یہ بھی ہے انصاف کوئی ای بت نا آشنا
غیر کی دل میں جگہ ہو اور نہ آئیں یاد ہم

اپنی ہاتھوں سے لگایا اونکی سرمہ غیر نے
وان سنہ نگار ہا لگا ہوا یان ہو گئی برباد ہم

جان دیدینگے قفس میں فصل گل آئی تو ہی
اپنی جینی سے بہ تنگ آئی ہیں او صیاد ہم

دیکھنے والے ہیں چشم و قامت دلدار کے
دیکھیں کیوں آنکھوں سے سمت نرگس و شمشاد ہم

دیئے وہ لذت آئی انکہ ابرو پر ترے
جان کی دشمن ہوئی از خود ہی او جلاد ہم

اک سروہی کا لگا کر ہاتھ جھگڑی کو مٹا
ایڑیاں کب تک پڑی رگڑا کرین جلاد ہم

ڈوب جاتی ہین سینے مین ہوائی شوق سے
گرمیان کرتی ہین جب اوس شعلہ رو کی یاد ہم

میرزا یانہ قدم پڑتی تھے صاحب کے یون
پائمال اسطرح ہوتے تھے نہ یون برباد ہم

ولولہ دلمین وہی ہے سر مین سودا ہے وہی
بند زلف یار سے اب تک نہین آزاد ہم

دست نازک کو تری صدمہ نہ پہنچا ہو کہین
تھوڑی تھوڑی دل مین ہوتی ہین بہت جلاد ہم

گوش دل سے ہے یقین سن لین بتان سنگدل
سنگ ناقوس کلیسا گر کرین فریاد ہم

انکے پردی مین قضا آئی یقین دلکو ہوا
مر مٹی جو دیکھکر آنکھین تری جلاد ہم

(١٠٠) (٧)

عرش تھراتا ہے اپنے سنگ سے ای آبرو
ہین کسی مظلوم بیکس کی مگر فریاد ہم

اونکے صورت کو دیکھتے ہین ہم
اپنی حیرت کو دیکھتے ہین ہم

درد سر اونکو بوی گل سے ہوا
اس نزاکت کو دیکھتے ہین ہم

اوسکے کوچہ کی سیر کرتے ہین
باغ جنت کو دیکھتے ہین ہم

گرمیان کرکی آپ روٹھتی ہین
اس شرارت کو دیکھتے ہین ہم

تیری قامت ہے یا قیامت ہے
یا کہ آفت کو دیکھتے ہین ہم

ہمکو دشنام غیر کو انعام
اس عنایت کو دیکھتے ہین ہم

پڑھکی ای یار سورہ یوسف
تیری صورت کو دیکھتے ہین ہم

یاد بت مین خدا کو بھول گئے
اپنی غفلت کو دیکھتے ہین ہم

اونکی جاتی ہے نکلی جسم سے جان
اس رفاقت کو دیکھتے ہین ہم

دل اوٹھاتا ہے صدمہ فرقت
اسکے طاقت کو دیکھتے ہین ہم

نام عاشق سے اونکو نفرت ہے
اس عداوت کو دیکھتے ہین ہم

واعظو ... مت خلوت میں
عین وحدت کو دیکھتے ہین ہم

نقش ... گا اوسکا کیا بہزاد
جسکے صورت کو دیکھتے ہین ہم

روز کی وحشت مجھسے کہتے ہین
تیری جرأت کو دیکھتے ہین ہم

دیکھکر اونکا لطف غیر کے ساتھ
اپنی قسمت کو دیکھتے ہین ہم

دامن دشت کی کئی پرزے
زور وحشت کو دیکھتے ہین ہم

١٠١ — ٩

دیکھکر آبرو بتان حسین
حق کی قدرت کو دیکھتے ہین ہم

نگہ یار پر فدا ہین ہم
زخمی ناوک قضا ہین ہم

اوس ستمگر سے کیا جدا ہین ہم
زندگانی ہی سے خفا ہین ہم

کمر یار کے تجسس مین
عازم کشور فنا ہین ہم

کیا غرض ہمکو حسن یوسف سے
عاشق روئی مصطفا ہین ہم

ربط رکھتے ہین زلف پر خم سے
فی الحقیقت بری بلا ہین ہم

دام گیسو مین اوس پری رو کے
ایک مدت سے مبتلا ہین ہم

کیا علاج اپنا ہو مسیحا سے
کشتۂ ناز دلربا ہین ہم

جذب دلمین نہ آہ مین تاثیر
کس مرض کی کہو دوا ہین ہم

١٠٢ — ٧

آبرو پر جفائین کمین لاکہون
اسپہ کہتی ہین باوفا ہین ہم

کالاؤ سے بلا سے مرین اوسکے ستم سے ہم
کیون ہمسی غم نہ انس رکھی اور غمسے ہم

یارب رہا ہیون کاکل پرپیچ وخم سے ہم
ہستی مین ساتھ لائی ہین اسکو عدم سے ہم

ڈالیں نگہ نہ حور پہ پیتر ہی سوا کبھی
پہنچو کو تیری بریں نہ باغ ارم سے ہم

آتے ہے اسمین سمیر و تفریت
بہتر دل اپنا جانتے ہین جام جم سے ہم

آئی غریب خانہ پہ لیکر عدو کو ساتھ
باز آئی ایسی آپکے لطف و کرم سے ہم

بدتر ہے زیست موت سے ابتو خدا گواہ
تنگ اسقدر ہین جور و جفای صنم سے ہم

۱۰۳

احباب سوئی ملک عدم چل بسے تمام
باقی اک آبرو ہین فقط اپنی دم سے ہم

۷

ردیف نون

کلام حق کا کیا کہنا عبارت اسکو کہتے ہین
فصاحت نام ہی اسکا بلاغت اسکو کہتے ہین

خوش و خرم ہے درد عشق احمد سے دل محزون
خوشی یہ عین غم مین ہے مسرت اسکو کہتے ہین

کہلے رہتی ہین انکھین صورت تصویر یہان ہر دم
یہ ہی ذوق لقا شوق زیارت اسکو کہتے ہین

کہین گے اور امت والے روز حشر حسرت سے
وسیلہ ہو تو ایسا ہو حمایت اسکو کہتے ہین

دم میلاد و وقت نزع امت کو نہین بہولے
اسے کا نام ہی الفت محبت اسکو کہتے ہین

کیا دو ٹکڑے مہ کو ایک اونگلی کی اشارے سے
کنایہ اسکو کہتے ہین اشارت اسکو کہتے ہین

تزلزل پڑگیا روز ولادت قصر کسرے مین
اسی کہتے ہین رعب و داب شوکت اسکو کہتے ہین

بینی کی فضا ہی یاد اپنی داغ عاشق ہے
کہ ہر اک دیکھکر کہتا ہی جنت اسکو کہتے ہین

شب اسری ملی حق سے چاہے بخشش امت
عنایت ہو تو ایسی ہو شفاعت اسکو کہتے ہین

خیال مصحف رخسار احمد رہتا ہی دل مین
کلام اللہ کی اسی قاری تلاوت اسکو کہتے ہین

عدو کی خیبر و خندق مین لوہا آپکا مانا
یہ ہی شمشیر کی برش شجاعت اسکو کہتے ہین

اوٹھاتی ہین کڑی بجر جنی مین اف نہین کرتے
یہی و اداکھی زور قوت اسکو کہتے ہین

نہین ہین آپکی خاتم مین جو اعجاز ہین اتنے مین
سلیمان آپ کی مہر نبوت اسکو کہتی ہین
شب میلاد روز عید سے بہی ہی کہین بڑہکر
جو ہین اہل صفا صبح سعادت اسکو کہتی ہین
خیال تیغ ابروی محمد ہین مرا ہر دم
جہکا رہتا ہے سر شوق شہادت اسکو کہتی ہین
یہ جی ہین نہ ہے جبین فرسائی اوس چوکہٹ پہ ہم کرکے
کہین گی بد نصیبون کے قسمت اسکو کہتی ہین

۱۰۴ — غزل کیا آبرو تم نے قلم بر داشتہ لکہی
اسی کہتی ہین پر گوئی طبیعت اسکو کہتی ہین — ۱۶

جفای چرخ سے جب ہم کبہی فریاد کرتی ہین
شہ ہر دو سرا اکرو ہین امداد کرتے ہین
جو ذکر قامت احمد کبہی گلشن مین آتا ہے
تو اوٹہکر سرو قد تعظیم وان شمشاد کرتے ہین
دل ویران مین دیتی ہین جگہ یاد محمد کو
ہم اس اوجڑی ہوئی اقلیم کو آباد کرتے ہین
فرشتی عالم بالا کی پڑہتی ہین درود اونپر
جو ذکر بادشاہ عالم ایجاد کرتے ہین
جماتی ہین تصور انکا ہم چشم سے دل مین
اوسی آباد کرکے اب اسے آباد کرتے ہین
بدل اوصاف لکہتی ہین رخ پاک محمد کی
دعای نور کی تحریر ہم اسناد کرتے ہین
ہوای معصیت سی دل پریشان کیون ہوا اپنا
یہی جہونکی تو شمع زندگی برباد کرتے ہین
تصور خواب مین رہتا ہی رخسار مبارک کا
ہم انکہین بند کرکی شب کو قرآن یاد کرتے ہین
کلیجے تہام لیتی ہین ملک عرش معلی پر
جو ہم ہجر نبی مین نالہ و فریاد کرتے ہین
خیالات ہوا و حرص حسرت گرد باد آسا
مجہے برباد کرتی ہین مجہی برباد کرتے ہین
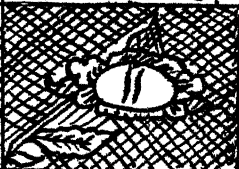
۱۰۵ — نکیون اے آبرو ہم فخر اپنی فقر کو سمجہین
کہ خود الفقر فخری مصطفے ارشاد کرتے ہین — ۱۱
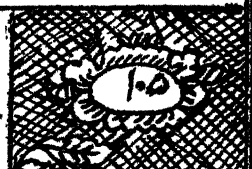
چہپائی چہو منہ تم تار سے سر بار دامن مین
نہ لگجائی کہین آگ آپ ہی رخسار دامن مین

ادا سے تمنے آنچل روے رنگین پر نہین ڈالا / لیا ابر بہاری نے ہے یہ گلزار دامن مین

بہلا کیا فائدہ مجہہ بیگنہ کے قتل ناحق سے / لگیگا خونبہا دہبا بہت خونخوار دامن مین

بہری اس گلشن ہستی مین اگر عمر بہر ہمنے / گل امید کی جا حسرتونکی خار دامن مین

دم رقص اوسکے گردش سے جہان چکر مین آتا ہے / پری رو ہے عجب انداز کی رفتار دامن مین

تصور مین تمہاری گوہر دندان کے رو رو کر / بہری ہین ہمنے بیگنتی در شہوار دامن مین

اگر مین عاشق مژگان سوے صحرا کبہی جاؤن / تو اولجہین آپ آکر ہزارون خار دامن مین

زمانہ تیرہ و تار ایک عالم کو نظر آتا / چہپا لیتا اگر وہ مہر وش رخسار دامن مین

نہین کم ہوتین مجہہ وحشی پہ سنگ اندازیان انکی / لئی ہین طفل گویا دامن کہسار دامن مین

تجہے سوگند ہے ای دست وحشت روح مجنونکی / نرہنی پائی ثابت ایک بہی ہی تار دامن مین

می آشامونکو اپنی سر پہ جب پہیلی ہوئی دیکہا / چہپائی محتسب نے خرقہ و دستار دامن مین

نہ اثبات دہن ہو وجہہ اسکی ہے یہی اچہی جان / چہپا لیتے ہو منہ تم جو دم گفتار دامن مین

١٠٦

اگر منظور خاطر آبرو کا قتل ہے تم کو / یہ چہپائی بیٹہی ہو پہر کسلئے تلوار دامن مین

١٣

زلف جانان ہو اگر سایہ فگن پانی مین / سنبل تر کا نظر آئی چمن پانی مین

لوگ سمجہے کہ تہ آب ستارا ہے کوئی / نظر آیا جو ترا عکس ذقن پانی مین

ہے یہی جوشش گریہ تو گرینگی افلاک / ٹہر سکتے ہین کہین قصر کہن پانی مین

ڈوب جائین عرق شرم مین ماہ و خورشید / دیکہہ لین گر ترا چندن سا بدن پانی مین

اشک ٹپکین جو مری یاد مین دانتونکی / کیون نہ پیدا ہون بہلا در عدن پانی مین

بحر الفت مین قدم ای دل ناقہم نرکہہ / سیکڑون طرح کی ہین رنج و محن پانی مین

ہنسکی کلی کبھی دریا مین جو وہ غنچہ دہن
بلبلی گل ہون کہلے طرفہ چمن پانی مین

غرق ہین تو عرق شرم مین ہون بعد فنا
لوگ کہتے ہین کہ ڈوبا ہے کفن پانی مین

آنکھ ڈالی کبھی شوخی سے جو تو دریا پر
نظر آجای وہین صاف ہرن پانی مین

آبرو ریزیان الفت مین جو سنتے میرے
ڈوبتی چاہ سے نل اور دمن پانی مین

۱۰۷

خون جگر ہوگی بھی دل مین کٹین خود حاسد
آبرو چاہیی وہ آب سخن پانی مین

۱۱

لبون سے وہ جلاتے ہین نگہ سے قتل کرتی ہین
عجب ہم کشمکش مین ہین نہ جیتی ہین نہ مرتی ہین

ہمین ہے عشق سے رغبت نہین مرنی سے ڈرتی ہین
ہزارون جنسے ماری جان ہے ہم اوسپہ مرتی ہین

شب وصلت وفور شوق سی بیتاب ادہر ہین ہو
اودہر وہ کم سنی سے اپنی شرمانی ہین ڈرتی ہین
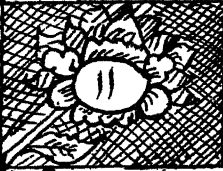
جو ہر اک بات مین آتا ہی ٹہری غیر یون ہمسے
مقرر کہای گا وہ منہ کی کوئی دن گزرتی ہین

دل عشاق حیران و پریشان ہوئی ہین کیا کیا
ہوا ہے جب رخ دلدار پر گیسو بکہرتی ہین

نہ پوچھو حال ہمسی ای صنم فرقت کے راتون کا
پڑی رہتی ہین بستر پر نہ جیتی ہین نہ مرتی ہین

جو ڈوبی کوئی دریا مین اوبہر آتا ہی وہ اکثر
غریق بحر الفت لیکن ایدل کب ابہرتی ہین

نہین آئی ہو تم ایجان تو سینی مین کہبرا کر
جگر اور دل نکل آنکا باہر قصد کرتی ہین

گرفتار پریشانی ہین یان ہم اور وان ایدل
مقابل آئینہ ہر وقت ہے گیسو سنورتی ہین

فقط کافی ہے میری قتل کو اک جنبش ابرو
عبث تیغ آپ کیون مجھ بیگنہ کی خونسی بہرتے ہین

جھجکجاتی ہین جو وہ نشہ مین اکثر یہ باعث ہے
سمجھکر سانپ اپنی سایہ گیسو سے ڈرتی ہین

فزون ہوتا ہے نور شمع جیسے گل کترنی سے
یون ہے کٹواکی سر عاشق بھی روشن نام کرتی ہین

غضب مین اور ہی ہوتی ہین کچھ انداز و ناز انکی
بگڑتی ہین حسین جبکہ تو اتنی ہی سنورتی ہین

لہو کی آنسوؤن روتی ہین یان پہر دل پریشان ہے
حنابندی وہان ہوتی ہے پہر گیسو سنورتے ہین

۱۰۸

نہ مُڑ و لیکے دل جب آبرو نے یہ کہا اوسنے
تو بولی ہنسکے ہان ہان تمسی ڈرتی ہین مُکرتی ہین

۱۵

جو زلفِ پریشان کے مارے ہوئی ہین
وہ سر صدقی ای جان تمہاری ہوئی ہین

یہ ظاہر بُری دن ہمارے ہوئی ہین
جو شیدؤ و الہ تمہارے ہوئے ہین

بلا مین پہنسائین گی لاکہون کے جانین
وہ پہر آج گیسو سنوارے ہوئے ہین

گلی اپنی کاٹی ہین لاکہون نے قاتل
جدہر ابروؤن کے اشاری ہوئے ہین

نہین ایکدم ہین جو پہلو مین تہمتے
کہین حسرتِ دل ہی پیارے ہوئے ہین

ملائی اون آنکہون سے کیا آنکہہ نرگس
ہرن جنکی آگی چکارے ہوئے ہین

مین سب جانتا ہون نہ کچہہ مجہسے پوچہو
رقیبون سے جو جو اشارے ہوئے ہین

نہین تمنی زلفون پہ یہ چہڑکی ہے افشان
فلک پر عیان یہ ستاری ہوئے ہین

دلِ اہلِ عالم نہ یر ہم ہو کیون کر
و زلفِ پریشان سنواری ہوئے ہین

خدا کی لیئی ای صنم منہ سے بولو
کہ ہم اب تو بندی تمہاری ہوئے ہین

تصور ہے دل مین کسے نازنین کا
پری شیشی مین ہم اوتاری ہوئے ہین

ملین غیر سے آپ اور ہمسے رُوٹہین
کہین اسطرح بہی گذاری ہوئے ہین

قمارِ محبت مین اک بت سے ہم تو
متاعِ دل و جان ہاری ہوئے ہین

خدا کی قسم ای بتان پریرو
ہم ایمان و جان تیسہ وارے ہوئے ہین

جو ہر بات پہ بگڑی جاتے ہین مجہسے
و غیرونکے شاید او بہارے ہوئے ہین

مجہے گر نہین چشمِ قاتل نی مارا
تو کیون جمع مردم یہ سارے ہوئے ہین

۱۰۹ ۱۱

جو ہین آبرو کشتئے غم مین بیٹھے
وہ بحرِ جہان سے کناری ہوئے ہین

جوانی ہم شبِ ہجر بتِ طناز کرتے ہین
قیامت شعلہ ہای آہ برق انداز کرتے ہین

نہین ممکن ہے جینا کشتۂ تیغِ تغافل کا
مسیحا بی سبب کیون دعوئ اعجاز کرتے ہین

قیامت کا ہی سامان پڑ گئی ال چل دو عالم مین
یہ بت ڈہاتی ہین آفت یا خرامِ ناز کرتے ہین

بیانِ باغِ جنت ہو چکا اب حضرتِ واعظ
گلستانِ عشق کی سنئی جو ہم آغاز کرتے ہین

شکایت ہم تو اپنی بختِ برگشتہ سے رکہتی ہین
گلہ کب تیرا چرخِ تفرقہ انداز کرتے ہین

کیا رسوائے عالم نسرِ قطاع بازی نے
مجھے بدنام کیا کیا دیدۂ غماز کرتے ہین

یہ کس مستِ ادا کی آمد آمد آج ہے ساقی
کہ ہر جانب درِ میخانہ میکش باز کرتے ہین

عنانِ صبر ہاتہون سے نکل جاتی ہی عاشق کے
پریرو گرمِ جولان جب سمندِ ناز کرتے ہین

نہین عاشق پہ کچہہ موقوف ہے شیخ و برہمن تک
خدا جان اپنی تجہہ پر ای بتِ طناز کرتے ہین

نہین مطلب ہے اگر اونکو نہو یان کسکو ہے پروا
عبث اغیار پر افشا دلوں کا راز کرتے ہین

۱۱۰ ۱۱

وہی ای آبرو ملتا ہے جو لکہا ہے قسمت مین
عبث مردم وہان حرص اتنا باز کرتے ہین

نہ بس جائی کہین دل وہ خرامِ ناز کرتے ہین
غضب رفتار ڈہاتی ہے ستم انداز کرتے ہین

جو قصہ دردِ دل کا ہم کبہی آغاز کرتے ہین
تو وہ کہتے ہین خود اپنا یہ افسانہ کرتے ہین

تصور باندہتی ہین نزع مین اوس طفلِ کم سن کا
ضعیفی مین کتابِ عشق ہم آغاز کرتے ہین

جلا دیتی ہین اپنی کشتگانِ ناز کو دم مین
یہ بت جادو کوئی کرتی ہین یا اعجاز کرتے ہین

عدو کی دل پہ چلتی ہی چہری کیا رشک سے اوسدم
مری جانب کبہی جب وہ نگاہِ ناز کرتے ہین

لڑائی ہین نگاہین دیدۂ و دانستہ قاتل سے
ہم اپنی مرغ دلکو طعمۂ شہباز کرتے ہین

سلامت کون اگر پہر گیا کوئی حسینان مین
بجا انداز سے کوئی تو بسمل ناز کرتے ہین

تمہین انصاف سے کہدو کہ کیونکر سر نہ پیٹو ہین
فسون کرتی ہین آنکھین لب اگر اعجاز کرتے ہین

کبہی آنکھین دکہاتی ہین کبہی تیوری چڑہاتی ہین
دل عاشق پہ کیا کیا و مشوق ناز کرتے ہین

بیان کرتی ہین ہم اوصاف وس رشک گلستا نکے
زبان گویا برنگ بلبل شیراز کرتے ہین
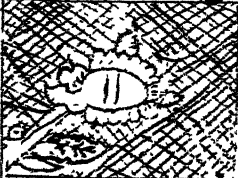
کہوا ای آبرو پیش نظر تصویر ہے کسکے
جو اطفال رشک آنکھون مین ترکو تاز کرتے ہین

نہ تو اے چشم یون تر کر گریبان آستین دامن
بنین گی ورنہ ابر تر گریبان آستین دامن

دم بخیہ گری رہ رگئی مانند زخم دل
لہو کا گہونٹ پی پی کر گریبان آستین دامن

آلیے کسکی مژگان یاد آئی عین وحشت مین
کہ تن پر بنگئی خنجر گریبان آستین دامن

جو سوتے وقت یاد آئے کبہی اوس آنکہ کی ڈوری
کئی پرزی سر بستر گریبان آستین دامن

نہ یہ دست جنون ثابت انہین دم بہر بہی رکہیگا
عبث سیتا ہی بخیہ گر گریبان آستین دامن

خدا رکہی سلامت اے رفو گر دست وحشت کو
کرین گی کیا بہلا سیکر گریبان آستین دامن

برنگ ماہ اپنا جب کبہی داغ جنون چمکا
ہوئی پرزی کتان بنکر گریبان آستین دامن

بنی ہین یاد زلف و ابرو و مژگان قاتل مین
سلاسل تیغ اور خنجر گریبان آستین دامن

جنون مین سنگ طفلان سے یہ پہاڑ جائینگے پرزی
سین ہم خاک اور پتہر گریبان آستین دامن

نکر پرزی کہی آستین سراسر تیری رسوائی
خدارا اے بت کافر گریبان آستین دامن

جنون کی جبکہ میری حال پر چشم عنایت ہو
نہ دون پہر نذر مین کیونکر گریبان آستین دامن

برنگ جامۂ گل آئی تہی فصل بہار اے دل
ہوئی ہین چاک یان تن پر گریبان آستین دامن

عدو سے جیب و دامن دست و گریبان دیکھتا ہون مین
تپ غم کی حرارت سے لگی ہی آگ یان تن مین

خوشی سے پھٹتے ہین تن اپنے گریبان آستین دامن
نہون کیون جل کی خاکستر گریبان آستین دامن

۱۱۲ — ۱۵

و بخشی ہے مجھے طاقت جنون نے آبرو جس سے
کرون پرزی ابھی ستر گریبان آستین دامن

سحر تھا اوس پری کی چھل بل مین
آ گئی خلق ساری ہلچل مین

تیغ قاتل نے میان سے جب لی
جھک گئے سر ہزارون مقتل مین

آئی جب ہے وعدۂ وصلت
کیسے کٹتی ہے آج ین کل مین

کیا کسی سے زبان ہار آئے
کیون گرہ دی ہے آنچل مین

چھپ کر گھونگھٹ مین لاکھون فتنے ہین
شوخیان سر بسر ہین آنچل مین

جس کو دیکھا وہ مر گیا بی موت
زہر اوس آنکھ کی ہے کاجل مین

جان [illegible] رہے اوسکے
جو پہنا گیسوی مسلسل مین

سرنوشت ازل مین تھا اپنے
آئین گی ایک روز مقتل مین

چھوٹ جائین گی سیکڑون وحشی
فرق آیا جو زلف کے بل مین

میری آنکھون مین جسقدر ہین اشک
اتنا پانی نہو گا بادل مین

باندہی جب قتل پر کمر تم نے
ڈھیر کشتون کا ہوگا مقتل مین

۱۱۳ — ۱۶

آبرو کیون گھٹا کی نسبت دین
زلف کا رنگ کب ہے بادل مین

[illegible] ہون شیخ کہ رہبر مین ہون
بناکر چھیڑتا وہ زلف معنبر [illegible]

آبرو ساری خدائی سے تو بدتر مین ہون
فرق کیا اس بت سے خطاوار سراسر مین ہون

ابروئی یار کا ایما ہی کہ خنجر مین ہون
اور مژہ کا یہ اشارہ ہے کہ نشتر مین ہون

خدمتِ آئینہ برداری مجھے یار نی دی
ان دونون اپنی نصیبون کا سکندر مین ہون

نازکی مین کمر یار ہے مجھے بڑھکر
لاغری مین کمر یار سے بڑھکر مین ہون

سر مین سودا ہے صنم گیسوئی مشکین کا تری
فقط اتنا تو خطا وار مقرر مین ہون

صورتِ یار ہے ہر دم مری انکھونکے حضور
شکل آئینہ اوسی دیکھکے ششدر مین ہون

گیسوئی یار مجھے مار ہی رکھینگے کبھی
نہین ممکن ہے جو ان کا لوٹا ہے سر پر مین ہون

رتبۂ خضر ملا خاک نشینی سے مجھے
بنکے نقشِ کفِ پا خلق کا رہبر مین ہون

مجھ سے رم ہے تجھے کسواسطے ای آہو چشم
یون زبون تیری نگہ مین کہ غضنفر مین ہون

دیکھکر قامتِ دلدار گیا ڈر اوسکا
اب تو بیخوف قیامت سے مقرر مین ہون

دل مرا کرتا ہی جب ظلِ ہما کی خواہش
سایۂ زلف یہ کہتا ہے کہ سر پر مین ہون

مجھ مین اور یار مین حائل جو کبھی ہوتا ہے
جانتا آئینہ کو سدِ سکندر مین ہون

نام کیون شمع کی مانند نہ روشن ہو مرا
بزمِ جانان مین ہتیلی پہ لئے سر مین ہون

جسطرح دیکھکے آئینہ کو تم حیران ہو
یونہین صورت سے تمھاری متحیر مین ہون

١٤

آبرو گر نہ بند ہا یار کا مضمونِ دہن
پھر یہ کس منہ سے کہو گی کہ سخنور مین ہون

١٦

ہر غمزہ دلستان ہے کسی دون کسے نہ دون
حیران عشق بیان ہی کسی دون کسے نہ دون

دردِ جگر جدا ہے جدا اضطرابِ دل
ہر ایک جانستان ہے کسی دون کسے نہ دون

طالب ہے اسکے تیغِ ادا خنجرِ مژہ
سر دوش پر گران ہے کسی دون کسے نہ دون

بار شکرِ گران ہے الم یاس فوج فوج
دل مختصر مکان ہے کسے دون کسے نہ دون

تیر نگاہ و ناوکِ مژگان ہین تا کے مین — یہ دل عذابِ جان ہے کیسے دو ون کسی نہ ون

تصویر یا شبیہ خیالی یہ مر مٹون — دو قالب ایک جان ہے کیسے دو ون کسی نہ ون
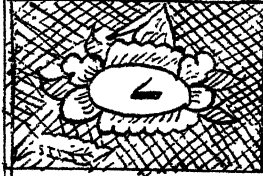
۱۱۵ — ای آبرو کرشمہ و ناز و ادائی یار — ے

سو گاہک ایک جان ہے کیسے دو ون کسی نہ ون

بتون کی شکل جو ہم بار بار دیکھتے ہین — یہ شانِ قدرتِ پروردگار دیکھتے ہین

ہوا ہے عشق کسی نوجوان کا یہ سر مین — ہم عینِ فصلِ خزان مین بہار دیکھتے ہین۔

خیالِ صحبتِ اغیار و یار آتا ہے — بہم چمن مین جو گل اور خار دیکھتے ہین

نظر مین پھرتے ہے تاریکیِ شبِ فرقت — کبھی جو خواب مین ہم زلفِ یار دیکھتے ہین

کہین رقیب سے وہ ہمکنار ہین شاید — جو دلکو پہلو مین ہم بیقرار دیکھتے ہین

رقیب رشک سے کانٹون پہ لوٹتی ہین جو ہم — کسیکے پھول سے رُخ کی بہار دیکھتے ہین
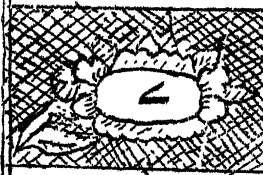
۱۱۶ — یہ کسکے آئینہ و عدہ ہے آبرو کہیئے — ے

جو آپ جانبِ دربار بار دیکھتے ہین

چھلکے افشانکو جبین پر وہ یہ فرماتے ہین — یہی تارے ہین کہ خورشید کو چمکاتے ہین

خود بدولت مری میّت کو جو کفناتے ہین — یہ عطا خلعتِ رخصت مجھے فرماتے ہین

چرخ پر انکہ ستارونکی جھپک جاتے ہی — صورتِ برق جو وہ دانت چمک جاتی ہین

بادہ کش ملکے بہم گاتی ہین ساون کہ گیا — ابر آ آکی جو میخانہ پہ چھا جاتے ہین

پھانسیان تیری ہے زلفین مجھے دیتی ہین مدام — بیڑیان تیرے ہے گیسو مجھے پہناتے ہین

تا کجا اشک فشان چشم رہے اے دلِ زار — چڑھکے دریا بھی تو آخر کو اوتر جاتے ہین

خود غرض وہ پری رو ہین عیاذًا باللہ — کہئے مطلب کے اگر صاف اوڑا جاتے ہین

لکھیں اوصاف کیونکر ترے رخساروں کے
یہی مضمون تو اشعار کو چمکاتے ہیں

نہ مضامینِ دہان و کمرِ یار سے ملے
یہ وہ طائر ہیں نہیں دام میں جو آتے ہیں

لطف کسطرح شبِ وصل میسر آئے
ہے لحاظ اونسی مجھی مجھسے وہ شرماتے ہیں

۱۱۷ — ۱۱
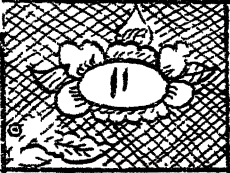
آبرو بزم میں اغیار سے ہوکر وہ دوچار
آٹھ آٹھ آنسوؤن ضد سی ہمیں رلواتے ہیں
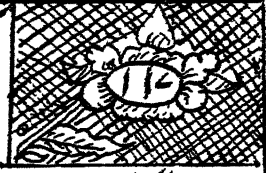
آہ سوز اُنکا گزر کب دلِ روشن میں نہیں
برقِ کسدن شرر افشان مری خرمن میں نہیں

جز ستم خاک ہے چشمِ بتِ پرفن میں نہیں
شیوۂ راہبری قسمتِ رہزن میں نہیں

ہوکے بیخود وہ چلے آئیں کلیجہ تہا میں
کیا اثر اتنا بہی اے دل تری شیون میں نہیں

عرضِ حالِ ہجر سے اسد رجہ سبکسار ہوں میں
زور بازو میں توان دلمیں روان تن میں نہیں

مسی مالیدہ لبِ یار پہ جیسے ہے بہار
رنگ روپ ایسا کبہی لالۂ وسوسن میں نہیں

شعلۂ حسن ہے جو کوئی بتان میں ہی فروغ
وہ تجلے بخدا وادئ ایمن میں ـ نہیں

نالۂ گرم ہے بلبل کی یہ گل کمہلائے
کچھ گزر فصلِ خزان کا ابہے گلشن میں نہیں

داغِ الفت سے کسیکے وہ چمک ہے دلمیں
خوفِ ظلمت پسِ مُردن مجھی مدفن میں نہیں

کیا کرین بادہ کشی دورِ خزان ہے بالکل
فصلِ گل نام کو بہے دہر کی گلشن میں نہیں

بوندیان پڑتی ہیں گہنگہور گہٹا چہائے ہے
ساتہ وہ ساقئ گلفام ہے گلشن میں نہیں

۱۱۹ — ۱۱

جب سے سودا ہے کسی زلفِ سیہ کا وسکو
آبرو کو نشے شب ہے کہ جو الجہن میں نہیں

وہ لکھوں مطلعِ روشن ثنائی قدِ جانان میں
کہ جلکر جس سے ہو سرو چراغان سرو بستان میں

عجب کیا ہی گزر مجھ ناتوان کا کوئے جانان میں
نہیں تہا مور کا کیا دخل درگاہِ سلیمان میں

دلِ پُر داغ کا جلوہ ہے یون زلفِ پریشان مین
کہلے سورج مُکہی کا پہول جیسی سنبلستان مین

تری لب سے سوا ہے لعل پانی کوہِ سیلان مین
تری آنکہونکی خاطر پس گیا سُرمہ صفاہان مین

ہوا ہے میل گیسو رخ پہ نورِ جانان مین
یہ ربطِ اتفاقی ہے بہم گبرو مسلمان مین

نہین آتا سری دلمین خیال اوس حورِ پیکر کا
پڑا ہے تفرقہ مدت سی بلقیس و سلیمان مین

دلِ پُر داغ کو ہر دم ہے شغلِ نالہ سوزان
ہوائی گرم کی چلتی ہین جہونکی اس گلستان مین

لبِ شیرین سے باتین تلخ وہ ہمکو سناتی ہین
تماشا ہے کہ ہی تاثیرِ سم اس آبِ حیوان مین

گدائی کوچہ الفت اسیرِ حلقہ کلفت
یہ لکہتا ہی وہ منہ طلعت مجھے القاب فرمان مین

تمہاری قدِ موزون کا اگر گلشن مین ذکر آئے
تو عالم نخلِ ماتم کا ہو شمشادِ گلستان مین

چہپی ہے آج افشان کا گلِ شبرنگ پر اوسنے
چراغون کی چمک آئی نظر شامِ غریبان مین

دہن کا اونکی مضمون ہمکو سوجہے کسطرح ای دل
نہین دخل آدمی کو ہے خدا کی رازِ پنہان مین

ہر اک مردی مین جان آئی قیامت کا ہوا عالم
گئی جب فاتحہ خوانی کو وہ شہرِ خموشان مین

بہار آئی ہے جوبن ہے چمن پر آجکل گلچین
عنادل خوب گلچہری اوڑاتی ہین گلستان مین

۱۱۹

حسین اس شہر کی قابو مین یون ہین آبرو اپنی
کہ جیسی قاف کی پریان تہین تسخیرِ سلیمان مین

۱۵

پہنکا دل سرد آہون سے میرا یون سوزِ ہجران مین
شجر جل جائی جیسی برف سے فصلِ زمستان مین

رخِ پر نور کا یون عکس ہی ابروی جانان مین
دکہائی دیتا ہے جسطرح منہ شمشیرِ عریان مین

لحد بدلی پہر اوس بت کی صدا پہر نالہ کش دل ہے
الٰہی خیر ہو بگڑی ہے پہر شمشیر و پیکان مین

بہانہ کر کی بارش کا شبِ وعدہ نہین آتے
ڈبوتی ہین مجھی وہ جہونکی ہر روز طوفان مین

تری مجنون جو سر ٹکراتین ای لیلی منش اس سے
ہزارون رخنی پیدا ہون ابھی دیوارِ زندان مین

ترا ہے عکس حیران ہین رخِ پُرنورِ قاتل کا — اگر خورشید کا عالم ہے ہر اک زخمِ خندان مین

اگر خلوت مین نظارہ کسی بت کا میسّر ہو — خدا شاہد ہے فرق آئی وہین زاہد کی ایمان مین

اوٹھالی خوب جی بہر کی مزی یہ شب غنیمت ہے — نہ سمجہا کوئی اے شوق ارمانِ وصلِ جانان مین

حیاتِ جاودانی پائی جو اوسکے شہید ہون نے — مجہے اوس ترک کی شمشیر تہی کیا آبِ حیوان مین

دلِ غمکش کو برماکر کلیجے مین اوتر آیا — غضب کے توڑ ہین ای ترک تری تیرِ مژگان مین

خیالِ زلف مین بہی ہسیان جب اوس رخ کا آتا ہے — چمک جاتا ہی داغِ دل شبِ تاریکِ ہجران مین

دلِ پُرخون کی کیفیت دکہائی ہجر مین ان کو — نہ رکہا ہمنے پاس حسرت و حرمان کو ارمان مین

تمہاری حسن کی پرتو سے روشن بدرِ کامل ہے — تمہاری نور کا جلوہ ہے خورشیدِ درخشان مین

لیا تیغِ زبان سے کام تیغِ تیز کا ای دل — کٹی اعدا کہیے جو بات ہمنے بزمِ جانان مین

١٢٠	کبہی ہے تو خود بدولت بہی کلام آبرو دیکہین مرصّع ہے غزل ہر ایک صاحب اوسکی دیوان مین	١٥

خطِ شبگون جو یاد آیا خیالِ زلفِ پیچان مین — کئی دامن کی پرزی پردہ چاکِ گریبان مین

پہنسایا دل مرا تقدیر نے گیسوی پیچان مین — زلیخا نی مقید کر دیا یوسف کو زندان مین

تصور مین جو اوس ابرو کی پہاڑا ہے اسی بیٹی — تو نقشہ ہے ہلالِ عید کا چاکِ گریبان مین

گر وحشت مین داغِ آتشین اپنا چمک جائی — تو عالم مہر کا ہو ذرّۂ ریگِ بیابان مین

نکیونکر شرمِ عریانی سی سر پہوڑین تری وحشی — سوائی سنگ ہی کیا خاک کوہستان کے دامن مین

دہڑی مسی کی کب ہے یار کی لبہائی رنگین پر — گلِ سوسن ہے شانِ لعلِ یزدی سی شاخِ مرجان مین

کسی نے سیج کہا ہی دوڑ مسجد تک ہے ملّا کی — تری وحشی جو نکلی شہر سی پہنچی بیابان مین

گلہ سی باز آ ای دل کہ دیر آید درست آید — نکہبر اگر او ہین تا خیر ہی کچہہ عہد و پیمان مین

ہوئی زائل نہ کلفت میری دلکی اشک ریزی سے ۔ غبار اس وحشت کا اوڑتا رہا ہے عین بارانمین

چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۔ عبث اے دل ہے حسرت وصل کی ایام ہجرانمین

خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمی آید ۔ بہت بہتر ہے ضبط آہ اے دل ہجر جانانمین

جوان مردان نشایند از کسے رو ہو جو کچھ ہمت ۔ نکل آئین ہماری روبرو اغیار سیدان مین

۱۲۱

غزل مین روزمرہ چاہیئے اے آبرو لکہنا
وہ مضمون خبط ہے آئے نہ جو فہم سخندانمین

۱۲

کس غیرت قمر کا میری دل مین گہر نہین ۔ کس مشتری کا اس گذری مین گذر نہین

کس و لین جستجوئے دہان و کمر نہین ۔ درپیش کسکو ملک عدم کا سفر نہین

یہ نالہ کیا ہی جسپہ کوئی نوحہ گر نہین ۔ کس کام کی وہ آہ ہی جسمین اثر نہین

یہ ہمنشین ہے کسلئے سرابت پہ زر نہین ۔ آزردہ دل کسیکا کسی کی اگر نہین

آہے نظر بصورت تار نظر نہین ۔ دیکھے جو خلق کچھ رگ گل وہ کمر نہین

باز آتا اپنے ظلم سے یہ کینہ ور نہین ۔ اونالی ٹرہکی چرخ کی لیتا خبر نہین

کیون ہوند لمین الفت اصنام جاگزین ۔ زاہد بہو جو وقف خدا کا وہ گہر نہین

می نوشی مین وہ ساقی ہوش نہین شریک ۔ اس دور آفتاب مین دور قمر نہین

جہگڑا اچکا جو موت شب ہجر آگئے ۔ ہوتا یہ قصہ اونسے کبہی مختصر نہین

آئیگا اس سے جو شمین ع ریائی مغفرت ۔ ابر کرم ہے یہ مرا دامان تر نہین

کب تو نہین ہے دلمین مری اے خیال یار ۔ پتلی کیطرح ترا کب انکہون مین گہر نہین

یا رشتہ حیات ہے یا جادہ عدم ۔ نادان مین وہ جو کہتی ہین اونکی کمر نہین

انکہون مین سبکی ربط عدو سے ہوئی سبک ۔ وہ رعب و اب آپکا وہ کر و فر نہین

قہر خدا ہے خندۂ دندان نمائی یار
مژگان پہ اشک دلمین طپش لب پہ آہ سرد
جوڑا تمہاری بالونکا شاید کہ کہل گیا
اک تو ہے راہ ملک عدم یوہین پر خطر
تسخیر اس سے ہوتے ہین دم مین بتان دہر
روکا یہ کھکی وقت سحر ہمنے یار کو
دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست
در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست
دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر
از بخت شکر دارم و از روزگار ہم
ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے
دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند

گرتے چمک چمک کے یہ بجلی کدہر نہین
کسواسطی ہے عشق کسیکا اگر نہین
ہے یہ جو پیچ و تاب مین موئی کمر نہین
طرّہ یہ اور اوسپہ ہے زاد سفر نہین
دنیا مین کوئی نقش یہ از نقش زر نہین
یہ ہاگل تمہاری پاؤن کی بولی گجر نہین
کچھ انقلاب دہر سے ہمکو خطر نہین
لین دلکو شوق سے وہ مجھے درگذر نہین
کیونکر کہون کہ اُنکو میری خبر نہین
کہتے ہین حاسدونکے وہ رشک قمر نہین
حاصل مدام بوسۂ عناب تر نہین
اے دل اسیر رنج کبھی نلے خبر نہین
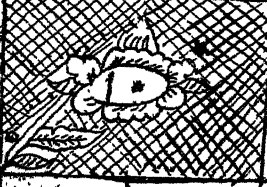
۱۲ ذہن لطیف تو ہمہ فکر نکو کند
مضمون بیست آبرو مدّ نظر نہین ۱۰

گیا جب سیر کو وہ گل چمن مین
اوسے کا جلوہ ہے ہر سو چمن مین
اوسی نے کچھ اوٹھایا چاہ کا لطف
دل صد چاک میرا بن کی شان
وہ لاغر ہون نہ پائین گی نکیرین

نکالین سیکڑون شاخین سمن مین
سمن مین ارغوان مین نسترن مین
جو دل ڈوبا تری چاہ ذقن مین
رہا اوس بت کی زلف پرشکن مین
میان گور میت کو کفن مین

ہوتا یہ خمیدہ پشت ہر گز
خرام ناز سے تیری ہیں رو پوش
لگایا ہاتھ کاکل کو تو بولے
لب شیرین کی ہم لکھتے ہیں اوصاف

سکت ہوتی اگر چرخ کہن میں
جبل میں کبک اور طاؤس بن میں
نہیں شک آپکی دیوانی پن میں
حلاوت کیون ہوا اپنی سخن میں

۱۲۳

عدم میں چین سے تھے آبرو ہم
تہنسے آکر یہان رنج و محن مین

۱۰

کس منہ سے ہم کہیں کہ بتونکے وہان نہین
گر نالۂ و بکا کا تہیے زور سشور ہے
ولیکن قیام کیون نہین کرتی ہو جان جان
طول شب فراق سے اوسکے پیارا ذرہ ہی
جانی سے تری موت ہی آئی ہے زندگی
ہر دم سوال بوسہ پہ انکار کے سوا
وہ آنکہ کور ہے جو نہ دیکھے ترا جمال
وہ کان کیا ہین جو نہ سنین ذکر دوست کا
وہ ہاتھ کیا جو طوق کمر یار کے نہون

الحق کہ اوسکے وصف کے لایق زبان نہین
اک روز یہ زمین نہین یہ آسمان نہین
یہ تو مکان تمہارا ہے میرا مکان نہین
جینے کا جسکو اپنی سحر تک گمان نہین
پہر کسطرح کہین کہ تو عاشق کی جان نہین
اک روز اوس منہ سے سنی ہم نے ہان نہین
وہ دل ہے سنگ سخت جو تیرا مکان نہین
وہ کیا زبان ہے یار کا جس سے بیان نہین
وہ پاؤن کیا جو راہ طلب مین روان نہین

۱۲۴

نام و نشان سے کرو یا بدنام آبرو
اچہے رہی وہ جنکا کہ نام و نشان نہین

۱۰
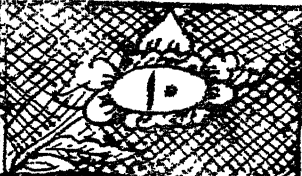
نظر میں دولت دنیا ذرا نہے مال نہین
خدا کیواسطے باوجود نہین اسکے ٹال نہین

غنی ہون حرص کے باعث شکستہ حال نہین
کہ بار بار میسر شب وصال نہین

سوائے قدِ صنم دل کو کچھہ خیال نہین ۔ ہماری باغ مین جز سرو کی نہال نہین

ہماری طائرِ دل کی لئی بچھا ہی دام ۔ تمہاری آنکھوں مین ڈوری یہ بال بال نہین

جو کچھہ گلہ ہے تو ہے اپنے جذبۂ دل سے ۔ کشیدگی سے تمہاری ہمین [illegible] ل نہین

جو رند دیتی ہین واعظ تو کیون نہین پیتا ۔ شرابِ مفت کی قاضی کو کیا حلال نہین

نہین ہین پست مضامین پسندِ طبعِ بلند ۔ جہان ہے شیر کا مسکن وہان [illegible] نہین

تمہاری چشم سے آہو یہ دبکے کہتے ہین ۔ اگر ڈرتے ہین یہ آنکھین تو ہم غزال نہین

فقیر مست ہین نفرت ہے شکلِ دنیا سے ۔ ہماری لائقِ صحبت یہ پیرِ زال نہین

پسند کیا کرین میکش دکانِ زاہدِ خشک ۔ کہ جسمین [illegible] نہین

یہ ایک ترکِ کماندار کے نشانی ہے ۔ خدنگ [illegible] نہین

[illegible] ہے ای سروِ باغِ محبوبی ۔ برنگِ سبزہ نگہ [illegible]

ہر ایک بات پہ صاحب نہ دیجیے دشنام ۔ زبان سنبھالی لیجیے یہ بول [illegible]

تمہارا تیرِ مژہ کام دیگا بے پیکان ۔ یہ وہ خدنگ ہے درکار جسکو بھال نہین

بھر آئی پانی جو منہ مین بیانِ واعظ سے ۔ ٹپکتے حور پہ ایسے تو اپنی رال نہین

١٢٥ ۔ نگاہِ لطف کا ہے آبرو فقط طالب ۔ خدا گواہ صنم اور کچھہ خیال نہین ۔ ١٦

وہ ہی ہر وقت اب پیشِ نظر ای دل ہمارے ہین ۔ تصور کی بدولت اونکی ہم منت گذاری ہین

ذلیل و خوار و رسوا یہ لقب بیشک ہماری ہین ۔ بجا ہے ای بتو جو کچھہ کہو بندی تمہاری ہین

کبھی بکھرائی ہین زلفین کبھی گیسو سنواری ہین ۔ ہماری مرغِ دل پر تمنے کیا کیا جال ماری ہین

ہوئی وحشت انہین صحرا مین پھرتی ماری ماری ہین ۔ تری آنکھوں کی آگی ای پری آہو چکاری ہین

دیکھیے روز ایسی سخت دشمن ہے کوئی یارب
پسینے کی نہین قطری ہین اوس زلفِ معنبر پر
مرتعش تہا سرونپر جنکے کل تک افسرِ شاہی
دولت روز و شب کا ہی فقط ورنہ دلِ مضطر
مژہ کی سیکڑون بسمل نگہ کی سیکڑون کشتی
گرائیگا ہمین چاہِ عدم مین دیکہنا اکدن
دل اپنا ایک مدت سے حسینونکا ہوا مسکن
رقیبِ روسیہ کرتا ہے شانہ اونکی زلفونمین

بتونکی عشق مین چلیے کہ ہمنے دن گزارے ہین
شبِ تاریک مین گویا چمکتے یہ ستارے ہین
پڑی خاک لحد مین آج وہ پاؤن پیارے ہین
شبِ فرقت مین اپنے حشر کی آثار سارے ہین
بہت خنجر کے گہائل ہین بہت برچہی کے مارے ہین
یہی گرا بلقِ ایام کی ایدل تمارے ہین
عمل سے یہ پریرو ہمنے شیشی مین اوتارے ہین
غم و اندوہ کے چلتے ہمارے سر پر آرے ہین

۱۲۹

زیان و سود سے اسکے کیون ہون ہم واقف
لذتِ تعشق مدتون سے ہم اجارے ہین

۱۳۰

اور اب ہتیار کیا اوس ترک کو درکار ہین
ہین وہی عاقل کہ جو محوِ جمالِ یار ہین
چاک ہو کیونکر گریبان جاؤن کیونکر سوے دشت
اسمے گنجائش کہین پر جز دلِ عاشق نہین
نالہ و آہ و بکا و درد و الم رنج و محن
وہ نگاہین اور آنکہین اور پلکین اور بہوین
کردیا ہے عشقِ مژگان نے کسیکے یہ ضعیف
مہر و مہ برق و شرر کرتے ہین اونسے کسبِ نور
کیون چہپائین چشم و لب آپکی دیتی ہین جان

تیر نظرین ہین مژہ خنجر بہوین تلوار ہین
جو کہ ہین زلفونکی دیوانی وہی ہشیار ہین
ضعف سے وحشت مین میری دست و پا بیکار ہین
قصۂ زلفِ دراز یا روہ طومار ہین
تری فرقت مین انیس اپنی یہی دو چار ہین
بجلیان ہین برچہیان ہین تیر ہین تلوار ہین
رونگٹی بہی اپنے جسمِ ناتوان پر بار ہین
یار کی رخسار رشکِ مطلعِ انوار ہین
مار ڈالین یا جلائین آپ ہی مختار ہین

نیم جان لاکھوں ہزاروں جان بلب صید بار مرض
جھوم کر آئی ہین بادل چلتے ہے ٹھنڈی ہوا

چشمہ نینان کے تری سیہ مست بیمار ہین
تاک مین ہین بنت نعب کے اندون میخوار ہین

۱۲۷ ۹

بادہ انگور کا ای آبرو ہے نشہ کیا
مست وہ ہین جو شراب عشق سے سرشار ہین

محو حیرت ہین گھڑی عاشق تری دربار مین
آبلہ پائی نہ میری گر کری سیراب اوسی
راتدن آرائش کاکل مین رہتا ہی وہ شوخ
بیخطا ہوتے ہین دل لاکھون گرفتار بلا
جو نکلتے ہر گام پر ہین خستگان زیر خاک
فی الحقیقت عشق بھی ایدل ہے پیغام اجل
کسطرح اوٹھی وہ چشم نرگسین میری طرف
ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

یا جڑی ہین قد آدم آئنے دیوار مین
تشنگی سے کانٹے پڑ جائین زبان خار مین
دل ہے جو پابند اوسکا گیسوئے خمدار مین
یہ عجب اندھیر ہے اس زلف کی سرکار مین
شور محشر ہے تری پازیب کی جھنکار مین
سامنا ہے موت کا ہر وقت اس آزار مین
طاقت اوٹھنے کی نہین باقی ہے اس بیمار مین
ہو سو ہو دل ہمنے ڈالا بحر عشق یار مین

۱۲۸ ۵

یاد خط سبز سے آئی ہوئی پہر زخم دل
آبرو اولٹا اثر ہے مرہم زنگار مین

وہ بت جنگجو بہلا پاس ہمارے آئی کیون
آتے ہین یاد جب ستم کہتے ہین پہر کی آدھم
طبع ہو جسکے ہیو فا رحم نہو جسے ذرا
غیر سے چھپکے ہمنشیں ملتی ہو تم تو مبد مہ

مد نظر جو صلح ہو آنکھ پہر ارائی کیون
ہمنے جفا شعار سے دلکو لگایا ہائی کیون
کہنے سے میرے وہ بہلا راہ وفا پہ آئی کیون
صدمہ و رنج و درد و غم میرا یہ دل اوٹھائی کیون

پھری سے صاف اپکی عشق ہی آبرو عیان

(١٢٩) گر نہین آیا دل کہین پہر ہی یہ ہائی ہائی کیون **(٩)**

سُنین نہ نشے مین کیونکر حضور کی باتین
کہ لطف دیتی ہین ہمکو سرور کی باتین

چہُپائین کان جو آپ اسطرف تو عرض کرون
کہ ہین حضور سے کہنا ضرور کی باتین

سُنائین حضرتِ موسیٰ تو طالبِ دیدار
سُنین گے گوشِ دلِ جانشین طور کی باتین

غرض ہے سمجہہ تو اى واعظ آدمیت سے
سُنائین آپ نہ غلمان و حور کی باتین

نہین ہے آج زمانی مین کوئی تمسا حسین
کرو نہ کیلیئے صاحب غرور کی باتین

حسین بنا ہی ہین کیون عشق کیون کیا پیدا
نہ سمجہا کوئی بہی ربِّ غفور کی باتین

یہ ٹہلی خاک مین کہتے ہین کیا خدا جالی
سُنین کسنے نہ اہلِ قبور کی باتین

کبہے تڑپتا ہے تا ہون کبہے او چہلتا ہی
وہی ہین اپنی دلِ ناصبور کی باتین

(١٣٠) وہ آبرو سے یہ ایمائی وصل پر بولے
نکالین تمنے وہی پہر فتور کی باتین **(٨)**

ہین وہ اچہے جو بُرونکو بہی بہلا کہتے ہین
ہین بُری خود وہ کسیکو جو بُرا کہتے ہین

قہر ہین سحر ہین آفت ہین غضب ہین جنکو
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا کہتے ہین

واعظون کی ہین نصیحت نہین سُنتا اصلا
کچہہ سمجہہ مین نہین آتا کہ یہ کیا کہتے ہین

عاشق و شیفتہ و خستہ و رسواؤ ذلیل
آپ جو کچہہ مجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

جو کہ عاشق ہین ترے تیغِ ادا کے قاتل
آبِ شمشیر کو وہ آبِ بقا کہتے ہین

وہ ترا حسنِ خداداد ہے ماشاء اللہ
دیکہکر اہلِ جہان صلِّ علےٰ کہتے ہین

لیچکے نقدِ دل و دولتِ جان و ایمان
اور اب آپ یہ فرمائی کیا کہتے ہین

زندگی مین کوئی آرام نہ پائی گا کبہے

۱۳۱ — آبرو ہم یہ فقیرانہ صدا کہتے تھیا — ۷

یہ تو ظاہر ہے کہ اچھا یا برا کہنے کو ہین
پر نہین معلوم قاصد تمسے کیا کہنے کو ہین

ماجرا ئے شدت جور و جفا کہنے کو ہین
تجھسے ہم کچھ حال دل اے بیوفا کہنے کو ہین

اپنا اپنا منہ گریبا نین تو دیکھین ڈالکر
اک مجھے کو دوست اور دشمن برا کہنے کو ہین

وہ کہان ہین دوست صادق اور کیسی دوستی
سب برائے نام اب تو آشنا کہنے کو ہین

تیغ و خنجر کے تری قاتل جو لب ہین تو خیال
کچھ میری زخمونکا شاید ماجرا کہنے کو ہین

[illegible] دیکھین اونکی آنکھین بہہ چلی ہین
خاک اونکی منہ پر جو تجکو برا کہنے کو ہین

۱۳۲ — یار تو نازک دماغ اے آبرو ہی اور ہم
ماجرائے درد دل بے انتہا کہنے کو ہین — ۸

تری مژگان کے کچھہ انداز ان سب سے نرالی ہین
نہ خنجر ہین نہ نشتر ہین نہ چھریان ہین نہ بھالی ہین

لب معجز نما گر کیا زندہ ہزارونکو
تو اس چشم فسونگر نے کرورون مار ڈالی ہین

جھڑک دیتی ہین ہم افشان جو اکثر اونکی زلفونپر
اسی صورت سے کالونکو بنا تی کوڑیالی ہین

[illegible] ہوگا بدوا ایسے ویسی دردمندونکا
مریضان محبت کب مسیحا نے سنبھالی ہین

غرور ان زاہدان خشک کو جو انتہا کا ہی
قصور خلد کے شاید کہ پاس انکی قبالی ہین

سر عاشق قلم ہونا تو بسم اللہ ہی اسکے
کتاب عشق مین اسسی فزون صد ہا معالی ہین
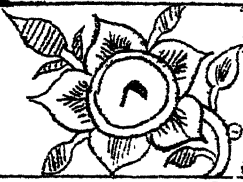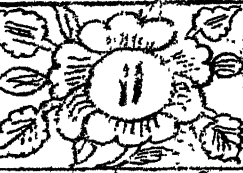
نرکھہ ای دل قدم تو کوچۂ زلف حسینان مین
نہایت یہ کڑی منزل ہے اسکے کوس کالی ہین

۱۳۳ — ہماری چشم پرنم کی مقابل آبرو ہرگز
نہ کچھہ ہے گریۂ شبنم نہ ابر تر کی جھالی ہین — ۱۱

اگر چلمن سے وہ انکھین لڑا دین
تو بیٹھے بیٹھے سو فتنے اوٹھا دین
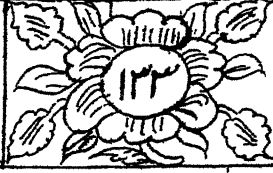
جو دُزدیدہ نگہ سے دل چرائین
جو وہ مثلِ صبا گلشن مین آئین
چہرہ ... دکھلا کے
قیامت قد ستم غمزہ غضب ناز
تری تیرِ نگہ سے او کہا ندار
میرے نالونکو سُنکر کہتی وہ
ندیکھے آنکہ اوٹھا کر بھی وہ گُلرو
جو زلفونکی تمہاری ہیون خطا وار
ترحم جانِ عاشق پر خُدا را

وہ کیون عاشق سے آنکہین لڑائین
ہنسین گل اور غنچے مسکرائین
وہ اولٹے حیف صلواتین سنائین
بلا زلفین مین آفت ہین ادائین
جگر کو دلکو کس کسکو بچائین
فقیرانہ ہین یہ کسکے صدائین
ہتیلی پہ جو ہم سر سون جمائین
اونہین لازم ہین پہانسی کی سزائین
کہان تک اوبتِ بدظن جفائین

۱۳۴

خداہی آپرو زلف بنی پر
خُدا سب اوسکے بخشی گا خطائین

۶

ستمگر ہین تری ترچہی نگاہین
اثر اپنا دکھائین گریہ آہین
نہ ہرگز مین کرون گا ترک الفت
مقرر یہ چہیان مین تیری پلکین
تری زلفونکو رکہتے ہین پریشان

تو آفت ہین صنم اپنی بھی آہین
کرین اوس سنگدل کی دلمین راہین
مجہے گو آپ چاہین یا نچاہین
بلا شک تیر ہین تیری نگاہین
پریرو بیکسونکی اکثر آئین

۱۳۵

کرین الفت کسیسے آپرویون
اگر چاہین تو لازم ہے نباہین

۷

قتل کرتی ہین مجہی تیری ستمگر پلکین
ہم یہ کہتے ہین کہ ہین تیر کہ خنجر پلکین

دل عشاق اوٹھا لیتے ہین سنگین نیم
پلٹتین ہین یہ تلنگون کی عقب پلکین

شب فرقت مین بہلا نیند کا آنا کیسا
ہین کمبخت بہم ہوتی ہین دم بہر پلکین

کردیا سینۂ عاشق کو مشبک دم مین
توڑ تیرون کا دکھاتی ہین سراسر پلکین

قتل عشاق کو ای قاتل عالم بیشک
تیغ ابرو ہین تری اور ہین خنجر پلکین

زلف ناگن ہے نگہ سحر ہے انکھین جادو
اور ہے قہر خدا کا ترے کافر پلکین

تیر کی شکل یہ ہین اور وہ بعینہ ترکش
اس لیی قلب مین رہتی ہین ستمگر پلکین

۱۳۶

آبرو معجزہ کھینی کہ صفائی اسکو
قتل عالم کو کیا خون سے نہین تر پلکین
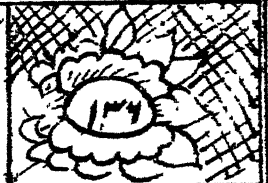
۱۳

بزم مین غیر سے کی خوب لڑائین انکھین
مجھکو اوس شوخ نی دیکھا تو جھکائین انکھین

ہمنے جسکے لئی رو رو کی گنوائین انکھین
ہائی اوسنی نہ کبھی ہم سی ملائین آنکھین

اونکی دیدی کی صفائی سے حذر لازم ہے
سیکڑون خون کئی اور نہ لجائین انکھین

طرہ اوسپر ہے کہ چوری سے سراسر انکار
لیکئے تھی دل عاشق جو چرائین آنکھین

صورت آئینہ ہو جاؤ گی تم بھی حیران
اپنی تصویر سے تھی جو لڑائی آنکھین

سرخ یا درخ گلگون مین یہ ہو جاتی تہیں
جائین گی رو رو کے جو دیکھنی ہوئین آئین انکھین

دیکھنے سے تری زلفون کی ہوا سودا ئے
سر یہ چڑھا کیا ہوا ہین سری لائین انکھین

نیند بھی اوڑ گئی ای رشک قمر فرقت مین
آنکھ لگتی نہین جب سے ہے لگائین آنکھین

مہربان سب تھی جو تھی چشم عنایت تیری
پھرتی ہے تیری نظر سب نے دکھائین انکھین

تاری جھٹکی یہ نہین ہجر بت مہرو مین
چرخ نی میری ڈرانی کو دکھائین انکھین

انکھین برو رو کی گئین میری ہوئی غصّی وہ — یہ ہے اعجاز کہ اللہ ہی کو دکھائین انکھین

مُصحفِ رخ کی تلاوت کرین ظاہر ہو کر — اس لئی اشک کی دریا مین نہائین انکھین

١٣٧
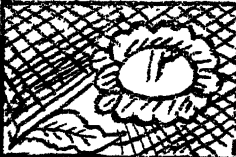
انکھین پتہرا گئین غش آگیا بیہوش ہوئی
آبرو یار کی جب ہمکو دکھائین انکھین

١٣

مرغِ دل کا حیف ہوا و سکے نہ مسکن ہاتھہ مین — طائرِ رنگِ حنا کرلے نشیمن ہاتھہ مین

زلف کو اپنے لئی ہے یون وہ پُرفن ہاتھہ مین — جسطرح رکھی فسونگر کوئی ناگن ہاتھہ مین

اپنی دامن کیطرح اوسکو کرون مین چاک چاک — پاؤن آئی وحشت اگر صحرا کا دامن ہاتھہ مین

مرچکا ہونین گمان سکتی کا اب بیکار ہے — کیون لئے پہرتا ہے آئینہ وہ بدظن ہاتھہ مین

کیجئے جور و تغافل نہ انکو پائمال — عاشقون کی آ گئی دل مشفقِ من ہاتھہ مین

نکہت سے یار کی غنیمت دکھا دیتی ہین ہمیں — مرد کاسہ رکہتی ہین بہادون اور سادون ہاتھہ مین

ہون وہ میکش گر اپنا گلا مرجاؤن مین — شیشۂ مئی کی اگر آئی نہ گردن ہاتھہ مین

دستِ شفاف وہ سکے دیتی ہون جب آئینہ کا کام — آرسی پہر کسلئے پہنے وہ بدظن ہاتھہ مین

کیا ہو پہر بندہ کو واعظ نیک و بد پر اختیار — جب ہو دل اللہ کی ای مشفقِ من ہاتھہ مین

قتل تو کرتا ہے قاتل ہے بیان اسکا یہی — حشر کی دن ہوگا میری تیرا دامن ہاتھہ مین

کرسکے ایسی ابرو سے جو اپنی قتل عام — کسلئے رکہی وہ قاتل تیغِ آہن ہاتھہ مین

پارہ پارہ تیغِ قاتل سے ہوا ہے میرا تن — بخیہ گر نادم ہو کیون لیکی سوزن ہاتھہ مین

١٣٨

جیسے خالی ہاتھہ تو آیا ہے جائیگا یونہین
آبرو کچھہ بہی نہو گا بعدِ مُردن ہاتھہ مین

١٤

گردی فتنی بپا عالم مین جسنے چل کی پاؤن — ہر دم انکھون مین میری پہرتی ہین اوس اچپل پاؤن

برق کیصورت کبھی یان ہے کبھی وان ہے وہ شوخ
ایک جا چنچلی نہین رہتی ہین اوس چنچل کی پاؤن

دلکو ہاتہون ہاتہہ لیجاتا ہے سر انسان کی وہ
چاہیی اب چومنا اوس بت کا بایان چلبلی پاؤن

دوڑتا پہرتا ہون مین صحرا ہے وحشت خیز مین
سنگ پا ہے ہوئی وحشی ہین مجہہ بیکل کے پاؤن

روز آ آ کر جلاتی ہے تپ فرقت مجھے
یاد آتی ہے جلد خاکستر ہون اسکے جل کی پاؤن

وادی وحشت مین آخر ہوگئی پر آبلہ
تہی جو مجہہ وحشی کی راحت یافتہ اول کی پاؤن

کیون گران جانسی اپنی ہین نہ تڑپون دمبدم
یاد آتی ہین مجھی اوس نازنین کی ہلکے پاؤن

نرمی اعضا کا اوسکے وصف کس منہ سی کرون
ہاتہہ ریشم کی شکم قاقم کا ہی مخمل کی پاؤن

وادی پر خار وحشت طی کیا ہاتہون کی بہل
آبلون سی جب ہوئی بیکار میری بہل کی پاؤن

ڈگمگاتی ہین ہوا ہے بہی یہ اب چلنی کی وقت
ہوگئی یہ ناتوانی کی بدولت ہلکی پاؤن

ہاتہو ہر اک گام پر ہوتی ہین بسمل سیکڑون
خوب ہے تیری نکالی مہری دلکو چہل کی پاؤن

موسم بارش ہے ہین جمنی نہین پانی کبھی
رو رہی ہی چشم دریا بار اس بادل کی پاؤن

پہنچتے ہے کسطرح چوٹی پہ یہ ہر نخل کے
ظاہر اکہہ ہاتہہ ہین ایدل نہ ہین کوپل کی پاؤن

سیر دریا آبرو کی ہو اگر اوسکے بغیر
آب کی مانند یہ جائین ہماری گل کی پاؤن

۱۳۹ — ۱۴۰

سرخوش ہین طائران خوش الحان چمن چمن
چہایا ہوا ہے ابر بہاران چمن چمن

ہے شور آمد شہ ذیشان چمن چمن
پہولا پہلا ہے روضۂ رضوان چمن چمن

حورین شگفتہ خاطر و غلمان ہین باغ باغ
آراستہ ہے روضۂ رضوان چمن چمن

گل گوش بنگئی ہمہ تن از پی ہزار
پہولون سی پر ہے باغ کا دامان چمن چمن

فرمان حق یہہ خلد مین پہنچا ہوا ہے آج
تہالی بہری ہون آب سی رضوان چمن چمن

ہان فرش چاندنی کا بچھے آج جا بجا
پہنچا ہی روشنی مہ تابان چمن چمن

آئی نکویان ہے سرو گلستان سرمدی
بن جائین سرو سرو چراغان چمن چمن

سنکر نوید آمد محبوب کبریا
فردوس باغ باغ ہی رضوان چمن چمن

آنکھونکا فرش حورین بچھاتی ہین ہر روش
مژگان ہے جھاڑتی ہین جو غلمان چمن چمن

ہر سو بہار پڑتی ہے ہر گل ہے خندہ زن
سبزہ نہال صحن گلستان ہے چمن چمن

گل شاخ شاخ پر ہمہ تن چشم بن گئے
نرگس ہے فرط دید سے حیران چمن چمن

ہونگی شگفتہ غنچہ دل کہتی ہین یہ گل
آئی جو سیر کو وہ خرامان چمن چمن

رقصان ہوائی شوق سی ہر گل ہی شاخ پر
ہے نغمہ سنج مرغ خوش الحان چمن چمن

۱۴۰ ۹

ای آبرو ہے تنے عجب رنگ سے لکھا
دیکھین بچشم غور سخندان چمن چمن

جسکو عشق شہ ابرار نہین
لائق خلد وہ زنہار نہین

جو ہی گیسوی محمد کا اسیر
وہ عقوبت کی سزاوار نہین

تو تو غفار ہے پر ہون عاصی
نہین کہتا کہ گنہگار نہین

چشم محبوب خدا پر ہی فدا
اور نرگس کو کچھہ آزار نہین

کلمہ کیونکر نہ باواز پڑہون
نطق مہر لب اظہار نہین

آپ محبوب خدا ہین بیشک
کسکو اس بات کا اقرار نہین

خواب مین کیون ہو دیدار نبی
خواب مین طالع بیدار نہین

عشق احمد سے تعلق ہی جسی
اوسکو عالم سے سروکار نہین

آبرو اپنا وظیفہ ہے یہی

شہ کوکب علا خواجہ معین الدین چشتی ہین — جہان کے پیشوا خواجہ معین الدین چشتی ہین

ہمای اوج استغنا ضیای مہر استعلا — امیر اتقیا خواجہ معین الدین چشتی ہین

بہار گلبن ایقان نسیم گلشن عرفان — ہزار خوشنوا خواجہ معین الدین چشتی ہین

فروغ دیدۂ انسان پسند خاطر یزدان — سراج اولیا خواجہ معین الدین چشتی ہین

دلیل منزل وحدت حریم پردۂ خلوت — مدار مدعا خواجہ معین الدین چشتی ہین

گل گلزار یزدانی بہار گلشن معنے — ضمیر مصطفا خواجہ معین الدین چشتی ہین

دیار فضل کی مالک طریق فیض کے سالک — ہماری رہنما خواجہ معین الدین چشتی ہین
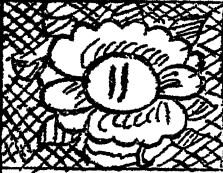
لب جان بخش سے میرا ہوا زندہ دل مردہ — عجب آب بقا خواجہ معین الدین چشتی ہین

۱۲۲ تصور آبرو او نگار ھی انکہو نمین نور آسا ۱۱
کہ دلسی کب جدا خواجہ معین الدین چشتی ہین

ردیف واو

ای غلامان نبی روضۂ مولا دیکھو — ہند مین کرتے ہو کیا چل کے مدینا دیکھو

دیدۂ دل سے رخ سید والا دیکھو — دیکھو اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھو

مرض ہجر سے عاشق کو ابھی صحت ہو — نبض تم آکی جو ای فخر مسیحا دیکھو

طور پر طالب دیدار ہوئے تھی جسکے — اوسکے مطلوب کو یا حضرت موسا دیکھو

رخ ہے والشمس تو واللیل ہے گیسوئی نبی — قدرت حق ہے سراپا قد رعنا دیکھو

نگہ لطف و کرم سے دل نالان کی طرف — دیکھو دیکھو میرے آقا میرے مولا دیکھو

اک نہ اک دن نظر آجائی تمہین بھی وہ جمال — چشم حق بین سے جو ای دیدۂ بینا دیکھو

شب معراج یہ حورون سے ملک کہتے تھی
خوف سے اہل فلک کانپ اوٹھین یا حضرت
بسکہ رؤیا ہی مین فرمائین از لطف کرم نقاب

وہ قریب آگئی لو شاہ لحبا دیکھو
آنکھ اوٹھا کر جو سوی عالم بالا دیکھو
یون دکھاتے ہین جمال رخ زیبا دیکھو

۱۴۴
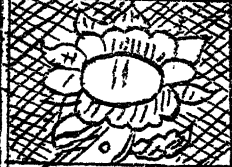
آبرو کعبۂ خلیل کی زیارت کی بعد
تم مدینہ کو چلو شاہ کا روضہ دیکھو
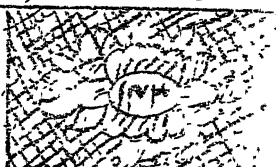
۱۱

خوشی آئی کیون نہ شاہ دوسرا کی جستجو دلکو
صفائی مین گھر اُس سے مقابل ہو نہین سکتا
مدینی کا تصور دربدر مجھکو پھراتا ہے
محمد مصطفیٰ کی جستجو جو مرغوب ہے جان سے
فصیحان عرب پھرتے ہین دم جنکی فصاحت کا
جو مست ساقی کوثر ہین کب مایوس ہوتی ہین
اگر سو جانب گلزار یثرب کچ کل جانا
او وہان کی شکل نقش چار دیوار عنصر ہے
نہ خوش آئیگی پھر سنبل خلد برین اسکو
تمہاری جلوہ دیدار کی دیکھے جو اک جھلکی

سنائی ہے نوید جانفزا یہ آرزو دلکو
لگی ہے عشق دندان نبی سے آبرو دلکو
لئے پھرتی ہے یاد کوئی احمد کو بکو دلکو
تمہاری آرزو دلکو تمہاری جستجو دلکو
پسند آئی بھلا کیونکر نہ اونکی گفتگو دلکو
کہ خوش رکھتا ہے کیف بادۂ لاتقنطوا دلکو
سنگھا لاکر صبا اوس کاکل مشکین کی بو دلکو
نظر آتا ہے یون جلوہ نبی کا چار سو دلکو
سنگھا دیتی اگر وہ اپنی زلف مشکبو دلکو
رہی پھر طور سینا کی نہ کچھ بھی آرزو دلکو

۱۴۴
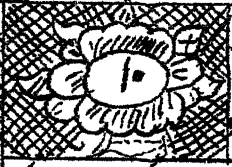
جمایا چاہتے ہو دونو عالم مین اگر نقشہ
حبیب حق کی الفت مین مٹاؤ آبرو دلکو

۱۰
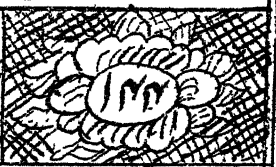
دلکو سوز تپ فرقت سے جلائی جاؤ
نہین منظور تو مجھسے نہ ملاؤ دل کو

آبرو خوب سزا عشق کے پاتی جاؤ
دم رخصت مگر آنکھین تو ملاتی جاؤ

جنبش ابرو کو نہ دو تم اے پلک جھپکا دو
عذر گر تیغ مین ہے تیر لگاتے جاؤ

روئے پُرنور سے گھونگھٹ کو اوٹھا کر پہچان
اپنے مشتاق کو دیدار دکھاتے جاؤ

دیکھئے لین آج تو ہم شاہ اودھ کی سیرین
ملکے آئے ہو مسی پان بھی کھاتے جاؤ

یاد مین اوس دُر دندان کی گنکر اشکو
آبرو خاک مین اپنے نہ ملاتے جاؤ

خون بہا کو جو عاشق کے ملی ہے مہندی
پہلے مجھسے ہے ذرا ہاتھ ملاتے جاؤ

یہ تو مانا کہ ٹھہروگے تم اے رشک پری
پر مرے دل کی لگی کو تو بجھاتے جاؤ

گر تمہین ناز ہے کچھ اپنے مسیحائی پر
کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے جاؤ

۱۴۵

آبرو دیر سے احباب ہین مشتاق سخن
اس زمین مین غزل اک اور سناتے جاؤ

۱۰

شمع سوزان مجھے تم ضد سے بناتے جاؤ
بزم مین اور رقیبونکو بلاتے جاؤ

اگلی قسمت یہ ہماری ہے جئین یا نہ جئین
تم تو ٹھوکر دم رفتار لگاتے جاؤ

ترچھے نظرون سے تو نکلی گا نہ کچھ کام مرا
صلح منظور ہے گر آنکھ لڑاتے جاؤ

وقت رخصت سر عاشق ہے قلم ہو جائیگے
پُرش تیغ ادا کچھ تو دکھاتے جاؤ

سر اوٹھا ہے نسکون عمر کے آگے بالکل
مجھے اتنا بھی نظر سے نہ گراتے جاؤ

دم بدم خنجر قاتل کا نہ ہے ہے ایما
جان نثارون سے کہ گردن کو جھکاتے جاؤ

تلخی ہجر ابھی دور ہوئے جاتی ہے
شربت وصل اگر ہمکو پلاتے جاؤ

نعش عاشق ہے ہنسی گا نہ کوئی بھی تمپر
ایک دو اشک تو آنکھون سے گراتے جاؤ

برگ گل رنگ مین ہر چند تمہاری لب ہین
اک گلوری میرے خاطر سے بھی کھاتے جاؤ

صورت حرف غلط نام و نشان بھی اپنا

۱۴۶ — آبرو صفحۂ ہستی سے مٹاتے جاؤ — ۱۴

پھانسیان زلف کے دیتی ہو خطا وارونکو — مارتے کیون ہو گلا گھونٹ کے بیچارون کو

داغ دیتی ہین وہ اب عشق کے بیمارونکو — گل عطا ہوتے ہین منزل کے تھکے ہارون کو

نالہ کش دل ہوا پھرتے ہے نگاہین اوسکی — تیر پر روک لیا یار کی تلوارون کو

ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوائین یہ گھٹائین کالی — میکشی یاد دلاتی ہین میخوارون کو

قتل کی بعد بھی اک چھیڑ چلے جاتی ہے — خون سے میرے وہ رنگا کرتی ہین سوفارون کو

پڑ گیا آتی ہے پیری کے عناصر مین فساد — رکھا اک کھیت ہم ضعف نے ان چارون کو

بوسہ ہائی لب شیرین ہون عنایت ایجان — دیجئی کچھہ تو صلہ اپنے نمک خوارون کو

تیری ابرو ہون کیون جان سے ای یار عزیز — کہ جرے دل کی طرح رکھتے ہین تلوارون کو

رستی قد خمیدہ کی نہین ممکن ہے — تہامتا کون ہے گرتے ہوئی دیوارون کو

آئینہ خانہ بناتا ہون مین سینہ اپنا — دل مین دیتا ہون جگہ یار کے رخسارون کو

کچھہ نکچھہ محتسب وقت بھی بہکا ہے آج — گھیری مسجد مین لئے جاتا ہے میخوارون کو

خاک غرقت مین چھوئین لالہ و گل کو ایدل — لیکے کیا آگ لگائین ہم ان انگارون کو

۱۴۷ — ہمکو دنیا کے بکھیڑون سے نہین ہے فرصت / شاعری چاہئے ای آبرو بیکارون کو — ۱۱

ردیف ہائی ہوز ١

ہو وصف کمر کا جو رقم اور زیادہ — عشاق چلین سوی عدم اور زیادہ

افزون ہو یہان تازگی باغ محبت — دین ہمکو جو وہ داغ الم اور زیادہ

کیون گردن عاشق نہ جھکے فرط الم سے — دیتی ہین وہ اب زلف کو خم اور زیادہ

اشکون سے شب ہجر جو بند جاتے ہین لبِ بام
کیونکر نہ ستم ان سے بڑہے اور زیادہ

کم ہوگے کسی چشم غزالین میں یہ شوخی
ہوگی دلِ عاشق سے سرور اور زیادہ

سرگوشیان کرتے ہین جو غیرون سے وہ بیٹھ
گھبراتا ہے سر اس سینہ میں دم اور زیادہ

او بت بخدا قلبِ شکستہ کو ستم سے
توڑیگا ترا سنگِ الم اور زیادہ

اک بوسہ کے دینے پہ تو رنجش وہ صنم ہو
لی لین گی لپٹکر ابھی ہم اور زیادہ

ترغیب سے غیرون کے جو اوسنے کہا جاؤ
ضد سی مین گیا بزم مین ہم اور زیادہ

دیکھا نظرِ لطف سے اوس بت نے مجھے اب
کیا ہوگا بھلا اس سے کرم اور زیادہ

روکو نہ تم ای آبرو اب طبع رواں کو
اسطرح مین ہون شعر رقم اور زیادہ

اب ہونگی نگہین ہمپہ ستم اور زیادہ
اغیار پہ ہے لطف و کرم اور زیادہ

گھر تیغ مین ہے اسکے دم اور زیادہ
اک وار کے مشتاق ہین ہم اور زیادہ

ہو جوہر مرے داغِ جگر سے تو مقابل
کھل جائیگا اک لمعہ مین اور زیادہ

جیتا ہے نہین وہ جسے اوس زلف نے مارا
کیا ہوگا کسے سانپ مین سم اور زیادہ

کم ملتی ہے نبض اپنی طبیبونکو ابھے سے
کیا جانئے کریگی تپ غم اور زیادہ

تو روز سیہ مجکو دکھاتی نہین کیا کیا
کالا ہو ترا منہ شب غم اور زیادہ

بہتر ہے کہ اغیار سے وہ ربط بڑہائین
کم ہمپہ کرین لطف و کرم اور زیادہ

کرتے ہین پسند اہلِ خرد درجۂ اوسط
مرغوب نہین رتبہ کم اور زیادہ

او ترک چلین تیر مژہ کے یونہین ہر دم
آباد ہوتا دشتِ عدم اور زیادہ

کیا ہمت عالی ہے کہ سائل کی طلب سے
دیتی ہین اربابِ کرم اور زیادہ

جانباز ہم ایسی ہین کہ مقتل مین بھی سب سے
بڑھ جاتی ہین دو چار قدم اور زیادہ

گھٹتا ہے لو غیر کا ہم پر جو کیجے وہ
فرماتی ہیں الطاف و کرم اور زیادہ

۱۴۹

ہے آبرو جتنا سرِ تسلیم جھکاتا
فرماتے ہیں وہ مشقِ ستم اور زیادہ

۱۶

وان دستِ غیر میں رہے اوس دلربا کے ہاتھ
یان رات بھر ملا کئے ہم تلملا کے ہاتھ

فرطِ خوشی سے مر گئے آیا جو نامہ بر
بھیجا پیام یار نے پیکِ قضا کے ہاتھ

آخر ہوئی شفا نہ تمہارے مریض کو
بدنام مفت ہو گئے عیسیٰ لگا کے ہاتھ

اک ہاتھ گھنڈی میں گم گئی لاکھوں کی نقدِ دل
ہو دسترس تو چومئے دزدِ حنا کے ہاتھ

تاثیر ہے یہ جذبِ دلِ داغدار کی
میری گلی کے یار ہیں اوس دلربا کے ہاتھ

اوس شوخ کے گلی سے اوڑا کر مرا غبار
کیا خاک آیا پوچھو تو بادِ صبا سے ہاتھ

مدت ہوں سے خیال ہے قدموں لگی رہی
شوخی کسیکی پھر بھی نہ آئی حنا کے ہاتھ

دل میں ہمارے شوقِ شہادت بھرا رہا
وہ رہ گئے نصیب سے قبضہ پہ لا کے ہاتھ

وا اہلِ بزم کے وہین پامال ہو گئے
کچھ اس ادا سے تم نے بتایا اوٹھا کے ہاتھ

تمنہ کا اوگال اپنے جو قاتل عطا کرے
مرقد سے لیں شہیدِ محبت بڑھا کے ہاتھ

عہد کا اسکے تو ہے نگہبان یا خدا
اب پڑ گئی ہے دخترِ رز پارسا کے ہاتھ

یہ کھل گیا تو ساری امیدیں بر آئیں گے
عقدہ کشائی اپنے ہے بندِ قبا کے ہاتھ

اگر چھوڑا دیا مجھے ہستی کی قید سے
چوموں ضرور پاؤں جو پیکِ قضا کے ہاتھ

کیا خوفِ جان ہو اوسکو بتِ ترکِ جنگجو
جو زندگی سے بیٹھا ہوا اپنی اوٹھا کے ہاتھ

بعدِ فنا ہیں یہ سگِ دلدار کے لئے
آئیں گی ہڈیاں نہ ہماری ہما کے ہاتھ

دی بیٹھے نقدِ دل بتِ کافر کو آبرو

(۱۵۰) آئینہ آبرو ہے تمہاری حیا کی ہاتھ (۹)

چومی بی حکم جو تمہارا منہ
ہے کھان ای صنم کسیکا منہ
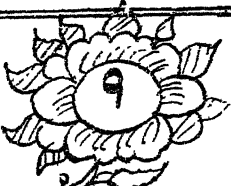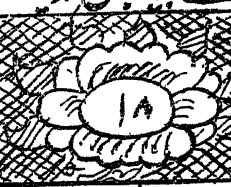
غیر منہ آئین ہم زبان نہ ہلائین
ہے فقط جان من تمہارا منہ

کیا خطا کیا قصور کیا تقصیر
بے سبب ہم سے کیون تھو تہبایا منہ

پردہ ابر مین چھپے مہ وخہر
تینے گھونگھٹ سے جب نکالا منہ

بوسہ رخ یہ صاف کہتے ہین
آئینہ لے کے دیکھو اپنا منہ

چاک دل ہے مہ اکتان کی طرح
چاندسا جب سے دیکھا تیرا منہ

ہم نہ کسطرح تمکو پیار کرین
گورا گورا ہے پیارا پیارا منہ

بولے مانگا جو بوسہ لب لعل
نیلے ہون ہاتھ پاؤن کالا منہ

(۱۵۱) آبرو عشق کا نہین گر روگ
کیون نکل آیا ہے ذرا سا منہ (۹)

انکھون کو ہے گر شوق تماشائی مدینہ
سو جان سے ہے دل کو تمنائی مدینہ

وہ چند فلک سے کہین رتبی مین زمین ہے
خورشید ہے ہر ذرہ صحرائے مدینہ

وان کیا رہین مشتاق زیارت کی بجا ہوش
ہے برق سر طور تماشائی مدینہ

ہوش غم دوری محمد ہے کہ طوفان
اشک انکھونسی بہتی ہین کہ دریائی مدینہ

آجائے گی جان قالب بیجان مین ہماری
گر لب کو ہلاوین گی مسیحائی مدینہ

پڑا رہتا ہون مین مجذوب کی صورت
جب سے کہ چڑھے ہے تپ سودائے مدینہ

ہے گل سے بھی خوشرنگ سر اک خار وہانکا
گلشن سے کہین بڑھکی ہے صحرائی مدینہ

ہو وسرچشم سیہ مست کی ہے دلکو میری یاد
لبریز ہے اس شیشی مین صہبائی مدینہ

۱۵۲ — کس سر مین نہین آبرو سودائے محمد — ۹
ہی کون ہے جسکو نہین پروائے مدینہ

جو وصف رقم ہو وہ ہے شایانِ مدینہ
گلزارِ ارم ہے کہ بیابانِ مدینہ

ہے طالبِ احمد کہ ہے اللہ کا جو یا
ہے زائرِ روضہ کہ ہے مہمانِ مدینہ

کیون اونکی غلامی سے ہو مجکو بہلا فخر
شاہنشہِ کونین ہین سلطانِ مدینہ

شیدائی محمد نہین حورون کی طلبگار
فردوس کے خواہان نہین خواہانِ مدینہ

یہ بلبلِ طیبہ ہے کہ ہے طائرِ سدرہ
ہے گلشنِ فردوس کہ بستانِ مدینہ

پروانہ ہین سب جن و ملک حسن پہ تیرے
ای نورِ خدا شمعِ شبستانِ مدینہ

خورشید و قمر شرم سے منہ اپنا چھپالین
پردہ جو اولٹ دین مہِ تابانِ مدینہ

جنت مین بہی گہبرائین گی وحشت ہمین ہوگی
یاد آئی گا جسوقت بیابانِ مدینہ

۱۵۳ — جو وصف طیبہ مین او نہین آبرو کیا غم — ۱۸
ہر وقت نگہبان ہین نگہبان مدینہ

ردیف یائی تحتانی

ہمارے دل مین جو یادِ گلِ خار امو بدھے
نفس گویا ہر اک موجِ نسیم باغ سرمد ھے

فلک پر کس خیالِ سرمدی کی آمد آمد ھے
سلامو نکی جو گلدستون سے پر طاق زبرجد ھے

کلس خورشید ہے اوسکا فلک ادنی سا گنبد ھے
بنای روضۂ محبوب ارکانِ مشید ھے

جو گلچین خیالِ گلشنِ الطاف سرمد ھے
ریاضِ خلد مین اوسکی لئے عیشِ مخلد ھے

نہین ابروی پیوستہ یہ اک نونِ مشدد ھے
جو لام و جیم زلفین ہین تو صاد انکہین الفِ قد ھے

بندھی مضمونِ زلف و ابروی احمد بہلا کیونکر
کہ وہ شعرِ مسلسل ہے تو یہ بیتِ مقعد ھے

لگائین کیون نہ آنکھون سے چومین کس لئے اوسکو
لباس پاک مین وہ ہی مہک صلِّ علیٰ جس سے
بفرط شوق تو سرمہ کیطرح اوسکو لگائین گے
بشر و کچھہ نہین جسکو نہین کچھہ آپ سے الفت
صفت اونکی کوئی لکھے نہین ممکن نہین ممکن
خدا ہی نے نکالا ہی غم دنیا کی پھندون سے
نبی کی نام سے بڑہکر خدا کا نام ہے مجھکو
گیا ہے عاشق مژگان احمد کیا سوئی صحرا
کلید فکر کی دندان نکیونکر کند ہو جائین
کرین کیونکر نہ اوسکو دیکھکے سجدہ ہی ابراہیم
سچی مصطفےٰ یارب بچانا اسکے مکرون سے

مشابہ خال رخ سی آپکی کچھہ سنگ اسود ہے
شمیم روح افزائی گل خلد برین رد ہے
کہ آنکھون کے لئے اکسیر خاک پائی احمد ہے
برائی نام انسان ہے مجسم دام اور دد ہے
کہ باہر فہم سے وصف جناب خاص سرمد ہے
دل وحشی سراپا بند گیسوئی محمد ہے
جو رکھون غیر سے مطلب مجھے کسکے خوشامد ہے
زبان خار سے جاری جو ہر دم خیر مقدم ہے
کہ مضمون دہن حضرت کا گویا فعل ابجد ہے
کہ بیت ابروئی احمد ہمین محراب معبد ہے
بلی تخریب ہر فرد بشر ابلیس مرتد ہے

۱۵۴

مضامین نعت مین ہی عاشقانہ آبرو لکھو
اگرچہ مذاق شاعری سے تمکو بہرہ ہے

۱۳

قم زبان سے جو تری فخر مسیحا نکلے
ہوکے روپوش جو وہ برق تجلا نکلے
دل مین ہر دم رہی اوس شمع نبوت کا خیال
اسی غنچی مین رہی گلشن جنت کی بہار
خواب مین ہی جو قد پاک نظر آجائے
گو بلا سی مین پریشان ہون مثل سنبل

زندہ ہو ہوکے ہراک قبر سے مردا نکلے
دل سے شور ارنی صورت موسیٰ نکلے
دمبدم سینی سی اک نور کا بکّا نکلے
یا خدا دل سے نہ یاد رخ زیبا نکلے
ہی یقین آج ہی دل سی غم فردا نکلے
سر سی گیسوئی محمد کا نہ سودا نکلے

کلمہ گو رہا ہین انکی لب و دندان کا
شکر حق کام مری حسب تمنا نکلے

الفت عنبر ہو یا رب مری دل سی کافور
کعبہ سے جلد کہین یہ بت ترسا نکلے

اکہڑی اوجہای جگر دشمن دین کا جس سے
ہجر الحمد کہ ہین میری منہ سی وہ نالا نکلے

لیلئ زلف محمد پہ ہے دل دیوانہ
نہین ممکن سر مجنون سے یہ سودا نکلے

فکر فوقا کی نہین صدا ئین زسمک تا بسمک
آپ جو وقت سوی عرش معلا نکلے

لکھون ہر نعت شریف آپ دکھائین جلوہ
کچھ تو اس وصل و باقی کا نتیجا نکلے

آبرو کی یہی اللہ سے ہر دم ہے دعا
مرتی دم منہ سے میری نام نبی کا نکلے

وہ ساقی کوثر لئے مے عشق پلا دے
فکر دو جہان صاف رہے دل سی بہلا دے

سر مین ہو مری گیسوی محمد کا سودا
ان انکھون سے دیکھون کا مدینا کا ہین دادا

پاؤن ہون مصیبت ہون مدد کا ہے یہی وقت
آقا مری مختار مری مرشد و ہادی

چارون ہی طرف ہے شہر دوسرا کا
کو اشتی آلی ہو کہ ہو خالی در با دے

نکلی مری جان الفت ابروی نبی مین
دل کی لگی اس تیغ نی اکدم مین بجھا دے

مر جاؤن مگر کچھ نہ بند ہا آنکھ مجھسے
ہان صفحہ دیوان مین جگہ چھوڑ دی ہا دی

یکتا ہوا جہان نام خدا ہین بشر بطحی
اکدم مین دوی صفحہ ہستی سے مٹا دی

اندوہ مین باندھا رخ احمد کا تصور
یون اس دل بیمار کو قرآن ہوا دی

نالان ہوا جب الفت گیسوی نبی مین
نالون نے مری عرش کی زنجیر ہلا دی

الفت ہوئی احمد سی بگیا عشق بتون کا
بگڑی ہوئی قسمت مری خالق نے بنا دی

کسطرح سی غم فرقت احمد کا اوٹھاؤن
دل میرا نہین ہی ابھی تکلیف کا عادی

موج آئی ہے کس بحر عطا کی انہیں یارب / ندی مری آنکھوں نے جو نور و روکی بہادی
اوصاف رقم کرتا ہوں گیسوئے نبی کے / نازاں ہوں کہ خالق نے مجھے فکر رسا دی
گنجینہ ثوابوں کا اوسے مل گیا اسحق / دولت رہ محبوب میں جسنے کہ لٹادی

رائی آبرو سر خم کیا دیکھے جو وہ ابرو ÷
کس شوق سے گردن پئے تسلیم جھکادی ÷

معین دین خسرو معظم ہمارے آقا ہمارے ہادی / خدیو اقلیم ہر دو عالم ہمارے آقا ہمارے ہادی
نہ کوئی ثانی ہے اب تمہارا نہ تا بروز حساب ہوگا / کہ ذات اقدس ہے فخر آدم ہمارے آقا ہمارے ہادی
تمہیں ہو مرشد تمہیں ہو ہادی تمہیں ہو واقف تمہیں جو / تمہیں ہو افضل تمہیں ہو اکرم ہمارے آقا ہمارے ہادی
یہی دعا ہے کہ زندگی بھر رہو میں تشنہ بہی میں عطر / رہے یہ جاری زبان سے ہر دم ہمارے آقا ہمارے ہادی
حبیب اپنے ہوئے مدینہ لاکر سنگھائی انکو ہی ان قبر / ہوئی جو ہوش و خرد فراہم ہمارے آقا ہمارے ہادی
جو اسکا شاغل ہوا ہے حامل ہوئی ہے اوسکی مراد حاصل / کہ نام نامی ہے اسم اعظم ہمارے آقا ہمارے ہادی
تمہارے شیدا کا حال ابتر کہیں ہے گل / کرم کے اوس پر نظر ہو اسدم ہمارے آقا ہمارے ہادی
بروز محشر جو شاہ والا دکھاؤ امت کو حق کا جلوہ / نہ بھول جانا ہمیں تم اوسدم ہمارے آقا ہمارے ہادی

نہ آبرو کو ہے فکر عقبی نہ اپنی اعمال پر بھروسا
مقولہ اوسکا یہی ہے پیہم ہمارے آقا ہمارے ہادی

لیگا ادب سے جو کوئی نام محمدی ÷ / پائیگا غیب سے وہ سلام محمدی ÷
کرسی مکان کی کرتی ہے باتیں سپہر سے / اونچا کہیں ہے عرش سے بام محمدی ÷
لاتی تھی جبرئیل پیام خدا کبھی / لیجاتی تھی کبھی وہ پیام محمدی ÷
شاہان دہر کھڑے رہتے ہیں سے فزون / ہے خاص دل اسی جو کہ غلام محمدی ÷

اوس چشم کا مدام تصور رہے مجھے | ہر وقت لب بلب رہی جام محمدی
زلف سیاہ پہ یہ دل صد چاک آگیا | بی دام ہاتھ آیا ہے دام محمدی
ابدال غوث و قطب و پیمبر ہوں یا ملک | سب سے بڑا ہوا ہے مقام محمدی

۱۵۸
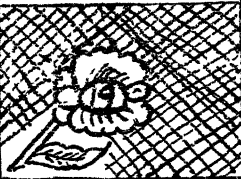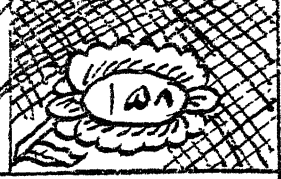
کس منہ سے اوسکا وصف بیان آپ و کری
گویا کلام حق ہے کلام محمدی

۱۵۹

وہ گل نہیں تو چمن بھی ہے خار خار مجھے | ہر ایک موج صبا تیغ کی ہے دھار مجھے
لکھا ہے کاتب قدرت نے خاکسار مجھے | ملا تمام خطوں میں خط غبار مجھے
اٹھا کی کانٹوں پہ ہے یاد گلعذار مجھے | خزاں سے کم نہیں فرقت میں کچھ بہار مجھے
جہان تو سوز محبت سے جان جاتی ہے | طبیب آگے بتاتی ہیں لو بخار مجھے
ہوئی ہے خوگر یہ جدا سے خبر کری | ڈھونڈھی نہیں چشم اشکبار مجھے
[illegible] کو [illegible] فیصلہ ہو | دکھا [illegible] دم تیغ آبدار مجھے
غبار آنکھوں پہ چھایا ہے اونزال ہی | اگر نگاہ کو ہر انتظار یار مجھے
نفور صحبت حوران خلد سے بھی رہا | نہ بھولا جلسۂ خوبان گلعذار مجھے
ہزار مرتبہ وعدہ کیا نہ آئے کبھی | پھر اونکی بات کا کیونکر ہو اعتبار مجھے
یہ اوسکی شان کبھی سے کیا نہیں واقف | جو شیخ کہتا ہی ہر دم گناہگار مجھے
فلک سے ہے نہ شکایت نہ غیر سے ہی گلہ | ہوا نصیب نہ قسمت سے وصل یار مجھے
کھلے ہیں آنکھیں لحد میں بھی صورت تصویر | پس فنا ہی وہی تیرا انتظار مجھے
نہ چین آتا ہے دنکو نہ راتکو آرام | طپش نے دل کی کیا ہی بیقرار مجھے
لگی گی خاک طبیعت بہشت میں یارب | جو یاد آئی وہاں سیر کوئی یار مجھے

اوٹھی نہ تھین کبھی اسطرح انگلیان مجھپر
دل و جگر کو ملی ڈالتا ہی شوق وصال
نہین ہے اسکا تعجب کہ عشق گلرو مین
کلام سنکے مسر کیون عدو نہ کٹجا ئین

کیا یہ الفت بہرو نے شرمسار مجھے
دکہا ؤ تن کی نہ سینہ کا یون اوبہار مجھے
ہجوم داغ بنائی جو لالہ زار مجھے
خدا نے دی ہے زبان مثل ذوالفقار مجھے

۱۵۹ — ۹

چھبے ہین خار حسد دل مین کیا رقیبون کے
دیا جو آبر واونسے گلی کا ہار مجھے

ہوگیا عشق زلف یار مجھے
مین ہیے ہون آدمی خدا سی ڈر
منزل گور نے کیا آخر
جتنے دشمن وہ ہوگئے جاتی ہین
ملکی طوبی اسے خلد مین رویا
فائدہ امتحان کے لینے سے
عشق کب گلرخو نکا جاتا ہے
عشق پستان مین جان بلب ہو نہین

دوش پر سر نکیون ہو بار مجھے
چھیڑ اوسیت نہ بار بار مجھے
دوش احباب پر سوار مجھے
اونپر آتا ہے اور پیار مجھے
جب ہوا یاد قدّ یار مجھے
جب سمجھتے ہو جان نثار مجھے
کوئی سمجھائی گو ہزار مجھے
دی کوئی شربت انار مجھے

۱۶۰ — ۱۰

آبرو کسب خاکساری سے
کیون نہ حاصل ہو افتخار مجھے

تشبیہ کمر کچھہ نہین تار رگ گل سے
سودائی سر عارض گلرنگ ہے سر مین
کیا عاشق رخ کوئی غنچہ [illegible]

وہ صاف لپٹ جاتی ہی بار برگ گل سے
[illegible] برگ گل سے
بلبل [illegible] برگ گل سے

کس کرنہ کمر باندہ تو ای رشک گلستان
جب نکہت گل سے ہے دماغ اونکا پریشان
عاشق کی نظر سے کمر یار ہے معدوم
اوس گل کی کمر تک ہے پڑی پہولونکی بدہی
تقدیر عنادل کے کہلے دام مین آکر
اوس گل نے کہلائی ہین گل زخم بدن پر

دم گہٹتا ہے بلبل کا فشار رگ گل سے
دل اوراو لجہہ جائیگا تار رگ گل سے
بلبل نہین واقف ہے بہار رگ گل سے
لطف اسمین زیادہ ہے بہار رگ گل سے
صیّاد نے پر باندہے ہین تار رگ گل سے
کیون ٹانکی دی جائین نہ تار رگ گل سے

۱۶۱
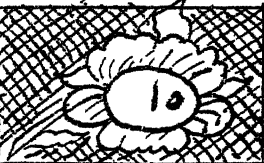
مین عشق کمر مین کسی گلرو کے موا ہون
لازم ہے کفن آبرو تار رگ گل سے

۱۵

جو شب کو روئے روشن پر تری زلف سیہ لٹکی
کبہی مینی طلب کی کر پیالے اوس سے تہپٹ کے
دیکہایا زور زنجیر یہ مجہ وحشی کے وحشت نے
اسی نازک دماغی جانتی ہین ہم کہ گلشن مین
کیا مینے جو حال دل بیان اونسے تو فرمایا
بجز میرے تمہارے کون ہے گھر مین شب وصلت
لحد مین سو رہا ہون چین سے کیا پاؤن پہیلا کر
جو ہین زود آشنا وہ زود رنج اکثر نکلتے ہین
دکہایا ضعف نے یہ زور اپنا مجکو فرقت مین
تری دوری مین ای گل مجکو گلشن عین مقتل ہے
سمجہتے ہین فزون کندن سے تیری رنگ عارض کو

تو گل قندیل مہتاب اس سحر دونے جہٹ ٹپکے
تو جہنجلا کر صراحی ہاتہہ سے ساقی نے دی پٹکے
کہ کڑیان ٹکڑی ٹکڑی اوڑ گئین زنجیر جب جہٹکے
دہمک سر مین ہوئے اونکی اگر کوئی کلی چٹکی
اجی ہم جانتے ہین سب یہ باتین ہین بناوٹ کی
اوٹہا دو جان جان اسوقت کیا جاتے ہو گہونگہٹ کی
کہ پہولا دل سے کیفیت مین پہولونکی جہہر کہٹ کی
ہوئی دشمن بہی جلدی دوستی بہی تمنی جہٹ پٹکی
کہان اوٹھہ بیٹہنا طاقت نہین باقی ہے کروٹ کی
پڑی بندوق کی گولی اگر کوئی کلی چٹکی
ہمین اکسیر سے بڑہکر ہے مٹی تیری چوکہٹ کی

بگڑتے ہو جو تم ہو جبہ تو مین بھی بگڑتا ہون / نہین ہے اور کوئی بات ای صاحب رکاوٹ کے

بوقت صبح جب وہ غیرت خورشید یاد آیا / شعاع مہر کانٹا بن کے آنکھونمین مرے کھٹکی

دم آخر کسیکی حسرت دیدار باقی ہے / اسی خاطر مری آنکھونمین ہے جان حزین اٹکی

۱۶۳

برا ہوتا ہے وقت بد محبت ای آبرو کیسی / اجل آکر ہماری گرد فرقت مین نہین پھٹکی

۱۵

دیکھ لے میری جو ناسور جگر کی بتی / گل ندامت سے ہو خورشید سحر کی بتی

زیب قامت جو کیا تمنے لباس اگری / آتش رشک سے جل اوٹھے اگر کی بتی

اشک روغن ہین میری آنکھونکی حلقے ہین چراغ / اس مین جلتی ہے سدا تار نظر کی بتی

جسطرح رکھتی ہین فانوس مین شمع سوزان / یونہین سینے مین ہے ناسور جگر کی بتی

غیر کا حسن خداداد نہین ہے محتاج / رگ گل خود ہے چراغ گل تر کی بتی

رہا محفوظ مرا خانۂ دل ظلمت سے / اس مین جلتی رہی ناسور جگر کی بتی

شام سے صبح تک اوس ماہ کی صحبت مین رہے / عمر تو لی ہے بہت خوب بسر کی بتی

نیم جان یون تہی اب تار نفس توڑتی ہین / جیسے بجھتے ہے چراغان سحر کی بتی

ہجر جانان مین نکر اشک فشانی ای دل / بہہ نہ جائے کہین ناسور جگر کی بتی

پردہ شمع مین ہر روز جلا کرتے ہے / تارہائے نگہ اہل نظر کی بتی

داغ دل سے مری خورشید فلک کو نسبت / نقل ہے اک مری ناسور جگر کی بتی

کیا بیان کیجیے حال شب تار فرقت / جھلملانے لگی روشن ہے اگر کی بتی

ہمہ تن آتش غیرت سے پگھل جائے نکیون / دیکھ لے شمع جو ناسور جگر کی بتی

قتل کے بعد بھی قاتل نے جلایا مجھے یون / کہ جلانے کو مری خون مین تر کی بتی

۱۱۳ — ۱۵

آبرو شمع سر گور کی حاجت کیا ہے
قبر مین جلتی ہے ناسور جگر کی بتی

نہین پلکین ہین ابروئے جانِ جان کی تلی
دھری ہوئی ہین خدنگ قضا کمان کی تلی

ضرور ہوگا کبھی وہ زمین کا پیوند
کیا ہی خلق جسی حق نے آسمان کے تلی

ہوا کبھی نہ مجھے سیر باغ سے مانع
بچھاؤن آنکھین نہ کیون پای باغبان کے تلی

اوٹھائین جور نہ کسطرح مہ جبینون کے
کہ ہمکو رہنا ہے اک عمر آسمان کے تلی

وہ مانگ اور جبین دیکھکر ہوا ثابت
کہ آگیا ہے قمر آج کہکشان کے تلی

یہ ادا اشا کی ابھی گر پڑی گا سقف کہن
نہ جھوٹ بولنا ای واعظ آسمان کے تلی

حرم مین مجمع کفار ہے معاذ اللہ
نہین ہین خال یہ ابروی جان جان کے تلی

ہوئی تھی ہم جو محبت مین ایک گلرد کی
ہوئی ہین دفن بھی دیوار بوستان کے تلی

کیا ہی عشق کمر نی ہمین یہ زار و نحیف
نہ اوٹھہ سکین جو دبین مور ناتوان کے تلی

ہر ایک دیکھکی کھتا ہی قصر جانان کو
فلک بنا ہی یہ اک اور آسمان کے تلی

وہ مجکو آج بلاتی ہین گھر مین کیا باعث
جو آئی دیتی نہ تھی سایہ مکان کے تلی

الٰہی خیر ہو بلبل کی رنگ بیڈھب ہے
پڑی ہین بکھری ہوئی پر کچھہ آشیان کے تلی

زمین شعر کو پہنچا ہین عرش اعظم پر
ابھی تو ایسی سخنور ہین آسمان کے تلی

تعلیمونکی عدو لیتی ہین تو لینے دو
کھلی گا حال کبھی تیغ امتحان کے تلی

۱۱۴ — ۲۵

غرور جن پہ تہا ای آبرو غنا دل کو
ملی پڑی ہین وہ گل پای باغبان کے تلی

کرون تعریف مین اوس دلربا کے
کہ اوسکے غمزہ و ناز و ادا کے

شکایت کیجیے کس کس جفا کی — نگہ کی ناز کی طرز ادا کی
سراسر دل نے میرے یہ خطا کی — بلائین لین جو اوس زلف دوتا کی
نہین منظور گر میرا ستانا — تو کیون منہ کو چھپایا کیون حیا کی
بتون کی گر یہی مشق ستم ہی — تو زندہ رہچکی خلقت خدا کی
چھپایا ہے میری پہلو سے دلکو — یہ شوخی ہے ترے دزد حنا کی
فقط شکوہ نصیبونکا ہے اپنے — بتون کی ہم نہین واللہ شاکی
بتون نے ڈھایا ہے کعبہ دل — دہائی ہے دہائی ہے خدا کی
شب فرقت بلا سے کم نہین ہے — قسم مجھکو ترے زلف دوتا کی
تمہاری غمزہ بیجا کے صاحب — شکایت سننے کی بھی تو بجا کی
مریض عشق کے بگڑی ہین تیور — نظر آتے نہین صورت شفا کی
اوٹھائین صدمہائے جور کب تک — ستمگر انتہا بھی کچھ جفا کی
کیا اوس بت نے میرے مرگ سنکر — کہ مرنے والی پر رحمت خدا کی
رخ و گیسو پہ مرتے ہین تمہارے — خبر ہمکو نہین صبح و مسا کی
رہی وہ گرم صحبت غیر سے وان — یہان اک آگ سینے مین لگا کی
شب فرقت کے صدمون سے بچایا — صفت مین کیا کرون پیک قضا کی
ستم کرتی ہو جو ہم بیکسون پر — خبر تمکو نہین روز جزا کی
مسلمانونکی دل کیونکر نہ پھنس جائین — کہ زلف یار ہے کافر بلا کی
نہ آئی تم تو پھر کیونکر نہ رہتے — ہوس دل مین حصول مدعا کی
لڑائی آنکھ شب بھر کہکشان سے — جو آئی یاد مانگ اوس مہ لقا کی

سناہین بے تکلف آپنے سو
زمانے بہر مین شہرت ہے مری جان
اوٹہا ہی سیکڑون صدمی شب و روز
نہ آیا و صنم اسدر ہی نفرت

جو اک بوسی کے ہمنے التجا کی
تمہاری جور کی میری وفا کی
گئے دل سے نہ مہر اوس مہ لقا کی
رسائی دیکہہ لی آہ رسا کی

۱۲۵

دل مومن مین کرتے ہین یہ بت گہر
عجب ہے آبرو قدرت خدا کی

۴۴

موت عشق ابروی خمدار ہے میرے لیئے
گر مسیحا لب دم گفتار ہے میرے لیئے
دیکہکر حاصل ہے کیفیت بادہ کشی
دیکہنے کو غیر کی ہے چودہوین کا چاند وہ
یاد روی یار مین ہو خاک لطف میکشی
کیا عروسان چمن پر سیحر مین ڈالون نگہ
دیکہہ لیتا خواب ہے مین شاید اونکی شکل مین
ناز آفت قہر غمزہ ہے غضب انداز وہ
ٹیکی دل ہر جائی کو ہون قید مذہب سے رہا
سونگہتا ہون رات بہر خوشبو معطر ہی دماغ
گل گریبان چاک ہے گلشن مین تیری اسطی
برچہیون سے کم نہین ہین موی مژگان صنم
خط روی یار سے کیا کیا اوٹہاتا ہون خلش

ماہ نو اک برہنہ تلوار ہے میرے لیئے
چشم جانان باعث آزار ہے میرے لیئے
جام می چشم بت میخوار ہے میرے لیئے
برق خرمن جلوہ دیدار ہے میرے لیئے
زہر قاتل بادہ گلنار ہے میرے لیئے
صحن گلشن وادی پر خار ہے میرے لیئے
دشمن جان دیدۂ بیدار ہے میرے لیئے
موت کا سامان خرام یار ہے میرے لیئے
اب تو یکسان سبحہ و زنار ہے میرے لیئے
یاد گیسو نافہ تاتار ہے میرے لیئے
بن مین ایذا کہینچتا ہر خار ہے میرے لیئے
بال ابرو کا ہر اک تلوار ہے میرے لیئے
وای بیدردی کہ سبزہ خار ہے میرے لیئے

عشق گیسو مین زبان کا ذائقہ بتدیل ہے
سنکے مین خوابِ عدم مین چونک اوٹھونگا ضرور
ولین اونکی میری جانب سے جو ہے گردِ ملال
مصرعہ موزون سمجھتا ہون قد دلدار کو
اک اکیلی جان پر ڈہاتا ہی کیا کیا آفتین
آگیا یان وصم لبونپر اور روان کل ہے وہی
چومتا ہون گاہ آنکہون سے لگالیتا ہون مین
مانعِ الفت ہوا ای ناصح نادان خموش

شربت شکر ہے زہر مار ہے میرے لیئے
حشر اگر آواز پائی یار ہے میرے لیئے
اوٹھ گئی پردی کی یہ دیوار ہے میرے لیئے
بیت سیفی ابروئی خمدار ہے میرے لیئے
ہجر ہی کیا چرخ ناہنجار ہے میرے لیئے
روزِ محشر وعدۂ دیدار ہے میرے لیئے
سنگِ آسود خال روئی یار ہے میرے لیئے
مجکو کیا تکلیف اور آزار ہے میرے لیئے

۱۲۶
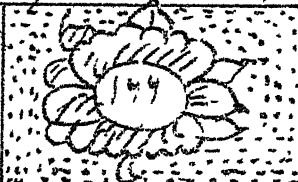
خاکساری کیون نہ پہلے سے کرون ای آبرو
خاک ہونا جب مآلِ کار ہے میرے لیئے
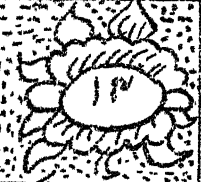
۱۲۷

بسمل ہوئی ہین ہم تو انہین تین جہار کے
بادِ صبا یہ کان ہین کہنا ھزار کے
کاندھے پہ ہے سوار نسیم بہار کے
جوبن رہا نہ وہ نہ رہے دن بہار کے
دیوانے ہین جو گیسوئی مشکین یار کے
آنکھین چرائین نرگسِ شہلا نے باغ مین
کل شب کو ہمنے وصل ہین اوس مہ لقا کی ساتھ
تمنے تو ایک بوسہ پہ تیوری چڑہا ہی ہے
زاہد بلا سے خلد یہ دیتا ہے جان دے

ناز و ادا و غمزہ و انداز یار کے
پہول اب خوشی سے توکہ دن آئی بہار کے
کیا ہے عروج ہین میری مشت غبار کے
میرے گلے کا ہار وہ ہوا ہین ھار کے
اونکی نظر مین خاک ہین نافی تتار کے
تیور نرالی دیکھی چشمانِ یار کے
کیا کیا مزی اوٹھائی ہین بوس و کنار کے
ہمسے کہو تو رکھدین لبِ مسر او تار کے
ھم مر کے بھی نہ جائین گی کوچہ سے یار کے

وہ سیر باغ کو آگر ہین تو رنگ و بو — گل اونسے بھیک مانگین گی دامن پسار کے
آیا ہے فاتحہ کی لئی کون رشک گل — ہین تختہای باغ جو تختی مزار کے
نرگس کے پہول صدقے اوتارون اوس آنکھہ پر — مشک ختن کو بھیک دون گیسو پہ وار کے
کیا کیا بنائین صورتین اک مشت خاک سی — قائل ہین ہمتو صنعت پروردگار کے

۱۶۷ — ۱۲

اونکو بھی آبرو سے تھی اک الفت دلی
ڈلوادی دشمنون نے عداوت اوبھار کے

اک شغل عبث ہے غم دنیا میرے آگے — اک خبط ہے پیش و پس عقبیٰ میرے آگے
بہو بخیال سے کچھہ کم نہین رفتار تمہارے — ہے فتنۂ محشر قد بالا میرے آگے
چاہون تو ابہی زیر و زبر آہ سے کردون — کچھہ چیز نہین عالم بالا میرے آگے
کیا مرگ پہ ہے زیست کو تفضیل یہ پوچھون — آجائین اگر خضر و مسیحا میرے آگے
وہ رند بلانوش ہون اس دہر مین ساقی — اک گہونٹ سے کم ہے خم صہبا میرے آگے
وہ دشت نورد رہ وحشت ہون جہان مین — ہے چرخ بھی اک پاؤن کا چہالا میرے آگے
وہ پیچ اوٹھائی ہین تجسس مین کمر کے — اب راحت و آرام ہین عنقا میرے آگے
کہتا ہے مرا حال دلی سنکی وہ مہوش — کرتا ہے عبث شکوۂ بیجا میرے آگے
مین اونکو لکھون خط وہ لکھین غیر کو نامہ — آتا ہے یہ تقدیر کا لکہا میرے آگے
غیبت مین بہت دون کے لیتا تہا و لیکن — بولا بھی عدو آنیسے دیکھا میری آگے
وہ بلبل خوش لہجہ ہون گلزار جہان مین — جمتا ہے نہین رنگ کسیکا میرے آگے

۱۶۸ — ۱۸

کرتے ہین ستم پر وہ ستم آبرو دیکھو
اور لیتی ہین پہر نام وفا کا میرے آگے

ہو گئی زلف سیہ کو تو وہ ناگن ہو جائے — لٹی لب سیہ جو سے تو کب سوسن ہو جائے

ہم بغل غیر سے جب وہ بت پرفن ہو جائے — ہالہ لب تیغ نگہ سوت یان نہ گر گردن ہو جائے

ای صنم تم جو اوٹھا دو رخ روشن سے نقاب — سجدہ سارا جہان وادی ایمن ہو جائے

قتل فرما کے مری لاش چھپا لے تو عجب — سرخ دیکھو نہ کہین ناخنون سے دامن ہو جائے

روئین اوس رخ روشن کی تصور مین اگر — غرق سیلاب ابھی ناکا خرمن ہو جائے

تم چلو ناز سے گر پاؤن مین ملکر مہندی — ہے یقین نقش قدم تختۂ گلشن ہو جائے

ہو نہین وادی محبت مین وہ برگشتہ نصیب — رہبری کی لئی خضر آئی تو رہزن ہو جائے

تیغ موجِ مئی گلگون ہی جو تیز ای ساقی — قلم اک روز صراحی کے نہ گردن ہو جائے

فاتحہ پڑھنی جو تر کان پہ میرے آئین — صاف اندر کا ابھی تا سر مدفن ہو جائے

ہو اگر نالۂ دلسوز عنادل مین اثر — شجر طور ابھی شاخ نشیمن ہو جائے

دیکھ لی مصحف رخسار جو تیرا او بت — کیا عجب چھوڑ کے دین شیخ برہمن ہو جائے

چھوڑ دی تیغ کا اک ہاتھ کہین او سفاک — کام ہو جائے مرا خوش دل دشمن ہو جائے

سیر گلشن مین جو یاد آئی تمہاری رفتار — ختم کبک دری سنگ فلاخن ہو جائے

ایک تو قاتل مردم ہے یونہین تیغ نگہ — قہر ہو جائے جو یہ چشم کہین چتون ہو جائے

رخ گلگون جو ترا دیکھ لے او غنچہ دہن — شرم سے لالۂ احمر گل سوسن ہو جائے

رخ روشن کا تصور جو لحد مین آئی — مشرق مہر مرا گنبد مدفن ہو جائے

ہجر کی پھانس نکالی دل عاشق سے کوئی — مژۂ یار سے یارب کہین سوزن ہو جائے

آبرو تذکرۂ زلف رسا خوب نہین
باتون باتون مین دیکھو کہین اولجھن ہو جائے

جو کہ آنکھین تری ای صید فگن دیکھین گے
نشۂ ہوش و خرد کو وہ ہرن دیکھین گے

وحشت غربت سے نہ جاوینگا تو اک مدت تک
راہ بیٹھے ہوی یاران وطن دیکھین گے

کسطرح کرتی ہین یہ گوش مین گل کی تاثیر
ہم بہی نالے تری ای مرغ چمن دیکھین گے

ہم کرینگی قد بالائی صنم کی اوصاف
ایکدن اپنی بلندی سخن دیکھین گے

حور و غلمان یہین جنت سی بسین گی اگر
تیری کوچہ کو جو ای رشک چمن دیکھین گے

اسکے سوزش نے جلایا دل سنگین قریب
آپ کیونکر مرے سینہ کی جلن دیکھین گے

سر اوٹھای جو رہے اپنی یونہین نالۂ دل
ایکدن تجکو بہی ای چرخ کہن دیکھین گے

گریہ یونہین یاد رخ و زلف رہے تو ایکدن
دیکہکر ملک حلب سیر ختن دیکھین گے
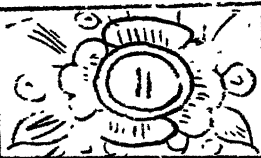
۱۷۰ آبرو اور بہی اس طرح مین ہین کئی اشعار
جسمین ہین اہل سخن طرز سخن دیکھین گے ۱۱
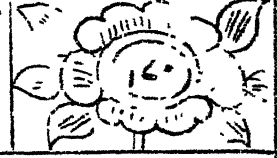
غنچہ لب جو کہ ترا گل سا بدن دیکھین گے
آنکہ اوٹھا کر نہ وہ پہر سوئے چمن دیکھین گے

جائینگی ویسی نہ ان ماہ وشون کی الفت
تو دکہائیگا جو ای چرخ کہن دیکھین گے

ہوش اوڑ جائینگے بلبل کی گلکو تکا جو بت
آپ پہر کر جو نظر سوئی چمن دیکھین گے

دشت غربت مین زخود رفتہ رہین گے جو یونہین
کاہیکو روئی عزیزان وطن دیکھین گے

یاد جب آئینگی گلشن مین تری گفت و شنید
گوش گل دیکہکے غنچہ کا دہن دیکھین گے

فتنۂ حشر کو کیا لائین گے وہ خاطر مین
جو کہ بیداد بت عہد شکن دیکھین گے

کثرت داغ ہی یان جسم پہ فصل گل مین
ابتو گہر بیٹھے ہوی لطف چمن دیکھین گے

وای ای مرگ غریبی کہ چہوڑ آیا ایا
حشر مین اب رخ یاران وطن دیکھین گے

تا کجا تشنۂ دیدار رہینگے بیتاب
ڈوب مرنے کو ترا چاہ ذقن دیکھین گے

چشم زخم نگہ غیر سے اللہ بچائے | کہ ہی رنگ ہرے زخم کہن تختے دیکھن گے

۱۷۱

آبرو طرز خرام اپنا ہی بہو لین گے صاف
چال ڈہال اونکی جو طاؤس یہ چمن دیکھین گے

۱۳

شرارت کی ادل جو خو ہے کسیکی | تو کیون پہر نگے آرزو ہے کسیکی
یہ مینا بان مین جو سینہ مین ادل | تجہے بہی مگر جستجو ہے کسیکی
سر و تازہ ہے باغ جان دو عالم | مہک کسقدر چار سو ہے کسیکی
کلی کا چٹکنا بہی ہے بار خاطر | پسند اونکو کب ہائی ہو کسیکی
صبا جو اوڑاتی ہے تو خاک سرپر | بلاشک تجہی جستجو ہے کسیکی
بشر کوی دنیا مین یکسان نہین ہے | کسیکی بری اچہی خو ہے کسیکی
نہین بی سبب تیر مژگان سنبہالی | ترچی چشم شاید عدو ہی کسیکی
و موجود ہے خانۂ دل مین اپنے | عبث جستجو چار سو ہے کسیکی
نہ صندل سے جائیگا یہ درد سر کا | مجہے فائدہ بخش بو ہے کسیکی
بہڑکتی جو ہی رات دن یہ سبب ہے | میری چشم کو جستجو ہے کسیکی
نہین بخت پر کچہ اجارہ کسیکا | کوی خوار ہے آبرو ہے کسیکی
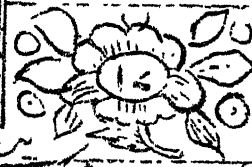
۱۷۲

سمائی بہلا آبرو کیا نظر مین
مگر جب کہ مانند ہو ہے کسیکی

۱۴

بہار آئی ہی پہر جوش جنون کچہہ رنگ لایا ہے | مبارک نشتر فصاد خون نے جوش کہایا ہے
خیال وحشت جب زندان مین مجہ وحشی کو آیا ہے | سلاسل کی صدا سی پائی خفتہ کو جگایا ہے
نہین جہیلی تن خاکی نے جبر اوس ناطاقت کی | زمین نے فی الحقیقت آسمان سرپر اوٹہایا ہے

تماشا اسمین نقد جان و ایمان و دل و دین کو
محبت کا مزہ ہمنی بہت کچہہ کہو کے پایا ہے

خیال چشم فتان مین گیا ہون جب سوی صحرا
غزالون نے مرے تو ونکو آنکہون سی لگایا ہے

ہمیشہ پارہتا ہے شکل قوس ہر دم آپ کج طینت
کسی نے ابروی قاتل پہ کب چلہ چڑہایا ہے

کبہی موڑا نہ منہ ہمنی اذیت سے زمانے کی
لیا ہے سر پہ جو بار مصیبت پیش آیا ہے

نتہا شغل اور کوی ہجر جانان مین سوا اسکے
مجہے کہایا ہے غم نے اور غم کو مینے کہایا ہے

امنگ اسکو ہوی کوئی بت قاتل مین جانیکی
ہماری دلکو شوق دید نی پہر گدگدایا ہے

مین شکل راحت و آرام کیا دیکہون کہ خالق نے
مجہے تو سر سے پا تک یاس کا پتلا بنایا ہے

وہ لاغر ہون کہ وحشت مین گیا جب جانب صحرا
ہوا سے بید مجنون کی طرح تن تہرتہرایا ہے

نہین ہے یہ چہہ تابش اسقدر خورشید گردونمین
کسیکی آتش رخسار نے اسکو جلایا ہے

دل اپنا پہنس چکا تہا گیسوی پرپیچ مین انکی
خداہی نے اسے موذی کی چنگل سے بچایا ہے

فزون ہوتا ہے زور افتادگی مین خاکسارونکا
زمین کو دیکہہ لو کیونکر فلک سر پر اوٹہایا ہے

جو لکہا اسمین مضمون اپنی کچہہ بیتابی دل کا
قیامت سرزمین شعر مین بہونچال آیا ہے

حسینان پریرو دیکہتے ہین آکی کیفیت
مرا دیوانہ پن بہی آجکل کیا رنگ لایا ہے

۱۷۳

سخن سنجی کا بیشک آبرو دعوی ہے نافہمی
بہلا کسنے زمین شعر مین مسکن بنایا ہے

۱۴

ترے دام بلا مین طائر دل کو پہنسایا ہے
تری گیسوی سرکش نے نہایت سر اوٹہایا ہے

شب وصلت ہے کہل کہیلو صنم آج اپنی عاشق سے
بدن کو شرم سے کسواسطی تمنے چرایا ہے

خیال عیش و عشرت ہے نہ کچہہ فکر اذیت ہے
وہ خوش ہر حال مین ہے جسنے تمسے دل لگایا ہے

تماشاگاہ عالم گر نہین ہے حسن روز افزون
تو کیون ہر شخص نے نظرونپہ صاحب کو چڑہایا ہے

چلو دیکھو تماشائی چمن اے غیرت گلشن
ہوائے سرد ہے ابر سیہ ہر سمت چھایا ہے

خیال جامہ زیبی تمہا کھان پوشاک تھی ایسی
دعائین دی ہین او بت تجھی انسان بنایا ہے

ہر اک انداز مین سو سو ادائین ہین کرشمی ہین
یہ وہ ہے جانتا ہی جسنے تمسی جی لگایا ہے

نگہ نیچی کئی بیٹھی ہین جو اسوقت محفل مین
انہین نے دل ہمارا دزدیدہ نظرون سی چرایا ہے

اثر کیا خاک ہو اسکے لئے جانسوز کا میری
خدا نے دل تمہارا ای بت تو پتھر بنایا ہے

غضب آفت قیامت تھے ہے بلا جادو
خرام ناز نے صاحب جہان مین حشر اٹھایا ہے

قدم کس طرح لی آکر بتا اعجاز مسیحائے
کہ تمنی لطف قم کا ایک ٹھوکر دکھایا ہے

وہ ہے پیش نظر ہر وقت میری دلکو حیرت ہے
یہ آئینہ ترے نظرون مین کیون ایسا سمایا ہے

اوٹھا دیتی ہین پردہ کہہ کہیں کبھی دیکھنے والے
ہماری جذب الفت نے اثر اتنا دکھایا ہے
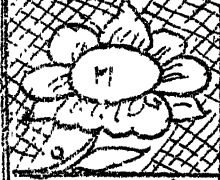
نہ شب کو نیند آتی ہی نہ دن کو چین ہے دم بھر
کہو تو آبرو کس شوخ سے دلکو لگایا ہے

دل بہا جاتا ہے یہ اشک کی طغیانی ہے
لب دندان کی تصور مین لہو پانی ہے

شعلۂ طور کا باعث رخ نورانی ہے
لیلۃ القدر کی یہ زلف سیہ بانی ہے

خانۂ دلمین غم یار کی مہمانی ہے
لخت دل اپنی غذا خون جگر پانی ہے

یہ ہی غفلت ہے کہ امید وفا ہے تمسے
مہربان تمکو سمجھتے ہین یہ نادانی ہے

حسرت دید رہی جاتی ہے میرے دل مین
تیزیون پر ترے خنجر کی یہ برّانی ہے

ہم بھی نالونکا دکھائینگی اسی زور کبھی
ڈالی آفت فلک پیر کو جو ڈالی ہے

جان و دل پھونکدی ہی محبت میکش مین
آب انگور مین آتش پنہانی ہے

تیغ قاتل کا گلہ ہے نہ قضا کا شکوہ
دشمن جان ہمارے خود اپنی گرانجانی ہے

۱۷۸ — ہو نہ خونبہ جو خشکی ہے تو انھون مین تری ہے — ۹

نہ ضعف دل سے ہون خائف نہ لرزان ہون مین تب سے
گر دم نا آئین آیا ہے ظالم ہجر کی شب سے

وہ سرخی و نزاکت مین نہین پاسنگ ہے اسکا
کہان لعل بدخشان کو بھی نسبت اسکی لب سے

بنا انکو ہدف تیر نگاہ ناز کا قاتل
جگر اور دل ہین پہلو مین ہماری منتظر کب سے

لحاظ دین و ایمان عشقبازی مین بھی تھا ہمکو
بتون پر جان دی دلمین مگر ڈرتی رہی رب سے

سبق جو لوگ پڑھتی ہین کتاب وحشت دلکا
سمجھتے ہین وہ مجنون کو بھی کم اک طفل مکتب سے

رہا کچھ سبحہ سے مطلب نہ کچھ زنار سے رشتہ
ہوئی آزاد الفت مین کسیکی قید مذہب سے

رہین وا یاد افشان جبین یار جانے مین
نہ جھپکین رات بھر آنکھین ہماری چشم کوکب سے

نہین اس پیچ کے صورت پر مین زیبا ہین کے باتین
یہ انداز و ادا سیکھے ہین تمنی مہربان کب سے

۱۷۹ — نہ واقف تھی ادا ایسے نہ تھا مد نظر غمزہ
ہوا خواہ ہو نہین ہے سرکار کی یہ آبرو جب سے — ۱۸۰

جو کہ شیدا روئی روشن پہ تمہاری ہو گئے
اونکی نظرون مین مہ و خورشید تاری ہو گئے

اور گلگونی کی ملنی سے ہوا جو ہین فزون
گوری گوری گال تیرے پیاری پیاری ہو گئے

یہ نہین بوندین پسینی کی جبین یار پر
قرص مہ مین بلوح گرد یکھو ستاری ہو گئے

تو وہ ہے مہر سپہر حسن ای زہرہ جبین
ماہرو آگے ترے گھٹ گھٹکے تاری ہو گئے

بحر غم مین ہاتھ پاون مارتی کب تک پڑے
کشتی می کی بدولت ہم کنارے ہو گئے

پھر دل سوزان مین کچھ معلوم ہوتی ہے جلن
مشتعل پھر آتش غم کے شراری ہو گئے

عقد پروین سے لڑا مین ہمنے آنکھین رات بھر
یاد جب اوس ماہرو کے گوشواری ہو گئے

کچھ نگی ہنسی برت کعبہ ایمان پر نظر
بے تکلف آئی تو بندی تمہاری ہو گئے

کس طرح انصاف جی نظر دشمن سے علی کی بہلا
دیکھیں جب آنکھیں بترہ ہی آہو چکاری ہوگئی

اوس لب شیرین کا بوسہ جب کبھی ہمنے لیا
دلکو حاصل ذائقہ دنیا کی ساری ہوگئی

کہتے کہتے راز دل ای جان جان رکتی ہو کیون
بات کا پردہ ہے کیا جب ہم تمہاری ہوگئی

نقد جان دیتی ہین دل کیا مال ہی اشیاء حسن
حوصلی دونی فقیری مین ہماری ہوگئی

ایکدن بہی خوش کیا تمنی نہو کر ستم سنگدل
گور کی اس آرزو مین ہم کناری ہوگئی

دیکھکر تیری رخ روشن کو ای یوسف جمال
مہر و مہ غمسی گہٹی ایسے کہ تاری ہوگئے

دل ہی دلکو راہ ہوتی ہی مثل مشہور ہے
ہم تمہاری ہوگئی جب تم ہماری ہوگئے

اور کیا یا عشق بتائین اپنی حال زار کا
سو کہہ کر تنکا غم فرقت کی ماری ہوگئے
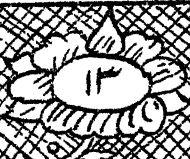
۱۸۰

آبرو کچھ بہی نہ سمجھے غیر اپنی رمز کو
یار سی آنکھوں سے آنکھوں مین اشاری ہوگئے

۱۳

سینہ پہ سنان نرگس فتان نے لگائی
اور اوسپہ کٹاری تری مژگان نے لگائی

لو شعلہ رخ تونسی دل سوزان نے لگائی
سینہ مین یہ آتش اسی داماں نے لگائی

وہ آئیگا یان وعدہ یہ باور نہین مجھکو
آنچل مین گرہ گو بت نادان نے لگائی

یاد آگیا بارش مین جو وہ ساقی مہوش
ساونکی جھڑی دیدۂ گریان نے لگائی

پہلو مین پہنکی جاتے ہین از خود جگر و دل
یہ آگ ہے کسکی تپ ہجران نے لگائی

کہتے اسی اعجاز مین زندہ ہوئی مردے
ٹھوکر اگر اوس عیسیٔ دوران نے لگائی

شمشاد کہون قد کو تو موجب ناراضی ہے تیرا
شاخ اہین بہی اوس سرو خرامان نے لگائی

بلبل یار کی گلشن مین گیا مین تو چٹکر
گو لی مری ہر غنچۂ بستان نے لگائی

ای لب کیا غیر سے جب بوسی کا اقرار
کیا چوٹ مری دل پہ تری ہان نے لگائی

کشتۂ دست حنائی ہوں تو مہر کے عوض
میری تربت سے ہی نخل حنا ہوتا ہے
میں نے پوچھا سبب قتل تو بولے ہنس کر
خون عشاق بہر طور روا ہوتا ہے
نالی بلبل کی پہنچ جائیں جو گوش گل تک
تجھ سے اتنا بھی نہیں پیک صبا ہوتا ہے

۱۸۲

آبرو دل میں نہ رکھ اپنے رہائی کی امید
زلف کا کوئے گرفتار رہا ہوتا ہے

۵

وعدۂ وصل سے جو یار بدل جاتا ہے
تیغ کی طرح سے فقرہ کوئی چل جاتا ہے
تری شوخی سے بہ تنگ آیا ہوں اے طفل شریر
میں انکھوں میں مرے آگے مچل جاتا ہے
کیوں نہ سینے سے لگائی رہوں تصویر تری
جان جاں دل مرا کچھ اس سے بہل جاتا ہے
جیتے جی خاک میں ہے مجکو ملانا منظور
عطر گل آگے میرے یار جو مل جاتا ہے

۱۸۳

ایسے مرجانے سے ای آبرو ہتی ہو عبث
تم جہاں جاتے ہو اوسی جا سے وہ ٹل جاتا ہے

۱۰

ہیں ہم ابر سی گریاں ادہر یوں ہو تو بہتر ہے
وہ بجلی کی طرح تڑپیں ادہر یوں ہو تو بہتر ہے
یہ حسرت ہے کہ صورت ناقوس بتخانے میں چلائیں
ہمارے نالۂ دل میں اثر یوں ہو تو بہتر ہے
نہ کوئی دیکھنے پائے گمان ہو نامہ بر کا
گذر تیرا وہاں ای نامہ بر یوں ہو تو بہتر ہے
میری تربت پہ رکھکر دست رنگیں کو کہا او سنگدلے
کہ روشن شمع اسکے قبر پر یوں ہو تو بہتر ہے
ملے بدلی حنا کی خون عاشق ہاتھ پاؤں میں
میری قاتل کی گر مد نظر یوں ہو تو بہتر ہے
میرے آغوش میں چھپ جاؤ تم کہ دشمن سیر کو آئی
ترے افسوں نہ افسوں گر اثر یوں ہو تو بہتر ہے
نمک افشاں ہو ہنس ہنس کر وہ قاتل دمبدم
ہمارا چارۂ زخم جگر یوں ہو تو بہتر ہے
لپٹ مردوں پہ وا سی تجھ کو اوڑا کر وہاں پہنچا
کوئی دن کو بھی تا نامہ نہ گذرے یوں ہو تو بہتر ہے

دینی کو چلیں سر سے درِ کعبہ پہ سر رگڑیں ۔ ہمارا ہند سے ابدال سفر یون ہو تو بہتر ہے

۱۸۴

رہے ای آبرو دل نوکِ مژگان ستمگر پر
جو پیدا نخلِ الفت مین ثمر یون ہو تو بہتر ہے

۱۷۱

تری وحشی جو صنم قیدیِ زندان ہونگے ۔ چاک دامن بخدا دشت و بیابان ہونگے
زخم دل میرے جو گلزار مین خندان ہونگے ۔ غنچہ سان سیکڑون گل سر بگریبان ہونگے
رخنہ گر دل مین جو یون ناوکِ مژگان ہونگے ۔ دور یک لخت غم و حسرت و حرمان ہونگے
وار جو تیغ نگہ کی سرِ میدان ہونگے ۔ خون اکدم مین ہزارون کی میری جان ہونگے
گر یونہین صدمۂ دردِ شبِ ہجران ہونگے ۔ تجھپہ قربان ہم اک روز میری جان ہونگے
ہاتھ سے اپنے اگر وہ نمک افشان ہونگے ۔ کیون نہ پوری دلِ مجروح کی ارمان ہونگے
ہم وہ جانباز نہین ہین جو ہراسان ہونگے ۔ جان جو دل دیکی بہی تمکو نہ پشیمان ہونگے
لیکے چھوڑین گے لبِ زہرہ جبین کا بوسہ ۔ اب تو ہم مشتریِ لعلِ بدخشان ہونگے
گھر مین اوس شوخ کی ہم جائین گی مثلِ صرصر ۔ تابعِ غیر نہ منت کشِ دربان ہونگے
آمدِ فصلِ بہاری ہے پہر ای جوشِ جنون ۔ ہونگے تلوی میرے اور خارِ بیابان ہونگے
پردہ کچھ حشر مین رہیجائیگا اونکا قاتل ۔ جو ترے زخمیِ شمشیر گریبان ہونگے
اوس کماندار کی دیکہین کی جو تیرِ مژگان ۔ مین تو کیا ہون ملک الموت بہی قربان ہونگے
مین جگر سوختہ کیا جاؤن پی سیرِ چمن ۔ پہول لالی کی مجھے داغِ عزیزان ہونگے
مصحفِ رخ کی تلاوت کو نہ چھوڑینگے کبہی ۔ ہے یہی جی مین کہ اب حافظِ قرآن ہونگے
دیکہکر زلف کو رخسار کی دیکہین گے بہار ۔ ہو کی کافر ترے عشاق مسلمان ہونگے
جان نثاری کا دکھاوینگے کسیدن جوہر ۔ اپنا سر کاٹ کی ہم آپ پہ قربان ہونگے

۱۱

[illegible] کیا [illegible] تا داراں [illegible]
[illegible] سخنداں [illegible]

شعلہ رویاں سے دل لگا بیٹھے — جان کو مفت ہم جلا بیٹھے

دل سوزاں پہ داغ کھا بیٹھے — آگ میں آگ ہم لگا بیٹھے
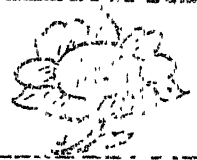
کالبد زمیں دل لگا بیٹھے — آبرو خاک میں ملا بیٹھے

ابھی اچھا مریض غم ہو جائے — وہ مسیحا جو پاس آ بیٹھے

کس قیامت کی میری نالے ہیں — فتنۂ حشر کو جگا بیٹھے

کل سر بزم ہو کے بے پردہ — پاس اغیار کے وہ جا بیٹھے

مہربانی نہ حال پرسی ہے — تیری پاس آ کے کوئی کیا بیٹھے

طلب بوسہ پر یہ ڈرتے ہیں مجھ سے — اولٹی سیدہی ہے نہ وہ سنا بیٹھے

ایک ہی جام میں ہم ای ساقی — غم دنیا و دیں بھلا بیٹھے

ابتو دل آگیا ہوا ٹھنڈا — اگر میاں کرکے دل جلا بیٹھے

۱۸۵ — ۱۹

آبرو عشق سادہ رویاں میں
حیف تم آبرو گنوا بیٹھے

زبان پہ آٹھ پہر ذکر کردگار رہے — محبت شہ کونین و چار یار رہے

گذر چمن میں جو اوس گل کا بار بار رہے — تو باغباں کو نہ پھر خواہش بہار رہے
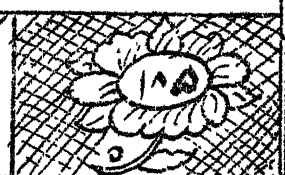
ہوئی ہیں جیب و گریباں جو صرف دست جنوں — لباس آبلہ پائی بھی وقف خار رہے

ہر ایک داغ جگر رشک مہر ہے میرا — جو ماہ دیکھ لے اسکو تو شرمسار رہے

کبھی سیاہی میں جب تک رہی دل وحشی — اسیر حلقۂ گیسوی تابدار رہے

نہ میری ہنسی کی تو امنگ ہے ہمارا دل ہیں — فروغِ چشمہ جو حسنِ رخِ نگار رہے

چمک وہ کب ہے جو اپنی بہت عزیز ہے اسکو — دکھا وہ چہرہ کہ سورج کو یادگار رہے

کواں رہتا ہے میری روز کی شبِ فرقت — جلتا ہی پہیج تو ای شمع برقرار رہے

کیا تو وصل کا وعدہ ہی آج اوس نے — عجیب لطف ہو گر بخت سازگار رہے

۱۸۶ — ۹

گنہگار ہو ای آبرو ہزار انسان
خدا کی فضل کا لیکن امیدوار رہے

جنتری میں تار ہیں جسطرح زرگر کھینچتے — بس لو نہیں تارِ رگِ جان ہیں یہ زیبر کھینچئے

خوش قدی کا تری سکہ جم گیا ای شاہِ حسن — روبرو کیا سر ترے سرو و صنوبر کھینچئے

اور جیتی تو جور ہتا غافل ای لیلے منش — دامنِ صحرائی مجنون ترے مضطر کھینچئے

عاشق قامت ترا جاتا اگر جنت میں بھی — تیز ہو کر برگِ طوبے اوسے خنجر کھینچئے

گر کشیدہ دل ہیں ہیں مجھسے تو یہ فرمائے — لائی ہیں کیوں آپ مجکو اپنے گھر پر کھینچئے

ہیں وہ ناشاد و حزین ای چرخ تیری کیا ہے اصل — عرشِ اعظم کو ہلاتے نالے ہم گر کھینچئے

کون تھا ایسا کہ کرتا جو سرِ تسلیم خم — میان ہے مقتل میں ہم جس روز خنجر کھینچئے

دشنۂ مژگان ہے کافی ہی ہمارے قتل کو — دستِ نازک سے عبث ہیں آپ خنجر کھینچئے

۱۸۷ — ۷

جب تجھی ناواقف ہے وہ موئی میان ہے آبرو
مانی و بہزاد اوسکے شکل کیونکر کھینچئے

نالۂ دل میرا کچھ کچھ اثر کرتا ہے — گاہی گاہی جو ادھر سے وہ گذر کرتا ہے

آئی تھی جسکی عیادت کی ابھی کل سرِ کار — آج دنیا سے وہ بیمار سفر کرتا ہے

واقفِ راہِ عدم خوب وہ ہو جاتا ہے — ان بتوں کا جو کوئی وصفِ کمر کرتا ہے

ہن تو شکوہ نہین کرتا ہون جفا کا ان کے
پند بے سود ہے ای حضرتِ ناصح مطلب
سبزۂ خط کا ترے دہیان نہین زہر سہی کم

نالی دل کرتا ہے فریاد جگر کرتا ہے
جو کوئی دیتا ہے دل اپنا ضرر کرتا ہے
پہر نری کرتا ہے یہ دل ٹکڑی جگر کرتا ہے

۱۸۸

آبرو صدمۂ فرقت سے کہان تک روئے
روز طوفان سپا دیدۂ تر کرتا ہے

۱۳
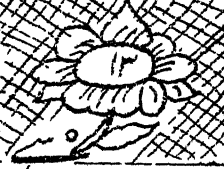
گہٹا ابر بہاری جب ہمارے دیدۂ تر سے
لگا بہی دو کہ پہر زنع قتیل ناز ہو جائے
تمہاری آتشین رخسار کے ہین دیکہنے والے
صفِ مژگان سے کی الفت عبث تو نی دلِ نادان
سمندر کو گہٹا یا چشم دریا بار نے اپنے
بہار آئی پڑا اوچہن مین پہر اپنا دلِ وحشی
نصیب اپنے کہلے چہڑکی جبینِ پر پر افشان
خیالِ چشم میگون حضرتِ دل یاد ابرو مین
یعنی وہ کسطرح نالے دل پُر داغِ عاشق کے
بتِ بی دین کو دل دیتی ہین نادانی ذرا دیکہو
میرے نالون سے دلپر چوٹ پڑتی ہی ستونکی
دکہا آنکہہ کا اوس ترک کی یاد آگیا آدم

تو بجلی کب تڑپ سکتی ہے زائد قلب مضطر سے
عبث صرفہ ہے تکو ای مسیحا ایک ٹہوکر سے
ہمین کیا خاک ڈر ہو آفتابِ روز محشر سے
بچا ہے آج تک کوئی نہی ان ترکونکی لشکر سے
جو کچہہ ہے ابر کو دعوی تو آکر سامنی برسے
کسی گیسو کا سودا ہو گیا سر مین نئی سر سے
چمک اوٹہا ستارا آفتابِ ذرہ پرور سے
چلے میخانے کی جانب پہرے اللہ کی گہر سے
دیا جاتا ہے جو گل پیرہن پہولونکے زیور سے
لڑا دیتی ہین ناحق بہی ہم شیشے کو پتہر سے
اوڑاتا ہون نشانی بیٹہتا اس تیر کے پر سے
نکل کر مجکو خنجر نے جو گہورا چشم جوہر سے

۱۸۹

خیالِ آبرو پر یہ کسی اوسنی قتل کر ڈالا
کہلا ای آبرو عقدہ یہ ہمکو آپ کے خنجر سے

۱

دیکھ ادھر بہی خود نمائی ہو چکی — بیمروت بیوفائی ہو چکی

ان بتونکی گر یہی ہے تاک جہانک — حضرت دل پارسائی ہو چکی

زر سے وہ آئی نہ آئی زور سے — اپنی قسمت آزمائی ہو چکی

دل شکستہ کا نہین ممکن علاج — کارہ گریان مومیائی ہو چکی

سر جھکائی ہین پیش اہل زر — ان بتونکی بس خدائی ہو چکی

تیغ ابرو سے اگر دل بچ گیا — تیر مژگان سے رہائی ہو چکی

اوسکا اثبات دہن ممکن نہین — فکر سے عقدہ کشائی ہو چکی

صبح ہونے کو ہے کہنا مان لو — جان جان بس ہاتہ پائی ہو چکی

دل ہے پہر رنج والم کے سامنے — ان سے اب عہدہ برائی ہو چکی

اب وہ اکثر کھاتی ہین اسکی قسم — جان بہی اپنی پرائی ہو چکی

۱۹۰

آبروا سین نہین ہے کچھ کلام
غم سے اونپر بیوفائی ہو چکی

۹

در صنعت ذو بحرین

زلف شبگون وہ دکہاتی ہین مجھی — دیکھو دیوانہ بناتی ہین مجھے

مجھسے جب مہر ومروت ہی نہین — پہر وہ کیون آنکھین دکہاتی ہین مجھے

ہوش جاتی رہی کیا ہی عجب — زلف کی بو وہ سنگھاتی ہین مجھے

بات ہی ہی کوئی ای غنچہ دہن — آپ کیون باتین سناتی ہین مجھی

عاشق تیر مژہ دل ہے مرا — جتکیون مین وہ اوڑاتی ہین مجھے

کیون نہ جل جائین حسد سے یہ عدو — شعلہ رخ وہ دکہاتی ہین مجھے

نالۂ شب کا یہ اید ل ہے اثر | صبح سے وہ جو بلاتے ہین مجھے

(۱۹۱) آبروِ شب کو وہ گیسو کے خیال
سانپ بن بن کی ڈراتے ہین مجھے (۱۵)

نا پسند اونکو بی حجابی ہے
دلِ بیتاب کی خرابی ہے

مجھسے بہتر مہری کدورت ہے
جسکے اوس دلمین باریابی ہے

کیون نہ دریا بہاؤن انکھون سی
پہنی جوڑا وہ شوخ آبی ہے

کوئی گاہک جہان بہر مین نہین
دلِ عاشق کی کیا خرابی ہے

میری لاکھون سوال کو کافی
ایک اوس بت کی لا جوابی ہے

مہروش تیرا بوسۂ لبِ سرخ
ہمکو گلقندِ آفتابی ہے

اک جہان تشنۂ شہادت ہی
تیغ قاتل کی یہ خوش آبی ہے

فاش ہو کیون نہ پردۂ الفت
اونکو منظور بیحجابی ہے

تاری گنتا ہی شام ستی تا صبح
تیر امشتاق بہی حسابی ہے

دلِ ناداں وہاں نہ آیا ہے
نہین جسجا پہ باریابی ہے

دل کا پوچہو نہ مجھسے کچھ احوال
یہی تو باعثِ خرابی ہے

مژدہ اے میکشو بہار آئی
فصلِ سرما بہی اب گلابی ہے

جلوۂ دخترِ رز جو ہی اسمین
جام ہر ایک آفتابی ہے

شاخِ گل یون ہوا سے ہلتی ہے
جہومتا جسطرح شرابی ہے

(۱۹۲) آبرو دل نہین ہے پہلو مین
تپِ فرقت نی آگ دابی ہے (۱۱)

یون کہا تیغ نظر کی تری یہ دل ٹکڑے
نہ ہو دست جنون ایک گہڑی تک باقی
تیغ ابرو جو تری ایکو ادہچا کہینچے
چاک داماں ہی مجنون کا اثر جب جا نین
ماہ نو گہٹ کی ہے جب ناخن یا سی اونکی
پہر گیا گہر سے میرے آکے وہ بحر خوبی
تو وہ یوسف ہے کہ دیکہین جو حسین ہاتہ تری
تیغ ابرو نے تمہاری یہ دکھائی تاثیر
ای پری عشق پہ فرہاد کے پتھر پڑ جائین
تیغ ابرو سی اشاری ہون اغیار کی سمت

ایسی مجبور کی بھی کرتا نہین غافل ٹکڑے
طوق کیطرح سی اوڑ جائے سلاسل ٹکڑے
ڈال خورشید کی ہوائی مہ کامل ٹکڑے
کردی لیلیٰ بھی اگر پردۂ محمل ٹکڑی
تیغ ابرو سی نکیون ہو مہ کامل ٹکڑی
ہوگئی کشتیٔ مقصد لب ساحل ٹکڑی
تیغ غیرت سے کرین اپنی انامل ٹکڑی
کہ نظر پڑتی ہے انکھون کی ہوئی تل ٹکڑی
تیری دیوانے کرین سر سے اگر سل ٹکڑی
جان جان سینی مین ہوتا ہے مرا دل ٹکڑی

۱۹۳ خوب چسپان کئی ای آبرو الفاظ بہم
جوڑنا ورنہ ہین انسان کو مشکل ٹکڑی ۷

فرمائش اونکی سمت سی آئی ہے ہار کے
سنتا ہون چار سو ہے گلستان مین آج کل
عید فنا بہی دہیان ہے رخسار کا تری
تمنی تو ابروؤنکی اشارہ مین جان جان
عاشق کے دل ہی پوچھئے صدمہ فراق کا
جاتا ہے سیر باغ کو وہ گلعذار رو نہ
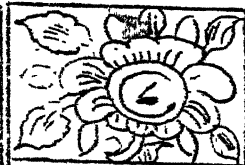
تقدیر چمکی اپنے دل داغدار کی
رخصت قریب آئی عروس بہار کی
کیا احتیاج ہمکو ہے شمع مزار کی
بُرش دکھائی آج مجھے ذوالفقار کی
مینوش جانتا ہی اذیت خمار کی
کیا ہے ہوا بندہی ہے نسیم بہار کی

۸ انکھون مین کالی چار پہر ہمنے ابرو

اللہ ری بیقراری شبِ انتظار کی

جان لیگی ہجر مین یادِ ابروی خمدار کی
فرطِ غم سے سانس ہر اک باڑھ ہی تلوار کی

ہی کٹاری ہجر مین ہر ایک مجکو برگِ گل
کوچۂ شمشیر ہے ہر اک روش گلزار کی

ازسرِ نو شوق اونہین نظارہ بازی کا ہوا
لڑ گئی تقدیر پھر پہ کچھ روزنِ دیوار کی

نوح کی طوفان کو چشمِ تر نے قطرہ کردیا
آبرو پل مین گھٹادی ابرِ دریا بار کی

جاؤن کیونکر دشت مین ہو چاک دامن کسطرح
زور بازو مین نہ طاقت پاؤنمین رفتار کی

پھر تسکین کسلئی دیکھون نہ مہر و ماہ کو
پھرتے ہی آنکھونکی اندر شکل روی یار کی

شورِ محشر کو سمجھتے کچھ نہین وحشی تری
وہ صدا کانون مین ہے زنجیر کے جھنکار کی

۱۹۵

عشقِ ابرو مین ہوا دل خاک جلکر آبرو
سچ کہا ہے آنچ ہوتی ہو بری تلوار کی

۸
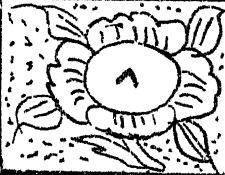
جان و دل سے ایک عالم عاشقِ جانانہ تھی
محوِ رخ کوئی ہے کوئی زلف کا دیوانہ ہے

آگیا ہے دلمین اسدم کسکی شوخی کا خیال
آمد و رفتِ نفس سینہ مین بیتابانہ ہے

کون مستِ ناز میخانہ مین آتا ہے کہ آج
شوق سے مانندِ چشمِ منتظر پیمانہ ہے

تختۂ تابوت کو ایدل سمجھہ تختِ روان
کہتے ہین جسکو کفن وہ خلعتِ شاہانہ ہے

دلمین اوس رخ کا تصور ہی کبھی سودا زلف
یہ مکان آباد ہی گاہی گہی ویرانہ ہے

ہی لباسِ بی مثالی قطع تیرے ذات پر
تجھسا عالم مین حسین پیدا ہوا ہو گانہ ہے
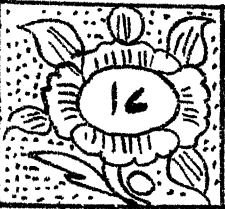
شکلِ آئینہ نکیون ہوش و خرد یان دنگ ہون
آرسی تمسی لڑاتی آنکھ گستاخانہ ہے

۱۹۶

مسجدو مین آبرو روشن کرو گھی کی چراغ
دلسی تمپر آجکل وہ شمع و پروانہ ہے

۱۷

وقتِ خرامِ ناز بھی وہ چند اچھل گئے — دل عاشقوں کے سیکڑوں تلووں سے مل گئے

سب اپنی نالہ ہائے دلی سے مچل گئے — پنکھا دلِ عدو پہ صدا افسوس ہل گئے

منہ سے ترے سینے پہ سمجھا تھی تلخ بغیر — ہم گھونٹ زہر کی تری خاطر نگل گئے

گشتہ ہو سرد مہری کا اونکے نہیں بچا ہیں — پھر آگ کیوں کفن میں وہ کافور مل گئے

جور ازہائے عشق مرے دل میں بچ نہاں — بن بن کی نالی سینہ میں منہ سے نکل گئی

صبر و شکیب و تاب و تواں دل میں اب نہیں — اس جانِ جاں پہ کی جاتی ہے وہ بھی نکل گئی

غالب بلا بلا یہ ہے دیکھو تو جانِ جاں — گیسو تمہاری موئی کمر سے نکل گئی

بیکار پھوٹ پھوٹ کی رو دی ہیں آبلی — انگھونکی سوئیاں تھی جو کانٹی نکل گئی

رعبِ جمالِ یار سی پکڑی وہیں قدم — دربان کی آنکھ ہم جو بچا کر نکل گئی

نرگس کو تمنی آنکھ دکھائی اگر نہیں — پھر کیونکر اس مریض کی تیور بدل گئی

سودائی زلف میں نہیں ہوش و خرد بجا — سر پر بلا پڑی تو یہ حضرت بھی ٹل گئی

اللہ ری زور و شورِ جنون وقتِ قتل بھی — فوارہ سی مری خون کی ہاتھوں اچھل گئی

پوشیدہ گیسوؤں میں نہیں خال ہائے رخ — گویا کہ بچھوؤں کو ہیں اژدر نگل گئے

لیتی نہیں جو ہاتھ سی میری وہ جام می — ثابت ہوا حسود کوئی جوڑ چل گئے

آیا وہ رشکِ باغ جو گلگشت کی لئی — پھولوں کی رنگ اوڑ گئی نقشی بدل گئی

بکھری جو زلف چھوٹ گیا شانہ ہاتھ سی — غصی کی مارے یار کی تیور بدل گئی

۱۹۷
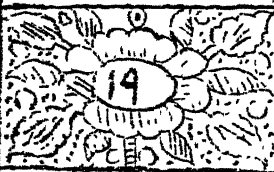
اور آبرو دل کی کہو قافیہ غزل

اشعار ترے طبع کی سانچے میں ڈھل گئے

۱۹

وہ رقص میں جھپک جو کر کے دکھا گئے — عاشق کو راہ ملکِ عدم کی بتا گئے

وہ ایکدم میں دل کی لگی کو بجھا گئے
زخموں کی سند میں تیغ کا پانی چوا گئے

بھولی خیال زلف تو اوس خط کی یاد ہے
ہم بچ گئی جو سانپ سے تو زہر کھا گئے

آہوں سے ہجر یار میں دل سرد ہو گیا
جھونکی ہوا کے شمع کو آخر بجھا گئے

جھیلے دل وجگر نے مرے یار کی ستم
یہ ذرّے ہی آفتاب سے آنکھیں لڑا گئے

اغیار پر رہی کرم و لطف کی نگاہ
غضب میرا سامنا ہوا تیوری چڑھا گئے

اللہ رہی ان بتوں کی تلوّن مزاجیان
آخر بڑھا کے ربط یہ ہمسے گھٹا گئے

اپنے ہی دل نے ڈالا ہمیں اضطراب میں
اپنی ہی نالی ہوش ہماری اوڑا گئے

وہ لیگئے شکیب مرے دلکو توڑ کر
لو ایک اینٹ کے لیئے مسجد کو ڈھا گئے

افسون وسحر بھر گئے چتون میں یار کے
بن بن کے شوخی چال میں فتنے سما گئے

اک نالی کا اثر نہوا دل میں یار کے
صد حیف اپنی تیر سراسر خطا گئے

دی جان تیغ ابروی قاتل پہ عمر بھر
ہم وہ جری ہیں آپ سے پیش قضا گئے

اوس شعلہ رو کا دھیان جو گلشن میں آگیا
جھونکی نسیم کے مرے دلکو جلا گئے

کشتہ سمجھکے مجکو کسی بحر حسن کا
تربت پہ لگی ابر کی آنسو بہا گئے

دیتی ہیں شور رعد سے کانون میں اونگلیاں
نالی ہمارے ہوش یہ اونکی اوڑا گئے

پہلو سے تم جو اوٹھی تو دل بیٹھہ سا گیا
غمزے تمہارے ہوش ہمارے اوڑا گئے

لکھے ہے یار کے گل رخسار کی صفت
بزم سخن میں رنگ ہم اپنا جما گئے

اصرار سے طلب کیا غیروں کو بزم میں
یہ جھنڈا اوتارتے کو مرا منہ چھوا گئے

پھرتے ہے چشم یار کی دیکھو تو آبرو
کیا کیا نہ پلٹی مجکو مقدّر دکہا گئے

ہے شب وصلت مین روشن دن سے بڑھکر چاندنی
کیون نہ چمکے ہے مری طالع کا اختر چاندنی

عکس تیری رخ کا پڑ جائے جو اے رشک قمر
چاندنی کی پھول سے پیدا ہو یکسر چاندنی

اے شہ خوبی ہے تو غیرت دہ شمس و قمر
روبرو تیرے ہے مثل گرد لشکر چاندنی

چودھوین شب رہتی ہے تا صبح اونکی بام پر
لوٹتی ہے کیا مری اوپر سے اوپر چاندنی

پاس رسوائی سے اے دل وہ شب مہ مین نہ آئی
مجھ مین اور اونمین ہوئی سد سکندر چاندنی

چھت پہ گر بارہ وین کی شب کو وہ مہرو چڑھے
نور رخ کو دیکھکر ہو جائے ششدر چاندنی

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاک ہے
پاؤن کیا پھیلائیگی چادر سے باہر چاندنی

آجکی شب جلوہ فرما ہے یہان وہ رشک ماہ
ہی اندھیرے گھر مین دشمن کی مرے گھر چاندنی

۱۴ چودھوین شب ہے میر بجان چاندنی کی ہی بہار
تم بھی بیٹھو آج کوٹھی پر بچھا کر چاندنی

خاک پھیری مین ہو داغ مہر کی اپنی نمود
چاند سے ظاہر نہین ہوتی ہے دن بھر چاندنی

ون شب مہتاب مین رکھو نہ اٹھلا کر قدم
خاک مین ملجائیگی ای ماہ پیکر چاندنی

ماہرویو نکی گئی الفت نہ بعد مرگ بھی
بنگئے از خود مرے مرقد کی چادر چاندنی

جب سے پہلو مین نہین ہے وہ بت رشک قمر
میری نظرون مین ہے اے دل خاک پتھر چاندنی

خاک کوئی یار ہے میرا بچھونا اوڑھنا
مجھسے عریان تن کو ہے بیکار چادر چاندنی

چاند سا منہ شب کو تیرا دیکھکر اے رشک مہر
ٹکٹکی باندھے گے مثل چشم اختر چاندنی

۱۹۹ — ۱۶

یاد آجاتی ہے شب مہ مین جو وہ زلف سیاہ
[illegible] کالی گھٹا بنتی [illegible] چاندنی

کیا جلاتی ہے دل عاشق تجلی کر چاندنی
نائرہ دوری رخ سے شب فرقت ہے [illegible] چاندنی

[illegible] ہوش کبک اوڑ جائین شب مہتاب مین
دیتی ہے بھر بھر کی جام آتش تر [illegible]

چھٹ گئی مہتاب کی منہ پر ہوائی آہ سے
روشنی داغِ دل سے ہے مکدّر چاندنی

چاند گر سجتیہ ہی ای مہروش تو کیا عجب
اور بن جاتی تری بستر کی چادر چاندنی

گر سرک جائے کسی شب تیری عارض سے نقاب
شعلہ رو کا نور ہو سیماب بنکر چاندنی

تا نہ پڑے کوئی اوس مہ کو نگاہ بد سے
بنگئی ہے بہر حفاظت پردۂ در چاندنی

ہجر کے شب یہ جو نکلی وائے آفت آگئی
ہو گئی حق مین ہماری صبح محشر چاندنی

نور عارض پر تیری اسکا پہرن جاتا ہے دم
بنتی ہے ای ماہوش لوٹن کبوتر چاندنی

آپ سے پامال ہوتی ہے یہ ہنگام خرام
پاؤن پڑتی ہے ترے ہر ہر قدم پر چاندنی

ہجر کی شب مین دلا کر اوس رخ روشن کی یاد
زیست کرتی ہے ہماری روز دوبھر چاندنی

دھیان ہے اسدم مجھے کس چاند سے رخسار کا
نور جو آنکھو نہین ہے اور دل کی اندر چاندنی

ہجر بت مین ناتوان ہم ہون اندھیری جسم پہ
سنگ موسلے ہے اندھیری سنگ مرمر چاندنی

آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھونگا شب فرقت آئی
ماہ اپنے سر پہ لیجائے اوٹھا کر چاندنی

گھر مرے آئی کبھی شب کو جو رشک قمر
صحن مین لا کر بچھائے اپنا بستر چاندنی

ہے سیہ بختی سے ایسا تیرہ و تار اپنا گھر
خوف سے آتے نہین ہے جسکی اندر چاندنی

۳۰۰

ہی شب مہتاب نشان ہے وہ رشک ماہتاب
اوہر وہ یہان سے وہان تک ہے برابر چاندنی

۱۲

خورشید جبین سے ترے ہمسر تو نہین ہے
مہ اس رخ روشن سے منور تو نہین ہے

پہونچو گی شب [illegible] زیادہ کہ اوٹھین گے
دن حشر کا ہے یار کی ٹھوکر تو نہین ہے

ہے چاہ ذقن ہر ایک منہ ان کو اوسکی
وہ چاہ ذقن چشمۂ کوثر تو نہین ہے

حسن اپنا [illegible] جو یہ سے ساتھ [illegible]
خورشید سا ہرجائی وہ دلبر تو نہین ہے

کیون اگ ہوئے ہاتھہ لگانی سی پریرو | میرا سر انگشت کچھہ اخگر تو نہین ہے
ہم دیکھین گے گو آذر کرو تم درم تزئین | آئینہ ہے کچھہ سد سکندر تو نہین ہے
کیون وحی ہین پیغام زبانی کو سمجھہ لون | کچھہ قاصد دلدار پیمبر تو نہین ہے
مایوس نکر وصل سے اوس بت کی برہمن | کچھہ ہاتھہ ترے سر اُسقدر تو نہین ہے
کیون کوچہ و بازار مین ہے شہرۂ یوسف | صورت مین وہ کچھہ آپ سے بڑھکر تو نہین ہے
قاصد ہے بشر آئیگا وہ آئی ہی آئی | اوڑکر جو پہنچ جائے کبوتر تو نہین ہے
فرماتے ہین کچھہ حضرت ناصح کی نہین شک | پھر بس مین ہمارا دل مضطر تو نہین ہے

۳۰۱

ای آبرو کہتے ہین جسے لوگ ثریا
سر کا یہ کسی ماہ کی جھومر تو نہین ہے

۱۳

وہ ہولی کھیلنی مین بھی ستم ایجاد کرتا ہے | کہ خون عاشق کا پچکاری مین جائی رنگ بھرتا ہے
جو ٹھنڈی گرمیان وہ آتشین رخسار کرتا ہے | تو کیا کیا دل ہمارا سلنے مین آہین سرد بھرتا ہے
ترش روئی سی جاتا ہے کوئی جوش مئی الفت | یہ وہ نشہ نہین ہے جو کھٹائی سی اوترتا ہے
لب شیرین کا بوسہ دیدیا اوس بت نی مانگے | شکرخوری کا منہ سچ ہی خدا شکر سے بھرتا ہے
پھیر و اک طرف ترک فلک کے ہوش اوڑتی ہین | وہ سبزہ رنگ غصی سی جب آنکھین لال کرتا ہے
تمہاری جھوٹی وعدون ہی سی ہوتی ہے ہمین تسکین | تمہاری خالی باتون ہی سی جی یہ دل اپنا بھرتا ہے
گلی کو کاٹ لینا یاد ابرو مین ہی کیا مشکل | جو سر پہ کھیل جاتا ہے وہ یہ بھی کر گزرتا ہے
عبث جراح کو کرتی ہین علاج زخم دل کی ہین | کہین مرہم سی اوس تیغ زبان کا زخم بھرتا ہے
تصور جبکہ آتا ہے لب و دندان جانان کا | بھویا لی دل بیتاب اپنا ایک کرتا ہے
ندا کے ذکر خاکساران محبت اشک پی جائین | نشیب اکثر جہان ہوتا ہے پانی وانیہ مرتا ہے

نہیں آتی ہیں باہم ہچکیاں بوجہ فرقت میں
فرشتہ موت کا شاید کہ ہمکو یاد کرتا ہے

کبھی تیوری چڑہاتا ہے سناتا ہے کبھی باتین
نہیں دم بہر بھی اوس سفاک کا غصہ اوترتا ہے

برنگ بلبل تصور جنبش کر نہین سکتے
فراق گلرخان مین اپنا یہ نقشہ گذرتا ہے

ذرا رنگ اثر دیکھو مہک جاتا ہے خوشبو سے
جو وہ رشک چمن کاغذ کا کوئی گل کترتا ہے

خدنگ ناز قاتل جانے کیونکر نہو پیارا
جگر کو توڑ کر یہ گھر دل عاشق مین کرتا ہے

الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها
چمن مین ابر بارانی سے کٹورا گل کا بہرتا ہے

ببوی نافۂ کاخر صبا زان طرہ بگشاید
تو کیا کیا باغ مین سنبل الجھتا ہے بکھرتا ہے

مرا در منزل جانان چه امن و عیش چون ہر دم
رقیب روسیہ آ آکی اوسکی کان بہرتا ہے

ہمہ کارم ز خودکامی بہ بدنامی کشید آخر
ہوا جسکے لئے بدنام وہی نام دہرتا ہے

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل
مگر کچھ غم نہین وہ دم مین بیڑا پار کرتا ہے

بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی
برا کہتا ہے کیا اک تو زمانہ نام دہرتا ہے

پشیمانی چہ سود آخر چو در اول خطا کردی
عبث اے دل الجھکر زلف مین فریاد کرتا ہے

ز عشق نا تمام ما جمال یار مستغنی ست
عبث وصاف اوسکے حسن کی تعریف کرتا ہے

۳۰۲ — ۲۷
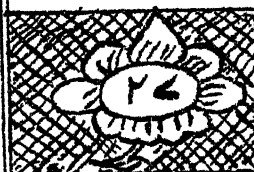
بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کجا در پردہ حافظ آبرو ارشاد کرتا ہے

مدار گردش دوران تمہارا دور داماں ہے
ظہور فتنۂ عالم تمہاری چشم فتاں ہے

دل شوریدہ مین عشق رخ و گیسوی پیچان ہے
برنگ نکہت گل جو دماغ اپنا پریشان ہے

نہ جیب و آستین باقی نہ ثابت تار داماں ہے
جنون وحشی سے تری کس لئے دست و گریباں ہے

چلو اے میکشو ہر سمت جوش ابر باران ہے
امنگون پر بہار سبزۂ صحن گلستان ہے

وہاں فرطِ نزاکت سے جو تن پر بارِ داماں ہے
ہوئی جاروب کش گر پر وبعدِ مُردن ہے
غدار روز ازل سے ہیں تمہاری زلفِ شبگوں پر
ہوئی عدّت مگر پورا نہیں ہوتا نہیں ہوتا
تمسک پاشی نہیں کرتا جو قاتل میری زخموں پر
خیالِ خام سی کچی گھڑی کی چیر گئی زاہد
رہوں ساکت نکیونکر طرح تصویر کی صورت
دلیلِ سرخروئی زردیِ رخسارِ عاشق ہے
کسیکا خونِ ناحق ہے حنا سمجھے ہو تم جسکو
چلو بس ہو چکی گرمی تماشا دیکھہ لو آکر
نہیں کم تابِ مہ داغِ الفت دستِ وحشت سے
دل و جان لوٹتا ہیں ازبسکہ تیری جامہ زیبی پر
نہفتا دو دو وقت گردشِ چشم تو می سازد
چو شمع از کشتنِ ما دامنی رنگین نمی گردد
بزمِ می پرستان سرکشی برطاق نہ زاہد
برنگِ غنچہ ام جز بوئی او در دل نمی گنجد
حیاتِ جاودان خواہی بصحرائی فنا رو کن
حدیث از مطرب و می گو و رازِ دہر کمتر جو
گریبان میدرد اشکم قیامت می کند آہم

یہاں زورِ جنوں سے طوق ہمشکلِ گریباں ہے
شہیدِ ناز کی تربت ہے یا گورِ سلیماں ہے
ہمیں اتّول ہے سے صبحِ وطن شامِ غریباں ہے
تمہارا وعدہ بھی شاید کہ میری دل کا ارماں ہے
عدو کی شور بختی سے بھرا شاید نمکداں ہے
زمانی بھر میں گو مشہور تو پکّا مسلماں ہے
بشکلِ آئینہ پیشِ نظر وہ روئی خنداں ہے
شکستِ رنگ ہی گویا کہ اک فتحِ نمایاں ہے
جسے کہتے ہو آئینہ کسیکی چشمِ حیراں ہے
دلِ پُر داغ میرا غیرتِ سروِ چراغاں ہے
کہ پہنچا تا بدامن چاک ہو کر یاں گریباں ہے
ہلالِ عید قرباں انکو شمشیرِ گریباں ہے
جسے کہتی ہیں دورِ چرخ تیرا دورِ داماں ہے
مگر آبِ دمِ تیغِ بتاں خونِ شہیداں ہے
عبث اس گنبدِ دستار پر تو اپنی نازاں ہے
بغیر اوس گل کی صحنِ باغ مجکو کنجِ زنداں ہے
کہ تشنہ لب ہیں جسکے خضر یہ وہ آبِ حیواں ہے
چمن سرسبز ہیں ہر سمت جوشِ ابرِ باراں ہے
مگر بحرِ تعشق بھی غضب آفت کا طوفاں ہے

گزر در کلبۂ تارم نباشد روز روشن را
جدائی انتو آسان ست پیوستن تو مشکل
ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن

ہوا جب سے مجھے سودائے زلف عنبر افشاں ہے
جدا ہو کر عدو تجھ سے عبث ملنی کا خواہاں ہے
اوسیکا نور ہر تن میں بشکل روح پنہاں ہے

۲۰۳

غبارِ خاطرِ دانا ست اظہارِ سخن کرون
بیان رازِ دل ای آبرو بس کارِ نادان ہے

۱۴

پردہ یا شاہِ عرب رخ سے اوٹھاتے جاتے
یا بنی طالعِ خفتہ کو جگاتے جاتے
آپ ہیں ہادیٔ کل آپ ہیں دین کے رہبر
دیتی ہیں دلمین جگہ عشق رخ احمد کو
آستان پر ترے سر دہرتی ہیں سرکش آکی
بادشاہی جہان کی نہیں رکہتی پروا
چہوڑکر کاکل شبرنگ رخ روشن پر
عشقِ احمد سے دل و جان و جگر ہیں پر نور
کہتے جاتے ہیں وہ بال آنکہوں میں گہونگر والے
جبہۂ پاک کی الفت نے بنایا وحشی
ہو گئی جاتی ہیں یہ انوار سرے انگد کی تل
نہیں گے کعبۂ مقصد کو نہ وہ جو کہ الگ
ان دنوں لکھتے ہیں ہم مہر نبوت کی صفت

دولتِ حسن خدا داد لٹاتے جاتے
خواب میں مجھے دیدار دکہاتے جاتے
ہوشیں گمراہ مجھے راہ بتاتے جاتے
ہم بہی اس اوجڑی نگر کو ہیں بساتی جاتے
در پہ مغرور ہیں گردن کو جھکاتی جاتے
درِ دولت پہ ہیں جو لوگ کہ آتی جاتے
ابر کی قدر ذرا آپ گھٹاتے جاتے
پہلوئی مہر ہیں یہ ذری دیاتے جاتے
دامِ الفت میں ہیں ہم دلکو پہنسلاتے جاتے
دامنِ دشت کی شہرتری ہیں اوڑاتی جاتے
شکلِ مردم ہیں وہ آنکھوں میں سماتے جاتے
بیٹھی ہر اینٹ کی مسجد ہیں بناتی جاتے
کشورِ نعت میں سکہ ہیں بٹہاتی جاتے

کعبۃ اللہ کو کہتے تھے کہ کل جائیں گے
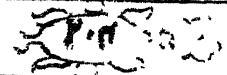
۲۰۴ آبرو رہ گئی تو آج بھی جاتے جاتے ۱۱

اشعار نعتیہ

محمد تاجدار دو جہان ہے | محمد زینت کون و مکان ہے

محمد باعث تخلیق آدم | محمد ہمراز کن فیکن ہے

محمد رازدار خالق کل | محمد فخر جملہ انس و جان ہے

محمد مہبط جبریل آکر | محمد سرور قدوسیان ہے

محمد ہے گل گلزار وحدت | محمد سرو باغ لامکان ہے

محمد ہے حبیب خاص داور | محمد سے فی الحقیقت بیان ہے

۲۰۵ ترا ای آبرو حامی وہ ہی ہے
کہ جو سالار خیل مرسلان ہے ۱۲

نیاز عدو کو کہ رنج دلی ہے | خوشی ہے مرے جسمین اونکی خوشی ہے

طبیعت کی آئی سے جان پر بنی ہے | کسیکا ہی رونا کسیکی ہنسی ہے

لبا ہی جو دلمین اوسی سی ہے مطلب | نہین کیا غرض یون تو خلقت بسی ہے

زبان کو نہ کہلوا کی پردہ اوٹھاو | یہ کہتا ہون وہ بات منہ پر دھرے ہے

کہین حال اظہار پہر کس طرح سے | وہان عرض مطلب سخن پروری ہے

اجی حضرت عشق تم تو ہو مرشد | تمہین دور ہی سے میرے بندگی ہے

نہین دیکھتے ہین نگہ بھر کے مجھکو | نظر کو بھی اونکی نظر ہو گئی ہے

آ جبا سے نفرت ہے غیر دل سے رغبت | بتاؤ تو کیونکی یہ کیا منصفی ہے

ہوا منتون سے نہ راضی ستمگر | کہین بات بگڑی ہوئی بھی بنی ہے

غرض مُدعا چھیڑنے سے عدو کے
سمجھتے ہین ہم خوب جو دل لگی ہے
ہی نسیان سے آگو وہ انسان سراسر
خطا کیون نہ سرزد ہو پھر آدمی ہے

۲۰۶ — ۱۱

نہین آبرو ہی سبب لب پہ نالے
طبیعت کہین آگئی آگئی ہے

کیون دلِ پر آندو سے نوکِ مژگان دور ہے
آبلی سے کیلئے خارِ مغیلان دور ہے
پاس تک آنے نہین دیتا ہی ملنا درکنار
آنکھ سے ہوئے کچھ اونکا دربان دور ہے
کسطرح آئین گی میرے پاس وہ ای نامہ بر
اس عبارت سے تو اونکی خط کا عنوان دور ہے
ہو جدا ہر چند پرانے سے آدمی کو ہی فیض
دیکھ لو ذری سے خورشیدِ درخشان دور ہے
بھول جاتا ہے ہمارا یاد ہی ای مہربان
یادِ دشمن کی لئی تو دل سے نسیان دور ہے
کب قرینِ فہم ہو سکتا ہے تو دلِ مدعی
کھائی جو رخ کی قسم کب اوس سے قرآن دور ہے
جانِ غشائی کا صلہ الزام ہے ہمکو ملا
آپ سے تو مشفقِ من پاسِ احسان دور ہے
قتل کیا پاسِ عدو سے وہ مجھے فرمائینگے
اون سے ہونا ہتو اس مشکل کا آسان دور ہے
دل فدائی رخ ہے شیدائی خمِ گیسو نہین
حیلہ سازی سے تو یہ مردِ مسلمان دور ہے
وہ چلی ہے آئین گی مند سی میرے گھر ناسمجھ
تو کہی جانا بھی دلسی کہ ہان ہان دور ہے

۲۰۷ — ۹

شعر جو کچھ یاس ہو ج ہی سُنا دُو آبرو
بہ تو نانا آپکا اسوقت دیوان دُور ہے

تیرا جوبن ہے جوانی میری
تیرا شہرہ ہے کہانی میری
دل تو کیا جان بھی دیدون تجکو
نہین الفت ہے زبانی میری
گوش دلسی کبھی سنئی للہ
ای صنم رام کہانی میری

چشمِ دشمن مین بھی آنسو بھر آئی
دیکھکر اشک فشانی مری
کیون شبِ وصل نہون شادیِ مرگ
موت ہے دشمنِ جانی میری
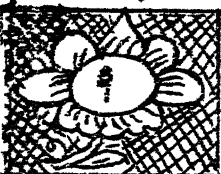
۴۰۸

آبرو عشقِ بت کمسن مین
ہنگئے ہائی جوانی میری
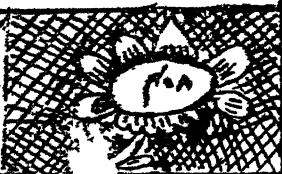
جب نظر برق تپان آتی ہے
یاد شوخی بتان آتی ہے
دل چرانی کو وہ ڈھونڈین نظر
پر دی پردی مین نہان آتی ہے
آمدِ شیب ہے جاتا ہے شباب
لوٹنی باغ خزان آتی ہے
چونک پڑتا ہے وہ کافر جسدم
کان مین صوتِ اذان آتی ہے
توبہ توبہ کی صدا مسجد سے
تا درِ پیر مغان آتی ہے
گل کھلاتے ہی صبا گلشن مین
خاک اوڑا نی کو یہان آتی ہے
منہ کو آتا ہے کلیجہ میرا
دل سے لب تک جو فغان آتی ہے
لیک شطا ہے طبیعت میری
ایسے ویسی پہ کہان آتی ہے
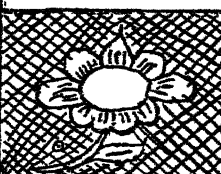
آبرو وعدہ وصلت پہ مگر
اک نہین یار کو ہان آتی ہے

مسدس دربیان ولادت بالسعادت

آج آمدِ حبیبِ خدائی غفور ہے
ہر نخل باغ دہر بنا نخلِ طور ہے
جوشِ بہارِ عشرت و عیش و سرور ہے
گلزار سی جہان کی خزان دور دور ہے

کیا شان احمدی کا چمن مین ظہور ہے

ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

یہ دن ہے روزِ مولدِ محبوبِ دو جہان — سامان خرمی ہے بہم زیر آسمان
ہر برگِ گل ہے فرحت والا میں تر زبان — یہ کہہ رہی ہے باغ میں سوسن کی بانچھ زبان

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

جب تک کہ نور دیدۂ قمر میں تھا — آنکھیں ہوئیں نہ شکلِ حقیقت سے آشنا
بینائی جبکہ خالقِ مطلق نے کی عطا — اس وقت دیکھ بھال کی بیساختہ کہا

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

جب ایسی شی جہان میں آئی کوئی نظر — بس ہے کہ شانِ نورِ نبی ہو نہ جلوہ گر
اول بغور دیکھ کے ہر شاخ و برگ و بر — آخر یہی کہا دلِ دانا نے سوچ کر

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

تھا پیش ازیں نہ عالمِ ہستی کا کچھ نشان — جیسا کہ اب ہے ایسا نہ آباد تھا جہان
اونسے ہے باغ باغ ہوا گلشنِ جنان — کہتے ہزار سی ہے یہ سوسن بصد زبان

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

شاداب و سبز گلشنِ جنت اوسی سے ہے — ہر پھول پھل کی شوخ یہ رنگت اوسی سے ہے
غنچوں کی مٹھیوں میں بضاعت اوسی سے ہے — باغِ جہان کی رونق و زینت اوسی سے ہے

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمد کا نور ہے

بلبل کی چہچہے ہین اونہین کی سبب سے ہین
سبزی یہ لہلہی بہی اونہین کی سبب سے ہین
پہولونکی قہقہوں بہی اونہین کے سبب سے ہین
گلزار پہ بدری بہی اونہین کے سبب سے ہین

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمد کا نور ہے

گل اونکی رنگ رخ کے سبب باغ باغ ہے
لالہ کا رنج ہجر سے دل داغ داغ ہے
غنچہ بہی قصہ تنگدلی سے فراغ ہے
یان عندلیب عقل کا بہی گل چراغ ہے

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمد کا نور ہے

کیون متصل نہ رحمت باری کا ہو ورود
ہر ایک سرو باغ کی اوس قد سے ہے نمود
ہر پہول پہل کی ہے رخ احمد سے ہست و بود
کیونکر نہ قمریون کی زبانون پہ ہو درود

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمد کا نور ہے

اونکے غلام اپکا ہے موسم بہار
قربان لاکہ جان سے عنادل ہین صد ہزار
قدمون پہ پہر غرور سے چمن کیون نہ ہو نثار
طاؤس وقت رقص یہ کہتی ہین بار بار

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمد کا نور ہے

جب تک دہن مین دخل ہی یارب زبان کا
جب تک زبان مین نطق کا جوہر ہے یا خدا

پھولی ایک دم کو کہے نام مصطفا ۔ لب پر یہ آبرو کی رہے شعر تر سدا

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

سراپای نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سر نامہ لازم ہے حمد خدا ۔ قلم جس نے قدرت سے پیدا کیا
لکھوں پھر سراپای سلطان دین ۔ بنی جسکی خاطر مکان و مکین
یہ ہے حلیہ سرور انبیا ۔ بلا ریب تھے جو حبیب خدا
بزرگی سر شاہ کونین کی ۔ دلیل اونکی سرداری رسولوں کی تھی
سیہ اور پیچیدہ تھے موی پاک ۔ بناگوش تک تھے وہ گیسوی پاک
اونہیں کی تو واللیل تعریف ہے ۔ اونہیں کی تو قرآن مجید توصیف ہے
رخ شاہ تھا رشک شمس الضحی ۔ عیان تھا جبین سے جلال خدا
عذار مبارک کا یہ رنگ تھا ۔ کہ نازک کہیں پھول سے تھی سوا
صباحت ملاحت مین تھا بی نظیر ۔ وہ حسن رسول بشیر و نذیر
تھی ابروی پیوستہ رشک ہلال ۔ اور اون چشم حق بین مین ڈوری تھی لال
کبھی سرمہ دینی کی حاجت نہ تھی ۔ سیاہی تھی بس کحل مازاغ کے
کھلا تھا ہر ایک موی مژہ ۔ حیا سی نہ اوٹھتے تھے ہرگز نگہ
وہ بینی بلندی مین تھی دلفریب ۔ کہ لیجائی عاشق سے صبر و شکیب
لکھوں وصف اونکی دہن کا مین کیا ۔ نمونا تھا یا سر ذات خدا

کہوں عشق خاطر عاشقان ۔ تو ہان ہون و گا اسی سب جہان

ہر اک دانت تھا گوہر آبدار ۔ تبسم وہ تھا رشک صبح بہار

صفت اسکے دندان کے یٰسین ہے ۔ جسے شک ہو قرآن مین دیکھ لے

زنخدان وہ تھی سیب باغ جنان ۔ وہ گردن تھی شفاف آئینہ سان

وہ ریش مطہر تھے نور خدا ۔ کہ دل جس سے مانوس تھا خضر کا

وہ سینہ تھا گنجینۂ معرفت ۔ صفائی مین آئینۂ معرفت

سیہ ایک بالونکے تحریر تھے ۔ زصدر نبی تا بناف نبی

تھی مہر رسالت کمر پر عیان ۔ مگر دونو شانون کی تھی درمیان

بہت دست و پا بھی خوش اسلوب تھے ۔ کہ ہر اہل بینش کو مرغوب تھے

ملائم تھی شاقم سے افزون وہ ہاتھ ۔ ہر انگشت موزون لطافت کی ساتھ

وہ پائے مقدس سدا یکسان ۔ رہ حق مین تھی مثل دریا روان

سراپا وہ تھا قدرت کردگار ۔ کہ شان خدا جس سے تھی آشکار

الٰہی بحق جناب حبیب ۔ مجھے عشق آل نبی کر نصیب

مجھے مال و دولت کی الفت نہین ۔ کچھ آرام و راحت کی چاہت نہین

یہی آرزو ہے کہ روز جزا ۔ مجھے بخش دینا پئے مصطفےٰ

عجب کیا طفیل جناب رسول
جو اپنی دعا آبرو ہو قبول

اشعار متفرقات

مجھ سے ... نہ کبھی حور کی صورت ہوگی — نہ ہوئی ہر گز نہ تری ... جنت ہوگی
داد ہی جو ہمین حشر مین اونکی قامت — دیکھنا اور قیامت مین قیامت ہوگی
مبتلا وہ عاشق کہ جھی زمرۂ عشاق مین ہی — بیچ تسبیح کی مانند اہانت ہوگی
روز فردا پہ اگر وصل کا ٹھیرا اقرار — پھر تو ای جان یقین ہی کہ قیامت ہوگی

ایضاً

قامت یار دل پہ آفت ہے — یا قیامت ہے یا قیامت ہے
ہمکو قرآن سے ہوگیا ثابت — فرط عسرت دلیل عشرت ہے
مجکو یہ حال کچھ نہین کھلتا — دل سے راحت کو کیون عداوت ہے

ایضاً

نہین ہین داغ میرے تن پہ اونکی چھلانگی — کئی ہین عشق نے روشن چراغ کانٹی پر
وہ سوز ہے مرے تلوونکی آبلونمین بھرا — چبھی جو پانوٴ مین پڑجائی داغ کانٹی پر

در صنعت ملمع

این درد کرا گویم و درمان نہ کہ پرسم — کوئی مجھسے ہمدرد جہان مین نہین ملتا
صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد — ہمکو غم کہا لی ہے بوسۂ لب شیرین کا ملا
خاطر بدست تفرقہ دادن نہ زیرکیست — اے دل جہان مین وسوسۂ این و آن نکر
پارہ خواہد شد ازین دست گریبانی چند — کچھ مجھسے پر نہین ہاتھ اپنا کیا اوسنی صاف
صد جان فدای آنکہ زبان و دلش یکیست — عاشق ہزار جان سے ہین باوفا پہ ہم
عمر آن بود کہ در غم جانان بسر شود — بن دل لگائی زیست کا کچھ بھی مزا نہین
تا مردہی و مردی قدمی فاصلہ دارد — میدان محبت مین ہی سب سے ہم آگی

دارِ شکستان کم کهند رزق گزارا —
بهکا مین عدو لا کهہ وہ جوسہ مجهی دیتے

ایضاً

بعدِ وصلت بهی وہی ہے اضطراب
درد باقی ہے مدا وا ہو چکا

بڑہ چلے کوچۂ گیسو سی کهان حضرتِ دل
رستہ بهول گئی خضرِ طریقت ہوکر

الفت کهان کی ذکرِ بتان بهی ہی اب گران
ایسے دبی ہین بارِ محبت سی ہو ٹہا کی ہم

یہ بهی سبب ہین خاموش بزمِ رندان مین
لگائی کان ہین زاہد صدائی قلقل پر

خنجر کو پهیرا تو نے گلوئی امام پر
ای شمر ہین حرف سدا تیری نام پر

تیری تن سے گل کے خوشبو ہے عیان
لوٹ ہین بهونری اسی بو باس پر

آبرو لب آئی اوس کافر کی یاد
جب نظر ڈالی گلِ عباس پر —

نگہِ دیر دیر نے مارا
مجکو قسمت کی پهیر نے مارا

کیا سبک رو ہی اپنا توسنِ عمر
نقش تک گام کا نہین ملتا

طورِ سینا سے یا کلیم اللہ
نقشہ اوس بام کا نہین ملتا

غیر آیا ہے لیکے نامۂ شوق
بهید پیغام کا نہین ملتا

حشر کی دن بهی خاص ہی بخشش
اذن کیون عام کا نہین ملتا

روبروِ غیر کے سنا لیتے ہو
لطف دشنام کا نہین ملتا

ایضاً

غیر کا خط وہ مجهے یون تو دکها دیتی ہین
مدعا جس سے عبارت ہے مٹا دیتی ہین

اپنا بهہ زور ہر طور دکها دیتے ہین
ولولی اوٹهکی میرے دلکو بٹها دیتے ہین

دل و جان لیکے مجهے دیتی ہین اوکیا الزام
آپ فرمائی کیا لیتی ہین کیا دیتے ہین

مردم دیدہ ترے دید کے طالب ہی شوخ
غرفۂ چشم سے پردہ ہی کو اٹھا دیتی ہین

غیب کا بھید ہے یا ہے کوئی امر موہوم
کچھ دہن کا بھی ردوہم پتا دیتی ہین

مٹ گئے سر پہ ہی حرف جو رو ہی ہین اونکی
نام لکھہ لکھہ کے سر لوح مٹا دیتی ہین

ولولہ دل مین نہ وہ ہے نہ وہ دلکا ہے جگر
صبر مرحوم کو ہم دل سے دعا دیتی ہین

نذر انداز ہے جان نازیہ قربان ہی دل
آپ اسپر بھی یہہ فرماتے ہین کیا دیتی ہین

سخن تلخ بھی ہے قند سے بڑھکر ہمکو
رو کہی فقرے بہی شرمی بار رہزا دیتی ہین

سنتے پہر دل لگی لگی کو نہین کسو جہ سے آپ
دل لگی کے تو جگہہ کان لگا دیتے ہین

کم نگاہی کو بھی لیتی نہین سنتے مولون
جنس دل اسم رقم جان سے جدا دیتی ہین

ڈھونڈھی ڈھونڈھی چلو گہر حضرت دل کیا ہوا
اپنی دامن کے ہتہین کب وہ ہوا دیتی ہین

آبرو باندھ کے سفر نگی جانان کا خیال
روز ہم دلکو نئی سیر دکہا دیتی ہین

ایضاً

کیا تمہین ہے کہ تکو تو پاس وفا نہو
تاکید مجھہ پہ یہ کہ لب شکوہ وا نہو

پاس حجاب اوگل رعنا ضرور ہے
پردے مین رخنہ گر مجھے ڈر ہے صبا نہو

بیٹھا رہون خموش مین خلوت مین کسطرح
ممکن نہین کہ دل مین کوئی حوصلا نہو

ایضاً

کوئی شایان ستمگر کا نہین اہل مریض
سیکڑون کو کرتے ہین بیمار یہہ بیمار دو

زندگی سے تنگ مین سلف و مرنے کی ستیز
وار خنجر کا ہو یا پہانسی ہمین دلدار دو

ایضاً

روز ہوتا ہے یہان پر بھی طلوع آفتاب
ہے بجا مشرق کہین گر قانہ خمار کو

نیک ہے بدکو زیادہ فائدہ دینا مین ہے	پہول پایا گر سپر لے پہل ملا تلوار کو

ایضاً

ہم اپنی ہستی کو کیون مٹائین یہہ کچھہ کسیکے کمر نہین ہے
وفا سے ہم آنکھہ کیون چرائین یہہ کچھہ کسیکے نظر نہین ہے
جفا مین ثانی نہین تمہارا وفا مین ہمسا بشر نہین ہے
کہان نہین ہے ہمارا چرچا تمہارا شہرہ کدھر نہین ہے
ہمین تصور مین جائین اون تک چلین الٰہی گذر نہین ہے
پیام پہونچا ہین آپ اپنا نہو اگر نامہ بر نہین ہے
اثر بیان مین ہو آبرو کیا کہ درد ہے پر اثر نہین ہے
لگاؤ تہا جسکو دل لگے سے وہ دل نہین وہ جگر نہین ہے

مہربانی کیجئے یا ظلم جو بہتر کیجئے	آپکی نزدیک ہو جو بات بہتر کیجئے
ایسی کچی گولیان کہیلی نہین ہین ہم پختہ کار	یہ خیال خام اپنی دل سے باہر کیجئے

ایضاً

نگاہ ناز چرا لے سے ہو گیا ثابت	کہ پردہ دار تغافل ترے حیا بھی ہے
یہ غیر ہین کہ سدا اسکے کان بہرتے ہین	میری زبان سے کبھی تو بھی کچھہ سنا بھی ہے
مری لپیٹ مین ڈر ہے نہ غیر آجائے	کہ پیشتر سی قاتل مین شکستہ بہی ہے
تمہارے دل کا شب وصل کم ہوا ہے غبار	یہ تکڑ اسیر کا تار اڑ رہی کچھہ کہا بہی ہے
جمی کا فاتحہ خوان ہے رنگ پہولونکا	حنائی ہاتہہ مین قاتل کی خون بہا بھی ہے

ایضاً

[illegible] پا [illegible] کب [illegible] | حضرت عشق مین عجب کو لے

ایضاً

[illegible] چھٹ [illegible] مین تری | دم شمشیر سے جو پہول جہڑا کرتا ہے

ایضاً

[illegible] سوز و تب ہوتا ہے | احمق ہے سرو بلند کہ قد کا دراز [illegible]

مخمس [illegible] غزل نجم الدولہ دبیر الملک حضرت اسد اللہ خان غالب دہلوی مرحوم مغفور

[illegible] جبین [illegible] سے گال اچھا ہے | دانت تارون سے شفق سے لب لال اچھا ہے
[illegible] ابرو کا ہلال اچھا ہے | حسن مہ گرچہ بہنگام کمال اچھا ہے

اوس سے میرا مہ خورشید جمال اچھا ہے

سنگدل کیسی ہین واللہ بتان گمراہ | انمین بیرحمی بیرحمی ہے خالق کی پناہ
دیکھئے مفت بری انکے عیاذاً باللہ | بوسہ دیتی نہین اور دلپہ ہے ہر لحظہ نگاہ

جی مین کہتی ہین کہ مفت آئی تو مال اچھا ہے

مین ہون مست مے وحدت نہین رہتا پروا | محتسب دل شکنی تیرے یہ سب ہے بیجا
نہین پابند خلائق دل وحشی اپنا | اور بازار سے لی آئی اگر ٹوٹ گیا

جام جم سے یہ مرا جام سفال اچھا ہے

مانگنی والونکو جز رنج کی کیا ملتا ہے | جو کہ تقدیر مین جسکے ہے لکہا ملتا ہے
گر قناعت ہو تو گھر بیٹھے خدا ملتا ہے | بی طلب دین تو مزا اسمین سوا ملتا ہے

وہ گدا جسکو نہو خوی سوال اچھا ہے

بجہر مین [illegible] سحر گرچہ سرا [illegible] تنگ ہے قد | یہ خبر اونکو ہو کسطرح کہ اسکو ہے قلق

شکوہ وہ آئین گے یان پھولیگی چہرہ پہ شفق — اونکے دیکھے سے تو آجاتی ہے منہ پر رونق

وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہے

دیکھون اب اوسنی مرے حال پہ ہو کیسا فیض — شمع بہ شمت سے کیا پائیگا پروانا فیض

سرو کا قمریہ بلبل پہ ہو کیا گل کا فیض — دیکھئے پاتے ہین عشاق بتو نسے کیا فیض

اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے

آہ بلبل نے کیا چاک گریبان گل کا — شمع کو سوزش پروانہ سے جلنا ہی پڑا

وحشت قیس نے لیلی کو دکھایا صحرا — ہم سخن تیشہ نے فرہاد کو شیرین سے کیا

جسطرح کا کہ کسی مین ہو کمال اچھا ہے

وہی عاشق ہے جو معشوق سراپا ہو جائے — خودنمائی نہو آئینہ وسے کا ہو جائے

دل سے نقش دوئی اوٹھ جائی تو کیا ہو جائے — قطرہ دریا مین جو ملجائی تو دریا ہو جائے

کام اچھا ہی وہ جسکا کہ مآل اچھا ہے

آبرو کوچۂ دلدار کے جو ہین ساکن — اونکو کوثر سے مطلب نہین اوس کوچہ مین

نامناسب ہے کہ اظہار ہو راز باطن — ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن

دل کی خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

نامہ

بلیجون سی جو یکتا مثل جان ہو — خدا وہ نمک خوار فلان ہو

در دولت پہ ہو اقبال حاضر — پر پریون کا جلسہ ہر زمان ہو

وہ در ہے مطلع خورشید تابان — جبین پہ داغ سجدہ ہر زمان ہو

در دولت کا وہ پایہ ہے عالی — زمین اونچی ہو نیچا آسمان ہو

کوئی دربان اگر تلوار کھینچے
سپر خورشید داغِ دل نہان ہو

عصائی موسوی دستِ تمنا
یدِ بیضا صفت معجز نشان ہو

نہی گر زرد روئی میرے حاجب
تہیدستی عصائی زرفشان ہو

پتہ یوسف وشو کا دل مین لگ جائی
اگر چاہِ زنخدان بے نشان ہو

جنون کی تیز دستی گر دکھاؤن
ابہی دامانِ محشر دہجیان ہو

ہوئی ہم خاکِ در پامال ہو کر
کرین کیا مہر گر نامہربان ہو

ترے توسن کی ہے کاوی کا چکر
زمین ہو یا محیطِ آسمان ہو

قدمبوسی سے نہین قسمت مین اپنی
حنائی پا سے ہمدستی کہان ہو

خداوندِ جہان خلاقِ عالم
وہی ہے جان ہو یا جانِ جان ہو

مجھے کردار پر بھی رکھدی واعظ
چمک کر قامتِ دلبر عیان ہو

ادب کو آبرو اب طاق پر رکھ
ثنائی پاک سے رطب اللسان ہو
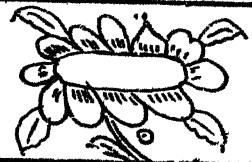
وہ پایہ ہن اہلِ جہان ہو
وہ سایہ سرپرستِ خاکیان ہو

پرستان مین ہو یا ہندوستان مین
خدا جانے مرے جان تم کہان ہو

لحد مین بھی تمنائین رہین گے
مرا سر ہو تمہارا آستان ہو

تمہاری نور سے ہے نار پیدا
وہ جل جائے جو تم سے بدگمان ہو

تلِ ابرو کا تہِ گیسو دکھا دو
شبِ یلدا ہو یا زاغِ کمان ہو

نظر آجائی جب نقشہ تمہارا
زبان پر نالی ہون لب پر فغان ہو

نگاہین تیر بل ہے ابروؤن پر
لئی کیون پھر رہی تیر و کمان ہو

خدنگِ نازکا مین ہون نشانہ ٭
گریبان چاک خاک افشان پیرہن ہم
دکہائی گر دمِ تیغ اداکاٹ
دکہائی گر ہجومِ یاس پیری
رہون پریون کے جگہمٹ مین ہمیشہ
اگر مدحت سے وہ چین بر جبین ہون
دعاکو تری گلچہری اوڑا مین

رگِ جان پر میرے نشتر رواں ہو
ستم ہے یہ کہ تم دامن کشان ہو
ترحم کی نظر دار الامان ہو
پڑی ظلِ کرم دل نو جوان ہو
پڑی آنچل کا سایہ حرزِ جان ہو
سرا خطِ امانی کہکشان ہو
دعا کا ہاتہہ دستِ زر فشان ہو

رہی سر سبز گلزار جوانی
دوبالا حسن تیرا ہر زمان ہو
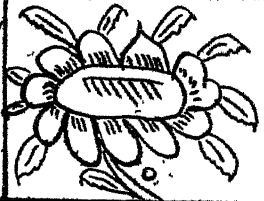
سہرا بتقریب شادی خانہ آبادی صاحبزادہ محمد عبد العلیم خانصاحب
خلف الصدق جناب افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر
فیروز جنگ سی آیس۔ آی نایب الریاست و وائس پریزیڈنٹ محکمہ عالیہ کونسل

آج تیری رخ پر نور پہ آکر سہرا ٭
کہکشان بدہی تو ہے عقدِ ثریا طرا
میری نوشہ کا ہو حسن و چندان کیونکر
شش جہت ہین ہی ز بس دہوم جو اس شادی کی
حسنِ رخ سے تری پائی ہے نئی بات اسنی

بنگیا ہے شجرِ طور سراسر سہرا
مہرِ پُر نور ہے رخ ماہ منور سہرا
تار خورشید کا ہے سہر کی اوپر سہرا
گائی زہرہ بہی خوشی سے ہے فلک پر سہرا
دلکو ہر شخص کے کرتا ہے مسخر سہرا

ہمسر پکا اسی خورشید سے اب دعویٰ ہے	رُخ روشن سے ترے ہے یہہ منور سہرا
پہول کیونکر نہ بیلا مارے خوشیکے کہلجا ہین	مہر آئی ہین ترے آج یہ بنکر سہرا
جب بنی میر اپنا خوب پہنکر پوشاک	قاف مین پریان بکیون گاتین بنا کر سہرا
اسکو کہتے ہین خوشی کہتی ہین اسکو شادی	گایا جاتا ہے ترا شہر مین گہر گہر سہرا

فخر دوران ہے بلاشک خلف فخر الملک
آبرو جنکے لئے لایا ہے کہکر سہرا

گلشن دہر مین جبتک کہ رہین گل خندان	خوبیان جتنی ہین سبکا ہو ترے سر سہرا

سہرا تقریب شادی کتخدائی صاحبزادہ محمد یونس خان صاحب آرزو

خلف صاحبزادہ محمد اسفندیار خان صاحب بہادر جرنیل لشکر ظفر

پیکر بندگان حضور پُر نور نواب صاحب بہادر دام اقبالہم

آرزو کی رخ روشن پہ جو آیا سہرا	جنکے تقدیر بنا ماہ دو ہفتا سہرا
جاسکتا ہے اسے ہر شخص شعاع خورشید	چاند سے رُخ پہ ترے ہے جو سنہرا سہرا
چشم خورشید جہکا چوند مین کیون ہے اسدم	رُخ پر نور سے یہ کسنے اوٹھایا سہرا
چودہوین رات کا ہے چاند ترا رخ نبٹرہی	آفتاب فلک حسن ہے سر کا سہرا
کیون نہ بشاش ہو دل کیون نہ طبیعت شاد ان	آج سر پر ترے خالق نے دکھایا سہرا
آبرو یوسف ثانی ہے محمد یونس	کیون تصدق ہو مانند زلیخا سہرا
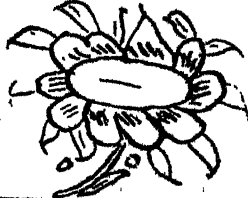
رسم تزویج مروج ہے الٰہی جبتک
باغ عشرت رہی سر سبز و مُظفر سہرا
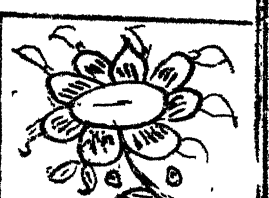
سہرا بتقریب شادی کتخدائی صاحبزادہ محمد عبداللطیف خان خلف الصدق افتخار الامرا فخر الملک

جناب صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر فیروز جنگ سی۔ ایس۔ آئی۔ ناظم الریاست وو ایس پریزیڈنٹ

محکمہ محتشمہ کونسل ابن حضرت نواب وزیر الدولہ بہادر جنت آرامگاہ

وہ روپ ہے ترے اس زرنگار سہرے پر
کہ مہر بھی ہے فدا ازرہ وار سہرے پر

بہار گاتی ہیں حوریں گلستان کیا کیا
یہ مہک کے رُخ کی ہے چھائے بہار سہرے پر

دلوں نکے عقدے ہی کھلے ہیں کہ ہیں یہ پھول کھلے
یہ عکس رُخ ہے کہ رنگ بہار سہرے پر

جو پیاری پیاری ہے صورت تو گورا گورا رنگ
پیار آئی کیوں نہ بار بار سہرے پر

جو وہ بہار چمن ہے تو یہ ہے خندۂ گل
رہی جان رخ یہ فدا دل نثار سہرے پر

گلی کا ہار لعبد دل بہار عشرت ہے
ہزار جان سے فدا ہے ہزار سہرے پر

جو سر پہ باندھی ہے عبداللطیف خان نوشہ
خوشی کو ناز ہے ہے افتخار سہرے پر

ترے ملاحت عارض زہے صباحت حسن
خوش نصیب ہے طرفہ بہار سہرے پر

کیا ہی ابر بہاری نے آبرو چھڑکاؤ
اب اوڑ کے آئی گا کیوں غبار سہرے پر

سہرا بتقریب شادی کتخدائی صاحبزادہ محمد شیر علی خان صاحب شرر خلف

الصدق جناب صاحبزادہ محمد عبدالرحیم خان صاحب شرف مرحوم شاگرد مصنف

سر پر اوس مہر تجلی کی جو باندھا سہرا ۔ بنگیا نور سے رشک ید بیضا سہرا
ایک تو پہلے ہی رکھتا تھا جواہر سے چمک ۔ اور بھی عارض پر نور سے چمکا سہرا
تو وہ ہی رشک قمر تری لیی زیبا ہی ۔ تار خورشید کا طُرّہ ہو ثریا سہرا
مہر تاباں ہے ترا رُخ مہ کامل ہے جبین ۔ شام گیسوی سیہ نور کا تڑکا سہرا
ہوئی سر شب ہین تو ہی سرخی رخ رنگ شفق ۔ طرہ ہے نجم سحر نور کا بُکّا سہرا
گوری گوری تری عارض ہین رسیلی آنکھین ۔ پیاری پیاری ترے صورت ہے پیارا سہرا
آب و تاب اسکے تری خسی ٹریی ہی حسن ۔ لہرین لیتا ہی پڑا صورت دریا سہرا
شب نے تری لئے انجم سے بنائی بدّھی ۔ روز نے نور سحر لیکے بنایا سہرا

جشن شادی یہ مبارک ہو تجھے شیر علی
آبرو لی تری خاطر یہ بنایا سہرا

سہرا بتقریب شادی کتخدائی صاحبزادہ محمد الیاس خانصاحب خلف صاحبزادہ حافظ محمد اسحاق خانصاحب بہادر ابن امین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علیخانصاحب بہادر

آیا جو وقت میری نوشہ کے رُخ پر سہرا ۔ بنگیا مطلع انوار سراسر سہرا
رشک خورشید ترا روئی منور ہے بنی ۔ پرتو رخ سے بخیون ہو مہ انور سہرا
ہون بہار رُخ نوشہ پہ کہ سہرے یہ نثار ۔ اوس سے یہ بڑھکی ہے اوراس سی ہی بڑھکر سہرا
کیون چھپا چونہ ہو چشم تماشائی کو ۔ کہ چمک مین نہین کچھ برق سے کمتر سہرا
بڑھکی تو حسن مین ہے اہل جہان سے نوشہ ۔ سبکے سہرون سے نہ کیون ہو ترا بہتر سہرا
آگیا اور بھی جوبن تری رخ پر سنبر طے ۔ ہی مگر آئینۂ حسن کا جوہر سہرا

نظر بد کی حفاظت کی لئے لازم ہے
کہیئے کس طرح سے آویزش بیجا اسکو
چمن دہر مین سرسبز رہے تو الیاس

سورۂ نور پڑہو دیکہکے الو رسہرا
کہ بلائین ترے لیتا ہے یہ جہک کر سہرا
سایۂ عمر خضر کا ہو ترے سر سہرا

ہو مبارک تجہے یہ جشن یہ شادی نوشہ
آبرو تیرے لئے لایا ہے کہکر سہرا

سہرا بتقریب شادی ختم کلام ربانی برخوردار نور الابصار سعادت منش

محمد اشرف علی عرف سید جان فرزند مصنف
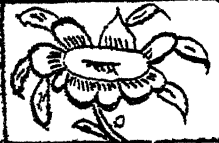
صاف کر جائی گا خورشید کے سر کا سہرا
کہہ دو مالن سے اگر گوندہتی ہے سہرا یکو
اہل محفل کی نگاہین جو پڑین سہری پر
فرط شادی سے یہ پہولا کہ ہوا رشک چمن
شادی ہر روز مبارک ہو تجہی سید جان
تیرے ماں باپ کا تہنڈا ہو کلیجہ لشاد

رخ نوشاہ سے جو فرق کہ سر کا سہرا
کالی ہو جائی مبری رشک قمر کا سہرا
مژہ ادراو سیہ ہوا تار نظر کا سہرا
سر پہ نوشہ کے جو آیا گل تر کا سہرا
حق کرے تجہپہ مبارک ہی ہر کا سہرا
سر رہے ترے سے تجہے فتح و ظفر کا سہرا

اپنی بیگانی کہین اسکو نہ کیون سُن سُنکر
آبرو خوب کہا لخت جگر کا سہرا

سہرا بتقریب شادی کتخدائی خانصاحب محمد عبد القادر خان خلف محمد آمان خانصاحب لفاز نساء

واہ کیا رخ پہ ہی نوشہ کی سُہانا سہرا
صبح گہڑی دیکہکے سہریکو جولاکے مالن

ہو مبارک یہ صدا یارب خدایا سہرا
دہوم محفل مین مچی دیکہو وہ آیا سہرا

آتی پھولوں سے ہے بو باس جو پہنے بنیے — کس گل اندام کے لئے یا رب ہے یہ گوندھا سہرا
چنپئی رنگ کا جب عکس پڑا نوشہ کے — نظر آنے لگا آنکھوں میں سنہرا سہرا
پھول سب رنگ کی تو گوندھنا اسمیں مالن — ایسے البیلے کو زیبا ہے چھبیلا سہرا
نظر آنے لگا خورشید کا جلوہ سب کو — اپنے چہرہ سے جو نوشہ نے اوٹھایا سہرا
ٹکٹکی کیوں نہ بندھے دیکھنے والوں کی بھلا — ایک عالم سے نرالا ہے انوکھا سہرا
شادی تم تم ہو مبارک تجھے عبد القادر — سر پہ زینت ہو ترے ظل ہما کا سہرا

آبرو کیوں دل عالم کو نہ تسخیر کرے
نقش حب کا بخدا کہتا ہے نقشا سہرا

قطعہ

وہ خال لہائے رخ سے دل چھین کر ہمارا — اب ایسے ہو گئے ہاں کچھ میل ہے نہیں جا
کیا بر محل مثل ہے اے آبرو یہ بیشک — گویا کہ ان تلوں میں اب تیل ہے نہیں ہے

رباعی

کوئی تو نجوم پر ہے نازاں بیحد — فاخر کوئی یاں ہے با حساب ابجد
رمال کوئی ہے کوئی جفار — ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

قطعۂ تاریخ ترتیب مثنوی حافظ سید محمد حسین صاحب بسمل

خیرآبادی وکیل سرکار ٹونک حاضر باش محکمہ رزیڈنسی راجستان

واہ کیا مثنوی ہے ہوش ربا — اچھے مضموں ہیں اور زباں اچھی
فکر تاریخ آبرو گر ہے — ہے یہ کہہ دو بہار باغ دلی
۹۴ ۱۲

الحمد للہ کہ یہ دیوان بلاغت عنوان سحر حلال مسمی بہ خیابان خیال تصنیف شاعر فصاحت بیان شستہ زبان ماہر زبان ناصب علے مولوی منشی حکیم سید محمد اصغر علی آبرو خلف الصدق زبدۃ الفضلا قدوۃ الحکماء حکیم سید محمد انور علی صاحب مصطفے آبادی سے ۱۳۰۵ھ

بتحت طبع ربط مدعوان سحر حلال زمان حافظ محمد عزیز الرحمن خان اختتام کو پہنچا

قطعہ تاریخ آغاز طبع دیوان من نتائج افکار گوہر بار شاعر مستند جناب نواب محمد سلیمان خان صاحب اسد لکھنوی سلمہ اللہ القوی

مطبوع کلام آبرو شد	دارد اسد و مذاق صائب
تاریخ چنین طلسم آن	گفتیم عجائب و غرائب

قطعہ تاریخ اختتام طبع دیوان از حضرت اسد لکھنوی

شدہ طبع بسکہ درین زمان جو کلام شاعر خوش بیان	ہمہ پاک صاف ز عیبہا بنظر گذشت بنا برین
چہ فصاحتی چہ بلاغتی چہ مذاق شعر و چہ شستگی	پی سال طبع اسد بگو شدہ آبرو ہمہ سخن آفرین

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب صاحبزادہ محمد شیر علیخان صاحب شرر خلف الصدق جناب صاحبزادہ محمد عبد الرحیم خانصاحب شرف تلمیذ حضرت مصنف

اوستاد کا جو طبع ہوا انتخاب اب	تھی مدتوں سے جسکے ہر اہل سخن کو چاہ
مجھسے کہا یہ ہاتف غیبی نے بہر سال	کہدو تم اے شرر سخن بے مثال واہ

قطعہ تاریخ طبعزاد سید محمد ناظر حسین صاحب ناظر سکندر آبادی شاگرد رشید حضرت مصنف ۱۳۰۵ھ

چو دیوان اوستاد من طبع شد	بصد شوکت و زینت دلفریب
کہ ہر شعر او ناظر از نکتہ دان	دل از دست برد ست و از دل شکیب
بگفت از سر دانش از من سروش	پی سال او مطلع علم غیب

۱۳۰۵ھ

ایضاً

چھپا اوستاد کا دیوان جو ناظر — لکھی سب نے بعجلت اوسکی تاریخ
دل بہزاد کھو کر سینے لکھے — نگارستان الفت اوسکی تاریخ

ایضاً

چھپا حضرت آبرو کا کلام — کہ اہل سخن جسکا بھرتے ہین دم
کہا عیسوی سال ناظر نے یون — ذرا بہار رشک باغ ارم

قطعۂ تاریخ موزون کردۂ محمد ابراہیم خان تخلص رمز شاگرد حضرت مصنف

فضل خدا سے رمز یہ دیوان ہوا جو طبع — غمگین ہوئے حسود تو شادان ہوئے حبیب
لکھ سیف خامہ سی سر اعدا کو کاٹکر — دیوان سخن کا پھول تو اوستاد عندلیب

ایضاً

کلام آبرو مرغوب دل ہست — فراہم گشت رمز این بی بہا گنج
پئی تاریخ دیوان گفت ہاتف — ز ہجرت یکہزار و سہ صد و پنج

ایضاً

دیوان آبرو چو بشد طبع بہر سال — طبع رسا بقطعۂ تاریخ گشت مست
ہاتف بہ دل ز رمز پئے سال زد ندا — تاریخ طبع این چمن بینظیر ہست

قطعۂ تاریخ رقم زدۂ صاحبزادۂ محمد حمید اللہ خانصاحب وفا- برادر زادۂ جناب ضبط شاگرد حضرت مصنف

جب چھپا دیوان اوستاد زمن — دل ہوا بولن زمزمہ سنج بیان
فرق بدبین کاٹکر لکھدو یہ سال — ہی وفا بیشک یہ مرغوب جہان

ایضاً

کیا تو فا منتخب چھپا آہا	جو کہ مجموعہ ہے بلاغت کا
فرق بد بین کو دور کر کی کہو	ہی عیان گلستان فصاحت کا

قطعۂ تاریخ من نتائج افکار گہربار مولوی عبدالحلیم خان صاحب تخلص محمد

آبرو آنکہ نام عالے او	سید اصغر علی زبان زد دہر
چون بحسن بلیغ و صحت تام	طبع دیوان شد ش بمطبع شہر
سال تاریخ عیسوی ہجری	بدو مصرع نمود معجز حصر
آبروی سخن ہے بخشد	سخن آبروی زبدۂ عصر

۱۸۹۰ ۱۳۰۷

سہرا بتقریب شادی دیگر حکیم مولوی منشی سید محمد اصغر علی صاحب آبرو طبعزاد صاحبزادہ احمد سعید خان صاحب تخلص۔ عاشق خلف اکبر صاحبزادہ محمد سعید خان سعید

سر نوشاہ پر بندہا سہرا	جامہ زیبی سے کیا کہلا سہرا
سب یہ کہتے ہین سید اصغر علی	ہو مبارک تجھے ترا سہرا
پہلا سہرا بندھا تہا اچھی گھڑی	کہ بندہا آج دوسرا سہرا
کہہ رہے ہین یہ سب تماشائی	رخ نوشہ سے اب اوٹہا سہرا
رہی آپس مین الفت و اخلاص	کرتا جہک جہک کے ہے دعا سہرا
آملا تجہسے ایک مدت مین	تیرا سہرا ہے باوفا سہرا

یہ خدا سے دعا ہی عاشق کی

کس کی مہکار ہے سدا سہرا

مبارکباد

بیاہ یہ دوسرا مبارک ہو — اک نیا دوسرا مبارک ہو

ہم سہرے مین لکھ رہے ہین دولہن سے — تجھے یہ ملنا مبارک ہو

تم بھی استاد سید اصغر علی سے — سچ تو یہ ہے کہ کہیا مبارک ہے

تجھنے دلہن کی کھولدے قسمت — جب یہ سب نے کہا مبارک ہے

یار دل شاد ہون عدو پامال — تیرے عاشق دعا مبارک ہے

رنگ

الٰہی آج یہ کیا چھا گیا رنگ — ہے شاید شادی استاد کا رنگ

کوئے انسان گلابی ہے کوئی پیلا — جسے دیکھو تب دیکھو گی نیا رنگ

لب معشوق مین بھی اب نہین ہے — تیری شادی مین کچھہ اتنا اترا رنگ

مذاق اچھے کہتے ہین نوشہ سے ہمدم — کرو خوشیان کہ یہہ ہے دوسرا رنگ

کر تسلیم عاشق تمسے استاد
یہہ کہتی ہین کہ اچھا تو کیا رنگ

بنے دولہا جو سید اصغر علی — دہوم شادی کی ہوگئی گھر گھر

کوئی سہرا کوئی مبارکباد — لکھہ کے لایا کہ خوش ہون سب پڑھکر

مین کہ ایک خوشہ چین اوسکا تھا — مجھہ مین کچھہ مجھے نہ سنتا کوئی جوہر

آخر الامر فکر سال ہوئے — اسمین بھی ناتمام تھا احقر

جیسے کچھہ ہو سکے ابھی کہہ لے — یہ بری ہو اگر تو مین ہون بشر

شعر آخر کا مصرعہ ثانی سن کو کرے پوچھے تو ابھی کہدو	سال شادی بتاتا ہے بکسر اہل اخلا ہیں شادی دیگر

تقریظ پیچیدہ کلک جواہر سلک سید محمد ناظر حسین صاحب ناظر ساکن سکندرآباد ضلع بلندشہر ملازم سرکار ابد قرار ٹونک شاگرد رشید حضرت مصنف

مطبوع دل اہل جہان ہے یہ کلام ہر شعر نے پایا ہے سراپا موزونی	ہیں حور و پری اسکے مضامین تمام ہر مصرعہ برجستہ ہے اسکا گلفام

اللہ اللہ یہہ دیوان ہے یا مرقعۂ تصاویر نکتہ رانی ہا اشعار آبدار ہیں یا گوہر دریاے معانی + ہر غزل عاشق مزاجوں کے حسب حال + ہر بیت مثل بیت ابرو بیمثال + ہر فقرہ چلبلی معشوق سے سوا + ہر مصرعہ موزونیت میں قد رعنا سے طرا + جسجگہ معاملہ بندی کی ہے + اوس عالم کی بعینہ تصویر کھینچدی ہے + جہاں کہیں مضمون عالی کا خیال آیا ہے زمین شعر کو آسمان ہفتم کر دکھایا ہے + طرز بیان کا انداز سب سے جدا روزمرہ صاف ستہرا ستہرا اچھا ہوا + الفاظ کی نشست ایک دوسرے کا پہلو دبائے ہوئے محاورات کی صفائی عذار معشوقہ کا رنگ ڈہنگ اوڑائی ہوئے + ردیف قافیہ عاشق و معشوق کیطرح باہم دست و گریبان چنخو قبیح ابتدائے مطلع غزل سے مثل عدم بے نام و نشان + ادا بندی کا انداز سراسر شکایت کی بوچہار روکا بول بالا + پہیر کے گلے کا ڈہنگ ہی جدا ہے اظہار رشک عدو کا نیا پہلو نکالا ہے + حق تو یہہ ہے کہ شاعری اسیکا نام ہے اور سخنگوئی حضرت آبرو ہی کا کام ہے + انکے اوصاف حمیدہ کی چار سو دہوم ہے + ذات مبارک مجمع العلوم ہے + ضمیر فیض تخمیر کشاف اسرار خفی و جلی ہے + اسم گرامی مولوی منشی سید صغر علی ہے + علم پارسی میں بیمثال ہیں

نظم ونثر مین یکتائے جہان ہین نستعلیق لکھنے کو جب قلم کو اٹھاتے ہین اسم یوسف کو
یوسف ثانی کر دکھاتے ہین انکو سب منصف مزاج مانتے ہین حسد گو بظاہر نہ مانین مگر دلمین جانتے ہین
انکی تعلیم وتفہیم سے اکثر شاعر ہو گئے جنکو کچھ بھی سلیقہ نتھا وہ ماہر ہو گئے انکا ہر طفل دبستان
اوستاد زمان ہے سچ تو یہہ ہے کہ ایسا اوستاد کہان ہے اور انکی تصنیف وتالیف سے اکثر کتابین اُردو وفارسی
نظم ونثر مثل - مثلث ادراک - باغ افکار - خلاصۃ الاخبار فی ذکر الاخیار - معوذات فی شرح
التعویذات - خلاصۃ البیان فی ذکر الاعیان ١٣٠٠ھ ١٢٩٦ھ - کار آمد طلبہ - کلید امید - گنجینۂ نصیحت
جوہر آبرو و جہد نامہ - انشاء صغیر - وغیرہم مکمل ومرتب ہین انشاء اللہ العزیز عنقریب طبع ہو کر
شائقین کی نظر سے گذرینگے اس کلام فصاحت انضمام کو مشت نمونہ از خروارے
تصور فرمائین اور مصنف صاحب کے عمر شریف اس قطعۂ تاریخ سے معلوم ہو سکتی ہے
ے مشوق من حکیم وہم سید + یافت فرزند مثل دُرِ نجف + ہاتفی گفت از پئی تاریخ +
کہ بگو آفتاب برج شرف + مصنف صاحب ممدوح المدح علاوہ جمیع کمالات کے عالی خاندان ہین
شریف النسب سردار جہان ہین انکے والد ماجد زبدۃ الحکماء قدوۃ الفضلا مولانا حکیم سید
محمد انور علی صاحب مرحوم مغفور فن طبابت مین مشہور نزدیک ودور رہی بعہد جناب نواب
امیر الدولہ بہادر شمشیر جنگ اپنی وطن دار الریاست مصطفے آباد عرف رامپور سے یہان تشریف
لائے اور معالج خاص حضور مع الصدر رہے اور جناب نواب وزیر الدولہ بہادر نصرت جنگ
مرحوم ومغفور نے بشرف اوستادی خود معزز فرمایا اور تا حیات خود روز بروز ترقی مراتب کا
خیال رکھا انکے شاگردون مین حکیم مولوی عبد العلی صاحب حکیم مولوی عبد الغفار خان صاحب
مرحوم برادر قاضی مولوی عبد الکریم خانصاحب مغفور وغیرہم بڑے نامی گرامی طبیب ومولوی
ریاست ہذا مین ہوئے ہین اور انکے اکثر شاگرد رامپور مین بھی ہین اور حکیم صاحب موصوف نے

سنہ ۱۲۷۳ ہجری میں بعہد جناب وزیر الدولہ بہادر اس جہان فانی سے بملک جاودانی رحلت فرمائی چنانچہ قطعہ تاریخ رحلت یہ ہے

حکیمے کہ انور علے بود نامش	روانش روان جانب لامکان شد
بتاریخ سال اش سرائید ہاتف	مسیح الزمانے بجنت روان شد

۱۲۷۳ھ

واضح ہو کہ جناب حضرت آبرو کو تلمذ مطلع دیوان نجابت مقطع قصیدہ نقابت مخمس کتاب فصاحت مسدس بیاض بلاغت فارس مضمار ریختہ دانی شناور بحر خوش بیانی غالب شاعران سر دفتر نکتہ سنجان حشیر بیشہ سخنوری گوہر دریائے ہنر پروری سلیمان سیرت سلیمان طبیعت محاورہ دان اردو صاحب زبان لکھنؤ سر آمد شعرائے پٹنہ خرد جناب نواب محمد سلیمان خان بہادر اسد خلف الصدق نواب محمد موسیٰ خان بہادر مرحوم ابن نواب محبت خان بہادر مغفور شہباز جنگ خلف الرشید کرم الدولہ حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ والی سابق ملک روہیلکھنڈ نور اللہ مرقدہٗ سے ہے اور وہ شاگرد رشید جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ اسیر مرحوم کی ہیں اور جناب منشی صاحب مغفور کہ زمانہ حال میں گویا پیغمبر سخن کیا بلکہ خلاق سخن کہنا روا ہے تلامذہ جناب غلام ہمدانی مصحفی مبرور سے تھے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ مصنف صاحب کو

	سلامت رکھے	

تقریظ من نتائج افکار خاکسار سراپا انکسار محمد ابراہیم خان المتخلص بہ عزیز و بہم تاریخی اصغر خلف الصدق منشی محمد خان نیٹیو ڈاکٹر دار وغہ سائر امیر گنج شاگرد جناب خسرو ۱۲۹۱

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا سرور اصفیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم خاکپائے شعرا نازک خیال محمد ابراہیم خان زمرہ ذرہ مثال بخدمت ناظرین با تمکین عرض پرداز ہے کہ طور رنگ ڈھنگ اس دیوان جادو بیان یعنی سحر حلال مسمی خیابان خیال معروف بہ منتخب آبرو ۱۲۹۱ تصنیف جناب افضل الفضلا زبدۃ العلما جوہر عرض سخندانی گوہر درج ہمہ دانی معتقد اہلسنت نے ظل سبحانی

مظہر نغمے دجلی مولوی سید محمد اصغر علی صاحب آبرو کا ہے بجنا یہ حسن بیان و ترکیب بندش و لطف
مضامین کسی نے پایا اگرچہ صدہا دیوان شعرائے لکھنو اور دہلی کے نظر سے گذری مگر ایسے مضامین دیکھی
نہ سنے۔ ماشاء اللہ دیوان کیا ہے فتنہ محشر کا نمونہ چشم بد دور عاشق مزاجوں کا کھلونا ہے گلگونہ
مضامین ہے ہر غزل کا رنگ دونا نکھرا ہوا ہے جسکے رشک سے گل چمن پانی پانی ہوا ہے ہر مطلع لاجواب
ہر شعر انتخاب عجیب مضامین کا آئینہ کھنچا ہے کہ ہر ایک سخن انکو ششدر و حیران بنا یا ہے کلام فارسی
طرفہ رنگ ہے اردو کلام کا عجب ڈھنگ ہے میرا بیان بلا تملق ہے دیکھنے سے تعلق ہے مصنف صاحب
قواعد عربی و فارسی میں یکتا ئی زبان محاورہ اردو میں شہرہ جہان ہیں انکی تصانیف سے اکثر کتابیں مفید
عام ہیں جنکے یہ نام ہیں مثلث ادراک ۔ باغ افکار ۔ خلاصۃ الاخبار فی ذکر الاخیار گوہر نایاب و تذکرہ
نایاب گنجینہ نصیحت ۔ معوذات فی تشریح التعویذات کلید امید ۔ کار آمد طلبہ ۔ انشائی صغیر جوہر آئینہ
واحد نامہ ۔ خلاصۃ البیان فی ذکر الاعیان ۔ یہہ عجیب و غریب کتاب ہے اسمین کل حال ریاست
دار الاسلام محمد آباد عرف ٹونک کا انتخاب ہے حق تو یہہ ہے کہ مصنف صاحب نے دریا کوزہ میں بند کیا ہے
ابتدائی ریاست سے آجتک کی صورت حال کا آئینہ بنایا ہے علاوہ ان کتب مندرجہ کے اور بھی بہت انکی
تصنیف ہیں اگرچہ اس کم استعداد کا تقریظ لکھنا گویا چھوٹا منہہ بڑی بات ہے مگر بمصداق
مصرعہ نہاں کے ماند آن رازی کزو سازند محفلہا + مصنف صاحب کا اس شہر بلکہ تمام موقوف
دور دور شہرہ ہی لہذا یہہ خاکسار اس تحریر تقریظ کو کلمہ دعا پر ختم کرتا ہی حضرت استاد
صاحب کے حق میں دعائے خیر و عافیت دارین مانگتا ہی مصرعہ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

تمت بالخیر